نسیما جانبِ بطحا گزر کُن   زِ احوالم محمد ﷺ را خبر کُن

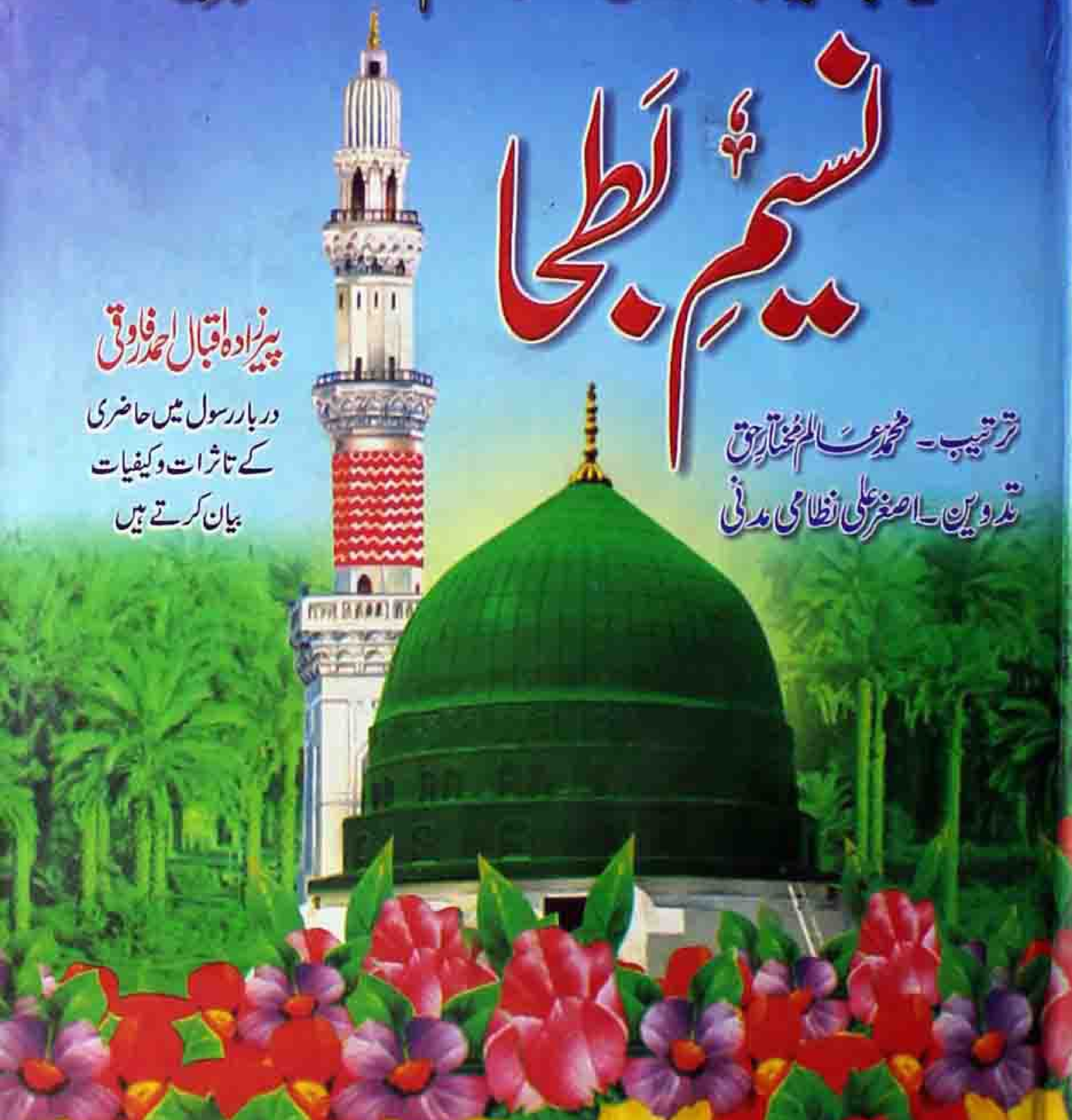

نسیمِ بطحا

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

دربار رسول میں حاضری
کے تاثرات وکیفیات
بیان کرتے ہیں

ترتیب۔ محمد عالم مختار حق
تدوین۔ اصغر علی نظامی مدنی

مکتبۂ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور
0300-4235658

Marfat.com

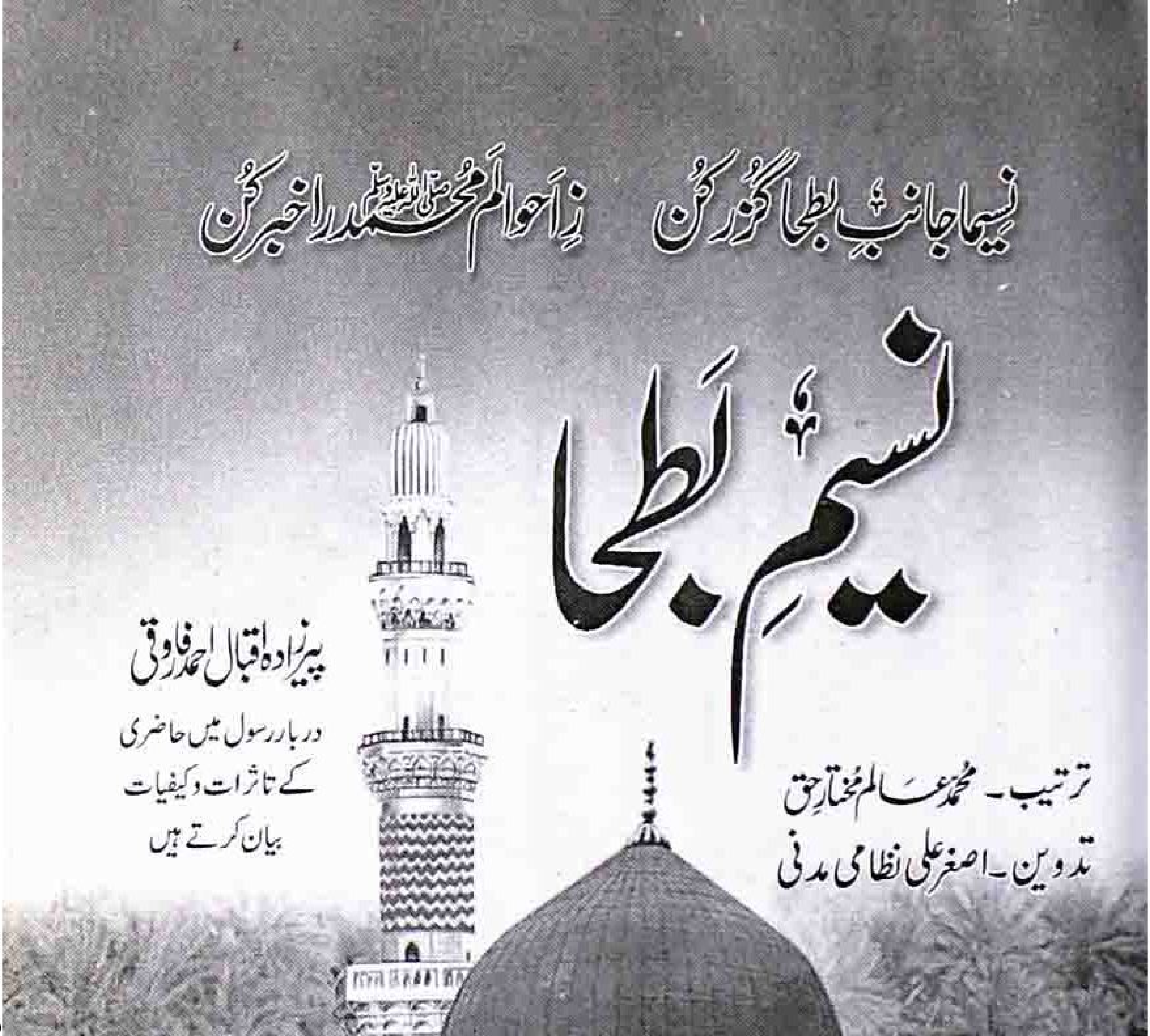

نسیما جانبِ بطحا گزر کُن
زِ احوالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کُن

نسیمِ بطحا

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
دربار رسول میں حاضری
کے تاثرات و کیفیات
بیان کرتے ہیں

ترتیب۔ محمد عالم مختارِ حق
تدوین۔ اصغر علی نظامی مدنی

مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور
0300-4235658

Marfat.com

تعارفِ کتاب

نام کتاب ------ نسیمِ بطحاء

تحریر ------ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

موضوعِ کتاب ------ دیارِ حبیب کی باتیں

ماخذ ------ اوراقِ جہانِ رضا

سالِ طباعت ------ ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء

ناشر ------ احمد جاوید فاروقی، گنج بخش روڈ، لاہور

طابع ------ کاروان پریس، لاہور

قیمت ------ ۱۵۰ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور ○ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ○ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور ○ مکتبہ قادری رضوی، گنج بخش روڈ، لاہور ○ اورینٹل پبلشرز دربار مارکیٹ، لاہور ○ زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور جمالِ کرم ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور تمام دینی مکتبے جو ملک کے کسی حصے میں کام کر رہے ہیں۔

Marfat.com

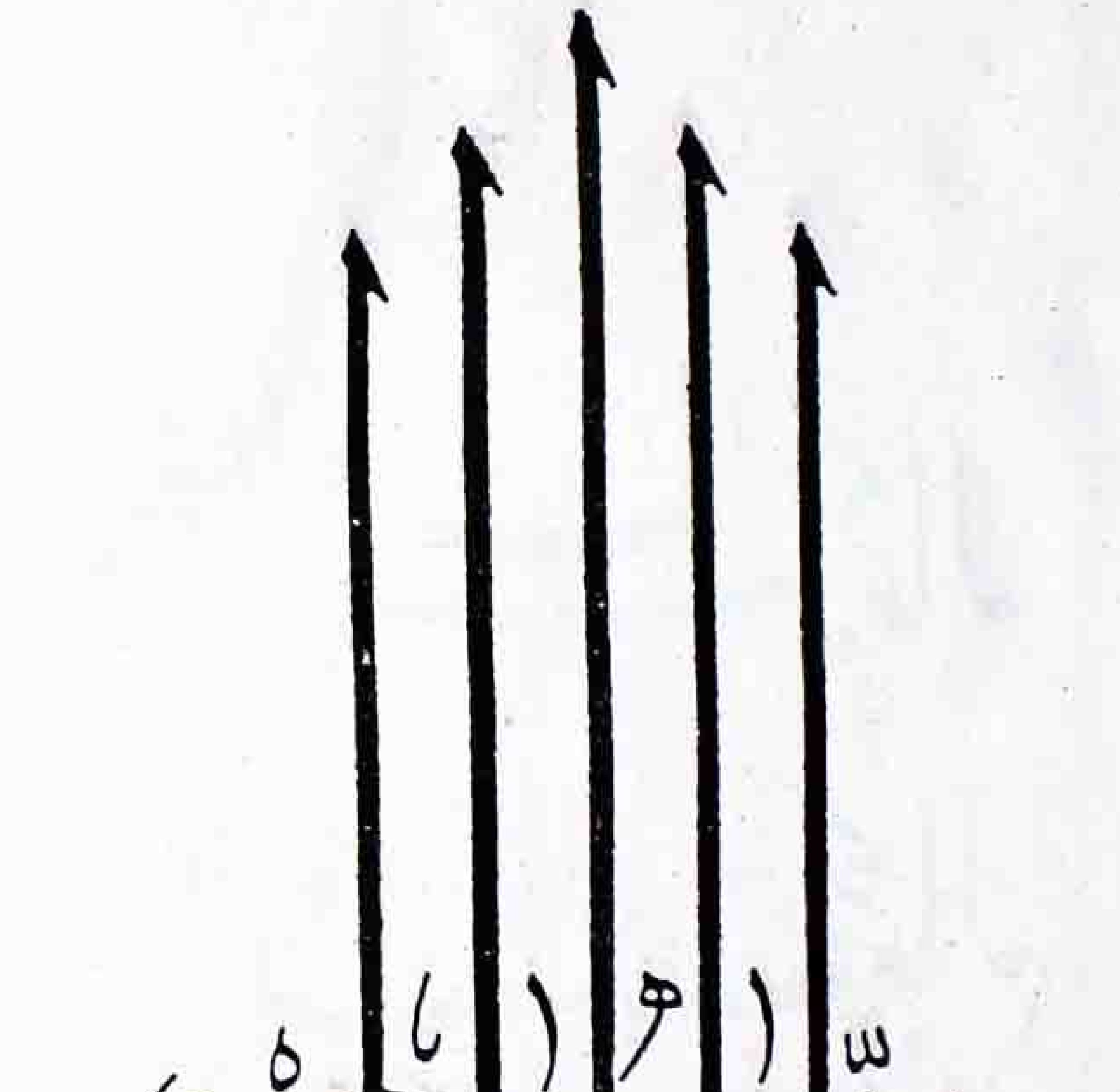

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ

پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

دُور کردیا اندھیرے کو اپنے جمال سے

حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ

حسین ہیں اُن کی سب خصلتیں

صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

درود بھیجو اُن پر اور اُن کی آل پر (سعدی)

Marfat.com

فہرست عنوانات کتاب

۱	زباں ہے دل کی رفیق	(علامہ کوکب نورانی)	۱۵
۲	یہ کوچۂ حبیب ہے	(محمد عالم مختار حق)	۱۷
۳	نورنگر کی باتیں	(اصغر علی نظامی مدنی)	۲۵
۴	تقدیم	(قاضی محمد غوث - زم زم)	۳۷
۵	اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر ست		۴۴
۶	مدینہ میں حاجی محمد اسحاق نوری مرحوم کی محفل نعت		۴۵
۷	ایک عرب عاشق رسول کی محفل میں		۴۸
۸	خواجہ سیالوی کا درویش خانہ		۵۰
۹	قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی کا کاشانہ		۵۴
۱۰	بارگاہِ نبوی میں حاضری		۵۵
۱۱	حضور کے دسترخوان کی وسعتیں اور نعمتیں		۵۷
۱۲	مولد النبی ـــــ مکہ مکرمہ		۶۵
۱۳	کعبۃ اللہ		۶۸
۱۴	مکہ مکرمہ کی گلیوں کی رعنائیاں		۷۲
۱۵	پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں		۸۱
۱۶	کعبہ کا کعبہ - قبلہ کا قبلہ		۹۰
۱۷	میدانِ بدر میں مجاہدینِ اسلام		۱۰۴

Marfat.com

۱۸	فاضل بریلوی مدینے کی گلیوں میں	۱۱۲
۱۹	خفتگانِ جنت البقیع سے ملاقات	۱۲۶
۲۰	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی سیدنا امیر حمزہ کے مزار پر	۱۳۳
۲۱	تیری محفل میں بیٹھنے والے	۱۴۲
۲۲	دربارِ نبی کی رعنائیاں	۱۵۴
۲۳	شہر محبت میں ایک سعودی شہزادے کی محفل نعت	۱۵۸
۲۴	مدینۂ رسول میں نعت خوانی کی نجی محفلیں	۱۶۰
۲۵	مولد النبی میں چند لمحات	۱۶۳
۲۶	لو دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا	۱۶۹
۲۷	کعبۃ اللہ میں گزرے لمحات	۱۷۱
۲۸	پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے بلایا	۱۷۷
۲۹	حکیم نذیر احمد چشتی کی ایک محفل	۱۸۶
۳۰	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بارگاہِ رسول میں	۱۹۳
۳۱	مدینہ منورہ میں صحابۂ رسول کے مکانات	۲۰۰
۳۲	شہر محبت پر ایک طائرانہ نظر	۲۰۶
۳۳	شہر محبت کی گلیاں	۲۱۶
۳۴	مکہ مکرمہ میں ''دار ارقم''	۲۱۸
۳۵	مدینہ منورہ میں امہات المومنین کے حجرے	۲۲۵
۳۶	سیّدہ حلیمہ سعدیہ کا گھر	۲۳۴

تمت بالخیر

Marfat.com

حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

یا صاحبَ الجمالِ و یا سیّدَ البشر
من وجھک المنیر لقد نوّر القمر

لا یمکنُ الثناءُ کما کان حقّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

اے پیکرِ حُسن اور اے سرتاجِ انسانیت! یقیناً (چودھویں کا) چاند آپ ہی کے نُورافشاں چہرے سے درخشاں (ہُوا) ہے (پُوری انسانیت بھی ایک زبان ہوکر) آپ کے اوصاف و کمالات بیان کرپائے؟ یہ ممکن ہی نہیں! اس (بے پناہ) داستان کو یُوں مختصر کرتا ہوں کہ خُدا کے بعد آپ ہی کی ذات بزرگ و برتر ہے

Marfat.com

بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آن ختمِ رُسل میرِ ایوانِ وجود
دارائے سریرِ حسن و سلطانِ وجود

از بابِ کتابِ آفرینش پرسی
آن نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است عنوانِ وجود

وہ جو تمام انبیاءؑ پر آخری مُہر ہیں وہی وجود کے محل (کائنات) کے دُولہا ہیں
وہی اِس کائنات کے مرکز اور خوبصورتی کے تخت پر جلوہ فرما ہیں
دُنیا کی ابتداء کی کتاب سے اگر تُو پُوچھے
تو (جواب ملیگا کہ) وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اسمِ گرامی ہے۔ جو عنوانِ ہستی ہے

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا یؤمن احدکم

تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ

حتی اکون احب الیہ من

اپنی اولاد، والدین خود اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ

ولدہ ووالدہ ومن نفسہ

مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو (حدیث شریف)

والناس اجمعین

او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

التجاء

یارب چو مصطفیٰ را من بہرِ تو ستودم

تو ہم بمصطفیٰ بخش، اِیں مصطفیٰ ستارا

علامہ رومیؒ ———

نوازش دلِ ما کُن کہ دل نوازتوئی

میرے دل پر بھی کرم ہو کہ دلوں کو نوازنا آپ کی فطرت ہے

بساز کارِ غریباں کہ کارساز توئی

ہم غریبوں کا کام بھی بنا دیں کہ کارسازی آپ ہی فرماتے ہیں

Marfat.com

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یہ دربار مصطفیٰ ﷺ ہے، یہ حرم نبوی ﷺ ہے، یہ ایوانِ مصطفوی ﷺ ہے۔ یہاں اہل محبت کی ہزاروں زبانیں ہیں، مگر خاموش، یہاں ستر ہزار فرشتے سر جھکا کر آتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں، یہاں جبریئلؑ جیسے اولوالعزم فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ مگر پر نہیں مارتے۔ آپ نظریں اُٹھائیں گے تو سرکار دو عالم ﷺ کا گنبد خضری نظر آئے گا، یہاں میرے آقا اور مولا جلوہ فرما ہیں۔ آپ کے دائیں ہاتھ پر یارِ غار سیدنا صدیق اکبرؓ دست بستہ کھڑے ہیں۔ آپ کے عشاق صحابہ کا ایک وسیع حلقہ موجود ہے جس میں سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنیؓ نمایاں نظر آتے ہیں۔ اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ وہ دیکھئے آپ کے عم محترم سید الشہد احضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ حد نگاہ تک رسول اللہ ﷺ کے عشاق صحابہ صف در صف دکھائی دے رہے ہیں اور محبان رسول کی دور دور تک قطاریں نظر آتیں ہیں۔ ہر ایک کی زبان پر

الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یا رسول اللہ ہے

آپ نور بصیرت اور دل کی ایمانی آنکھ سے سب کو پہچانتے جائیے۔ ایک ایک کے چہرہ انور پر نگاہ ڈالیں۔ ایک ایک کے رخ زیبا کو پہچانیے۔ ایک ایک کی پیشانی پر عشق مصطفیٰ ﷺ کے انوار دیکھیے۔ آپ کی خاموش نظریں گھومتی جائیں گی اور حضور پاک ﷺ کے ایک ایک صحابی کی زیارت کرتی جائیں گی ایک ایک ولی اللہ کو پہچانتی جائیں گی اور ہر ایک کو دل کی گہرائیوں میں سمیٹتی جائیں گی۔ اس محفل کی وسعت پر نظر محبت ڈالیں دور دور تک حضور ﷺ کی اُمت کے بلند قدر افراد اپنے اپنے مراتب اور مناصب کے اعتبار سے اپنے اپنے مقام پر کھڑے نظر آئیں گے، کس کس کا نام لیں، کس کس کی بات کریں، کس کس کی شان بیان کریں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں۔ کروڑوں نہیں، اربوں اور کھربوں اپنی اپنی جگہ موجود ہیں، مگر آپ کی نگاہ شوق کی وسعت کو بھی داد دوں گا، کہ آپ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوے ان نورانی چہروں کو اپنی محبت اور عقیدت کی نظروں سے پہچان رہے ہیں

اگر آپ جسمانی طور پر دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضر نہیں ہو سکے تو غم نہ کریں اس محفل میں شریک ہونے کے لیے اپنے گھر بیٹھے ہی نظریں اُٹھائیں اور " **نسیم بطحا** " کے صفحات کھولتے جائیں، جنہیں **پیرزادہ اقبال احمد فاروقی** نے دربار مصطفیٰ کی حاضری کے بعد " **جہانِ رضا** " میں قلمبند کیا اور آپکو دعوت مطالعہ دے رہے ہیں

Marfat.com

بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم
خاکے شوم و زیرِ پائے تو زیم
مقصودِ منِ خستہ زِ کونین توئی
از بہرِ تو میرم از برائے تو زیم

میری خواہش ہے کہ پوری زندگی ہمیشہ آپؐ سے وفا اور نام لیوائی میں گزرے میں خاک بن کر آپؐ ہی کے قدموں میں زندگی بسر کروں مجھ تباہ حال کا کونین میں آپؐ کی ذاتِ عالی کے علاوہ کوئی مقصود نہیں میں آپؐ ہی کی یاد میں زندہ رہنا چاہتا ہوں، کاش، مجھے موت بھی آپؐ ہی کی یاد میں آئے

Marfat.com

بسم اللہ الرّحمن الرحیم ط

زباں ہے دل کی رفیق

(علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے قلم سے)

حضرت پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی کا نام تو سنا ہوا تھا مگر ان سے میری ملاقات ربع صدی قبل ہوئی۔ وہ ایک علم دوست انسان ہیں اور اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں۔ بات تحریر کی ہو یا تقریر کی، وہ اپنا الگ لہجہ اور انداز رکھتے ہیں۔ انہیں جتنا شغف کتابوں سے ہے، اس سے کہیں زیادہ اہل علم سے ہے۔ میں انہیں محبتوں اور رابطوں کا آدمی کہتا ہوں۔ وہ گل دستہ بنانا اور سجانا ہی نہیں اسے مہکانا بھی جانتے ہیں۔ آواز میں طنطنہ ہے تو شخصیت میں دبدبہ ہے۔ جس لہجے میں بولتے ہیں اسی میں لکھتے ہیں۔ خوبی یہ ہے کہ پیر زادے ہی نہیں، صاحب علم بھی ہیں یعنی زبان و بیان سے خوب آگاہ ہیں۔ عربی ہو یا فارسی، انگریزی ہو یا اُردو، وہ ان زبانوں کے شناور ہیں اور اپنے پنجابی خاص مزاج کے مطابق ان زبانوں کے الفاظ برتنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ بناوٹ کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ مجھے شبہہ ہے کہ انہیں تکلف سے کبھی علاقہ رہا ہوگا۔ بے ساختگی میں شگفتگی ان کی بولی میں بھی ہے اور تحریر میں بھی۔ جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

''مکہ مکرمہ میں ایک دن ہمارے ''متعارفی دوست'' ایک ایسے بزرگ کو لے آئے جو فلسطین سے آئے تھے۔ خدا معلوم نہیں ہمارے متعلق کیا کیا کہا گیا کہ بذات خود وہ بزرگ سبز عمامہ پہنے اور سبز لباس میں خراماں خراماں جلوہ فرما ہو گئے۔ ہم احترام کو اٹھے، استقبال کیا، دست بوسی کی اور نہایت عجز و انکساری سے ان کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔ وہ بیٹھ گئے۔ آب زم زم کی سفید گلاسی پیش کی تو خوش ہو گئے۔ عطر کی ایک شیشی

Marfat.com

ہدیہ کی تو ان کی آنکھیں جذبات تشکر سے چمک اٹھیں۔ وہ فلسطین کے اس علاقہ سے آئے تھے جو بیت المقدس کے مضافات میں ہے اور ابھی تک یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ میں ان سے عربی میں باتیں کرتا رہا۔ ان کا شکریہ ادا کرتا رہا ان کی آمد پر اظہار مسرّت کرتا رہا۔ مگر انہیں محسوس ہوا کہ میری عربی ختم ہو رہی ہے اور میں بات کرتے کرتے رکنے لگا ہوں وہ مسکرائے اور کھل کر اُردو میں باتیں کرنے لگے تو میرا بوجھ ہلکا ہو گیا''۔

لکھتے ہیں: ''میں نے ''ریاض الجنۃ'' میں ایک دیو قامت حبشی کو پھیلے ہوئے دیکھا۔ میرا دل چاہا کہ اس کے پہلو میں بیٹھ کر درود و سلام پڑھوں مگر وہ کسی کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ سیاہ کالا، دیو ہیکل جسم، پہلوانوں کا پہلوان، مگر دل روشن، دراز قد مگر گردن خمیدہ، ڈراؤنی صورت مگر دل میں عشق مصطفیٰ (ﷺ) کی شمع فروزاں، مجھے حضور (ﷺ) کا بلال یاد آ گیا، دل میں کہا کہ حبش سے آیا ہے، ''بلالی'' ہے۔ یا رسول اللہ (ﷺ)! آج میں آپ کے بلال کے پہلو میں بیٹھنا چاہتا ہوں مگر یہ کالا پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا تھا، فوراً میری درخواست قبول ہوئی، اس حبشی نے پہلو بدلا، مجھے اپنے ساتھ لگا لیا، جگہ دی، بٹھا لیا۔ میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ اس نے دیکھا تو میرے سر پر ہاتھ رکھا۔ کندھوں پر تھپکی دی، تسلی دی اور اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ وہ محبت کا پہاڑ تھا۔ وہ شفقت کا دریا تھا، وہ عشق مصطفیٰ (ﷺ) کا امین تھا...... مجھے خیال آیا کہ میرے رسول (ﷺ) کی محبت کی حکمرانیاں کالے گوروں دلوں دلوں پر یکساں ہیں۔ دنیا کے ویرانوں میں شمع شبستان مصطفیٰ (ﷺ) جگ مگا رہی ہے۔ ہر دل میں عشق مصطفیٰ (ﷺ) کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ تمام دل روشن ہو رہے ہیں اور آنکھیں اشک باری کر رہی ہیں''۔

عقیدت کا بیان کرتے ہوئے خوش عقیدگی دیکھیے: ''میں آگے بڑھا۔ ''ریاض الجنۃ'' پیچھے رہ گئی تھی اور میں ''قاسم الجنۃ'' کے سامنے کھڑا تھا''۔

کیفیت کی ترجمانی کتنی آسانی سے کرتے ہیں، ملاحظہ ہو: ''میں ہجوم عاشقان

Marfat.com

رسول کے ساتھ چلتا ہوا، باب جبریل سے باہر نکلا تو حضرت ابوایوب انصاری کے گھر کی دیوار کا سہارا لیتے ہوئے ''قدمین شریفین'' پر جا کھڑا ہوا۔ سر جھکا کر خوب رویا، روتا رہا روتا رہا، بے خود ہو کے

ع سارے جہاں کو بھول گیا تیری یاد میں

ہوش آیا تو ''باب النساء'' سے گزر کر اصحاب صفہ کے مدرسہ میں جا بیٹھا۔ قرآن پاک اٹھایا، تلاوت کی اور ہجر و فراق کے زخم مندمل ہو گئے''۔

فاروقی صاحب کا قلم شوخیاں بھی کرتا ہے، ملاحظہ ہو:

''میرے ''طویل القامت''، ''طویل اللباس''، ''طویل اللحیہ''، اور ''طویل التسبیح'' ساتھی کا بھی شکریہ ادا کیا''۔

ان کے بیان میں روانی اور چاشنی دیکھیے: ''میرے ساتھی سب نوجواں، میں ساٹھ سال سے اوپر کا ناتواں، مگر دل مانتا نہیں تھا کہ ''جبل نور'' کی بلندیوں پر پہنچنے کے لیے کسی نوجوان کا سہارا لوں، پتھروں پر قدم رکھتے بلندیوں پر چڑھنا شروع کیا تو سانس پھولنے لگا، دل دھڑکنے لگا، پاؤں کانپنے لگے، انہیں پتھروں پر چل کر کبھی غارِ حرا کا چاند گزرا تھا۔ میں تھک گیا۔ خیال آیا میں کیوں آیا؟ مگر اہل محبت کو قطار در قطار اوپر جاتے دیکھا تو حوصلہ ہوا۔ حال جسم و جاں کسی کو نہ بتایا، حال جانِ ناتواں کسی پر نہ کھولا۔ دو سو گز ہانپتا کانپتا چڑھتا گیا تو اپنے آقا کے شہر سے ہوا کا ایک خوش گوار جھونکا آیا۔ آفتاب کی چند کرنیں چہرے پر پڑیں۔ بدن توانا ہو گیا۔ تھکاوٹ دور ہو گئی، سانس درست ہو گیا، جسم میں تر و تازگی آ گئی، قدم اٹھنے لگے، پستیاں پیچھے رہنے لگیں، یوں محسوس ہونے لگا کہ ''غار حرا'' کی یہ چڑھائی ''کوچۂ محبوب'' کی سختی اور سنگلاخی نہیں، فرش مخمل بچھا ہوا ہے''۔

اپنے محترم دوست فاروقی کے لیے پہلے لکھ چکا ہوں کہ انہیں سنیے یا پڑھیے، یہ کبھی تنہا نہیں ہوتے۔ ایک عہد، ایک تاریخ ان کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔

ایسے درویشوں کی اے اہل جہاں قدر کرو ایسے درویشوں کا تاریخ میں نام آتا ہے

Marfat.com

حرمین شریفین کے اسفار کی روداد (نسیم بطحا) میں آپ ہر قدم پر مقامات مقدسہ کی تاریخ کے دریچے بھی وا ہوتے دیکھیں گے۔ برسوں پہلے جناب مختار مسعود کی کتاب ''آوازِ دوست'' پڑھی تھی، ایسا ہی کچھ انداز تھا مگر وہ ''مینارِ پاکستان'' کا تذکرہ تھا۔ یہ تذکرہ تو ''جبل نور'' کا ہے یہ ذکر تو دل وجان کا ہے، یہ بیان تو دین وایمان کا ہے اور بیانیہ اس کا ہے جسے علم وعرفان سے وابستگی میں عمرِ عزیز کی آٹھ دہائیاں بتانے کی سعادت حاصل ہے۔

۱۹۷۵ء میں مجھے پہلی مرتبہ دیارِ حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جب سے اب تک وہاں کے اسفار میں نے شمار نہیں کیے۔ وہاں جانا سعادت ہی سعادت ہے۔ اس کرۂ ارض پر حرمین شریفین ہی وہ مقام ہیں جو رشکِ مہر وماہ ہیں۔ تاحال میں نے ان اسفار کی روداد لکھنے کی ہمت نہیں کی۔ فاروقی صاحب نے ہر بار اپنے دل کی ترجمانی کی ہے اور خوب کی ہے۔

فاروقی صاحب کا تحریری سرمایہ محفوظ ہو رہا ہے۔ انشائیے ہوں یا اداریے، علماء کی یادیں ہوں یا ''رجال الغیب کی باتیں'' ان کو کتابی شکل دی جا رہی ہے۔ زیرِ نظر کتاب بھی ان کے خوش پاروں کا مجموعہ ہے۔ قارئین کو ان تحریروں میں وہ ''فاروقی'' نظر آئے گا جو دیارِ حبیب کا مسافر ہے اور آپ کا دل چاہے گا کہ کاش ہم بھی اس کے رفیقِ سفر ہوتے۔ فاروقی صاحب کی ان تحریروں میں ان کا قلم مشک بار ہے تو خامہ اشک بار بھی ہے۔ ان تحریروں میں مہک بھی ہے اور لیک بھی۔ پڑھیے، پڑھتے جائیے اور نسیم بطحا کے جھونکوں میں یا دحرم میں کھو جائیے۔ فاروقی صاحب یہی کہتے نظر آئیں گے:

؎ جیسا طیبہ کو ہم نے دیکھا ہے　　کم نے جانا ہے کم نے دیکھا ہے
وہ دیارِ نبی وہ خلد جمال　　ہم کو دیکھو کہ ہم نے دیکھا ہے

کوکب نورانی اوکاڑوی　　المرقوم: ۲۸ جون ۲۰۰۷ء

Marfat.com

یہ کوچۂ حبیب ہے......

محمد عالم مختار حق

ذکرِ مدینہ دل والوں کا مرغوب اور محبوب ترین موضوع ہے اور اہلِ عشق اسی تذکرۂ حریم نبوی سے دوری میں بھی حضوری کا لطف اٹھایا کرتے ہیں چنانچہ محبوب کے شہر، قریہ اور بستی کا تذکرہ اور مکانات و مضافات کا حوالہ قدیم عربی شاعری سے لے کر متاخرین کے عربی، فارسی اور اردو اشعار تک میں ملتا ہے۔ عربی کے نعتیہ قصائد میں تشبیب کے اشعار اکثر ایسے ہی اشعار پر مشتمل ہوتے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ایک شعر دیکھیے:

؎ عرفت دیار زینب بالکثیب　　　کخط الوحی فی الرق القشیب

ایسے ہی امام محمد شرف الدین البوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

؎ امن تذکر جیران بذی سلم
مزجت دمعًا جرٰی من مقلۃ بدم

اسی طرح یمن کے بادشاہ ابو کرب (تبع ثانی) نے جب یثرب پر چڑھائی کی تو اوس و خزرج کے اخلاق سے متاثر ہو کر صلح کی درخواست کی کیونکہ یہ قبائل دن بھر مصروفِ جنگ رہنے کے بعد رات کو حملہ آور یمنی لشکر کے لیے کھانا بھیجتے تھے۔ معاہدۂ صلح کے لیے جب اوس و خزرج کے نمائندے تبع الحمیری کے پاس پہنچے، اس نے حیرت سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے دورانِ جنگ میں میری فوجوں کو اس طرح خوراک پہنچائی جس طرح قومیں اپنے لشکروں کی نگہداشت کرتی ہیں۔ مجھے اسی شئے نے متاثر کیا۔ آخر یہ سب کچھ کیوں؟ بنیامین قرظی نے جواب دیا: "دراصل ہمیں یقین

Marfat.com

تھا کہ آپ اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے"۔ وہ کیوں؟ تبع نے سوال کیا۔ بنیا مین بولے "یہ شہر ایک نبی کی فرودگاہ ہے جو قریش سے ہوگا"۔ اس پر تبع کا دل لرز گیا اور اس موقع پر اس نے یہ شعر کہا:

؎ القیٰ الیٰ نصیحۃ کی ازدجر　　　عن قریۃ محجورۃ بمحمد

ترجمہ: اس نے مجھے اس بستی سے ہٹ جانے کی نصیحت کی، جو محمد ﷺ کے لیے محفوظ رکھی گئی ہے۔

مشہور عربی محاورہ ہے: "شرف المکان بالمکین"۔ جسے غالبؔ نے یوں بیان کیا ہے:

ع ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ

لہٰذا مدینۃ المنورہ جو کبھی یثرب تھا، اللہ کے محبوب کریم سید المرسلین رحمۃ للعلمین ﷺ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے حریمِ نبوت اور سرزمینِ مقدس قرار پایا اور خرامِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت رشکِ جنت الفردوس بن گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسکن و مامن اور ہجرت گاہِ رسالتمآب ﷺ بننے کے بعد مدینۂ طیبہ نے بارگاہِ الٰہی سے وہ شرف و تقدس پایا اور دستِ قدرت نے وہ روحانی جذب و کشش عطا کیا کہ اللہ اللہ۔

؎ آئی نسیمِ کوئے محمد (ﷺ)　　　کھنچنے لگا دل سوئے محمد (ﷺ)

اہلِ ایمان کے لیے جس طرح ذاتِ گرامی حضرت رسالت پناہ ﷺ ایمان کی جان اور کعبۂ عشق و ایقان ہیں، ویسے ہی احادیث شریفہ کی روشنی میں مدینہ اور اہلِ مدینہ کی محبت بھی جزوِ ایمان ہے۔ سرکارِ کائنات ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

اللّٰھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد ...... الخ (بخاری: رقم: ۱۷۲۵)

ترجمہ: اے اللہ مکہ کی طرح مدینہ کو بھی ہمارے لیے محبوب بنا دے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

دوسری حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

Marfat.com

من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا۔

(ترمذی:۲:۳۸۵)

ترجمہ: جو شخص مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو، تو وہ مدینہ میں مرے۔ بیشک میں مدینہ میں وفات پانے والے کی شفاعت کروں گا۔

؎ مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

ایک جگہ فرمانِ گرامی ہے:

لکل نبی حرم و حرمی المدینة۔ (مسند احمد:۱:۲۷۷)

ترجمہ: ہر نبی کا ایک حرم ہوتا ہے اور میرا حرم مدینہ ہے۔

مسندِ احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اہلِ مدینہ کو خوفزدہ کیا، اس نے مجھے خوفزدہ کیا''۔

مدینہ طیبہ میں قیام کرنے والوں کو بھی بشارتیں سنائی گئی ہیں کہ جو شخص مدینہ میں پیش آنے والی تکالیف اور ایذا پر صبر و تحمل سے کام لے گا، قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور شہید ہوں گا۔

جس طرح حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام مکہ اور اہلِ مکہ کے لیے برکت و رحمت کی دعائیں مانگا کرتے تھے اسی طرح سرکارِ مدینہ ﷺ مدینہ اور اہلِ مدینہ کے لیے برکت و رحمت کی دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ۔

ان الایمان لیأرز الی المدینة کما تأرز الحیة الی جحرھا۔ (صحیح مسلم، رقم:۲۱۵)

ترجمہ: بیشک ایمان مدینہ کی طرف اس طرح لوٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف لوٹ آتا ہے۔

؎ ٹھکانا آؤ پہلے سے بنا لیں ہم مدینہ میں
سمٹ جائے گا آخر دین زیرِ گنبدِ خضریٰ

Marfat.com

مدینہ منورہ میں مقیم ہونا اور یہاں کی معطر و معنبر فضاؤں سے مشام جان کو معطر کرتے رہنا جہاں سعادتِ عظمٰی اور بڑا اکرم ہے، وہاں طیبہ کی سکونت ترک کر کے کسی اور دیار میں جا بسنا بھی بہت بڑی محرومی کی بات ہے۔ چنانچہ امام مالک ''موطا'' میں روایت کرتے ہیں:

لا یخرج احدٌ من المدینة رغبة عنها اِلّا ابدلها الله خیرا منه۔

(موطا:۱۳۷۹)

ترجمہ: جو کوئی مدینہ سے منہ موڑ کر جاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ اس سے بہتر کو لے آتا ہے۔

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں　　در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

مدینہ منورہ جانے والے زائرین جب جادۂ عشق و محبت پر گامزن ہوتے ہیں تو ان کے لبوں پر زمزمۂ درود و سلام ہوتا ہے اور ان کے تصورات میں مسجدِ نبوی کے مینار اور گنبدِ خضرٰی شریف سمایا ہوتا ہے۔ دراصل اہلِ محبت مدینہ کا سفر اس مسجد اور روضے کی حاضری کے لیے کرتے ہیں کیونکہ ہمارے آقا و مولٰی علیہ التحیۃ والثناء کا فرمانِ عالی شان ہے:

فانی آخر الانبیاء و ان مسجدی آخر المساجد۔ (مسلم: رقم، ۲۴۷۱)

ترجمہ: پس میں آخری نبی ہوں اور بیشک میری مسجد آخری مسجد ہے۔

یعنی ثواب و فضیلت کے اعتبار سے (مخصوص) مساجد میں سے یہ آخری مسجد ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نماز ایک ہزار یا بروایت دیگر پچاس ہزار نماز کا ثواب رکھتی ہے۔ اسی مسجد میں ایک خاص مقام ''ریاض الجنۃ'' بھی ہے جس کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے:

ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة۔ (بخاری: رقم: ۱۱۲۵)

ترجمہ: میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کا باغ ہے۔

Marfat.com

؎ جو درمیان ہے شہزآد بیت و منبر کے
بہشت کا وہ گلستاں مرے حضور کا ہے

یہی وہ بقعۂ مبارکہ اور حجرۂ مقدسہ ہے جسے کاشانۂ رسالت اور بعدازاں آرام گاہِ نبوت ہونے کا شرف حاصل ہوا اور وجہ وجود کائنات ﷺ کے جسدِ اقدس سے نسبت کی بدولت زمین کا یہ ٹکڑا بقولِ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (اور دیگر ائمہ حدیث وسیرت) عرش وکرسی، لوح وقلم، ارض وسما اور کعبہ سے بھی افضل ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

؎ حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور علامہ اقبال نے اسی مضمون کو اپنے مخصوص رنگ میں یوں پیش کیا ہے:

؎ طور موجے از غبارِ خانہ اش
کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

یہی وہ آستانۂ یگانہ ہے جہاں سروں کے بجائے عشاق کے دل سجدہ کرتے دکھائی دیتے ہیں اور روحیں بیتابانہ اس بارگاہ کے طواف میں مشغول رہتی ہیں جہاں ستر ہزار نوری فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو سلام کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ جہاں لمحہ لمحہ، پل پل اور لحظہ بہ لحظہ درود وسلام کے گجرے اطراف واکنافِ عوالم سے نچھاور ہوتے رہتے ہیں اور یہی وہ سخی دروازہ ہے جہاں سے سائل کبھی خالی نہیں جاتا بلکہ اس یقین سے دامن پسارتا ہے کہ:

؎ مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ 'لا' ہے نہ حاجت 'اگر' کی ہے

اسی دربارِ عالی میں اہلِ حال باطنی مراحل ومنازل طے کرتے ہوئے کبھی بے اختیار پکار اٹھتے ہیں:

Marfat.com

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو

اور بعض دل والے اپنی کم مایگی اور نارسائی کا یوں اعتراف کرتے دکھائی دیتے ہیں:۔

پاتا نہیں ہوں سجدہ کے قابل جو سر کو میں
حسرت سے دیکھتا ہوں ترے سنگِ در کو میں

وابستگانِ دربارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشقانِ مدینہ اپنے ایسے ہی ایمانی و روحانی جذبات و احساسات لیے کشاں کشاں سوئے طیبہ روانہ ہوتے ہیں اور پھر وہاں خوب صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے جام جود و عطا سے سیراب ہوتے ہیں۔ ظاہری تشنگی مٹانے کے لیے زمزم کے ساغر بھر بھر کے پیتے ہیں اور روح کی پیاس بجھانے کے لیے گنبدِ خضرٰی کے سائے میں بیٹھ کر انوارِ نبوت کی کرنوں کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارتے رہتے ہیں اور یہی زائرین جب دیارِ حبیب سے روانہ ہوتے ہیں تو تصورات و خیالات کی بزم کو تذکار و آثار مدینہ سے مزین کیے کچھ اس طرح عرض کرتے ہیں:۔

یادِ سرکار نے کیا لطف روا رکھا ہے
اک مدینہ مرے سینے میں بسا رکھا ہے

اور کبھی دیارِ حبیب میں گزرنے والے لمحات و کیفیات کو اس انداز سے یاد کرتے ہیں:

ابرِ کرم کچھ ایسا برسا تری گلی میں
خالی رہا نہ کوئی منگتا تری گلی میں

اٹکے ہوئے ہیں آنسو پلکوں پہ اس ادب سے
آہوں میں ڈھل گیا ہے گریہ تری گلی میں

دیتی ہے پیار اتنا یہ سرزمینِ اقدس
ہر شخص لگ رہا ہے اپنا تری گلی میں

Marfat.com

حرمین شریفین کی مسلسل حاضری کی برکات میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ وہاں باہم مل کر رہنے والے ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کے مخلص اور خیر خواہ بن جاتے ہیں۔ اپنے روحانی وطن میں اکٹھے رہنے سے دلوں کی کدورت و کثافت چھٹ کر لطافت وایثار میں بدل جاتی ہے اور یہ مناظر اکثر وہاں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

ع ہر شخص لگ رہا ہے اپنا تری گلی میں

ہمارے فاضل دوست اور صاحبِ طرز نثر نگار پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب بھی ان سعادت مند زائرین میں سے ایک ہیں جنہیں بارہا قافلۂ عشق و مستی میں شامل ہو کر حجازِ مقدس کی زیارات کا شرف حاصل رہا ہے اور انہوں نے وہاں گزرنے والے لمحات و کیفیات کو نہ صرف قلمبند کیا بلکہ اپنے مکی و مدنی مشاہدات کو اپنے چاہنے والوں تک پہنچانے کا اہتمام بھی کیا اور گاہے گاہے مدینہ کی یادیں "پھر دیکھو مجھے شہرِ محبت نے بلایا" کے عنوان سے "جہانِ رضا" کے اوراق پر شائع کرتے رہے۔ اور بلا ٹکٹ ویزہ کی زحمت میں ڈالے بغیر اپنے قارئین کو مفت عمرے اور زیارتیں کراتے رہے۔ چنانچہ یہ وہی حجازی خوشبو سے مہکتے ہوئے الفاظ و حروف ہیں جنہیں ہم مرتب و مزین کتابی صورت میں یکجا قارئینِ محترم تک پہنچا رہے ہیں۔
حضرت فاروقی صاحب کی ایک اور انفرادیت اس حوالے سے یہ ہے کہ انہیں قسامِ ازل نے گہرا مشاہداتی شعور اور بلا کی قوتِ حافظہ عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ انہیں عام سفرنامہ نگاروں یا وقائع نویسوں کی طرح منت کشِ ڈائری و قلم بھی نہیں ہونا پڑتا بلکہ وہ قلم برداشتہ و بے ساختہ لکھنے کے ایسے دھنی ہیں کہ سبحان اللہ۔ اور محسوس ہوتا ہے کہ:

"میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی مرے دل میں ہے"۔

ہمارے قارئین دورانِ مطالعہ محسوس کریں گے کہ وہ کبھی فاروقی صاحب کی معیت میں کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے ہیں تو کبھی صفا و مروہ کے چکر لگا رہے ہیں۔ کبھی میزابِ رحمت کے نیچے بیٹھے آبِ رحمت سے غسل کی تیاری ہو رہی ہے تو کہیں کسی

Marfat.com

عرب عالم کا تعارف کروایا جا رہا ہے اور کبھی اچانک آپ محسوس کریں گے کہ فاروقی صاحب آپ کا بازو پکڑ کر آپ کو ریاض الجنہ میں لے گئے ہیں۔ کبھی اصحابِ صفہ کا حلقہ لگا ہوا ہے۔ کہیں زائرین کی قطاریں مواجہہ شریف میں سلامی پیش کر رہی ہیں۔ ہمارے فاروقی صاحب کو نئے اور پرانے علما کرام سے بھی خاصا تعارف اور واقفیت حاصل ہے چنانچہ وہ کبھی اپنے اہلِ صحبت کو اعلیٰ حضرت بریلوی سے ملواتے ہیں تو کبھی مدینہ منورہ میں عرصہ سے مقیم بزرگوں کی زیارت کرواتے ہیں اور کبھی چپکے سے آپ کو وہاں سے اٹھا کر داتا کی نگری لاہور پہنچا دیتے ہیں۔

اسلوب کی دلکشی، الفاظ کا ایسا بانکپن اور تحریر میں ایسی جاذبیت یقیناً خداداد نعمت ہے اور دورِ حاضر میں ایسی خوبصورت نثر کی دستیابی کرم بالائے کرم...... ہم دعا گو ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جناب فاروقی صاحب کے رہوارِ قلم کو صفحۂ قرطاس پر یوں ہی رواں دواں رکھے اور ان کے وجودِ باجود کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر ہمارے درمیان قائم و دائم رکھے۔ آمین!

الٰہی قلم او زر بار بادا الٰہی نثر او شاہکار بادا

خوانندگانِ گرامی قدر! پیش گفتار میں عربی اشعار واحادیث کا انتخابِ لاجواب اور ان کے موزوں محلِ استعمال کے لیے راقم الحروف جناب علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی صاحب کا ان کی للّٰہی معاونت پر ممنونیت ریز شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فریضہ گردانتا ہے، جس سے اس پیش لفظ میں نہ صرف نکھار اور جاذبیت ہی پیدا ہوئی بلکہ اپنے مافی الضمیر کے ابلاغ کو بھرپور اور موٴثر انداز میں پیش کرنے کی سعادت بھی ارزانی ہوئی۔

کرم کردی جزاک اللہ خیرا

لاہور: ۲۴ جولائی ۲۰۰۷ء محمد عالم مختار حق

Marfat.com

نورنگر کی باتیں

اصغر علی نظامی

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کی خلعتِ فاخرہ سے نوازا اور آپ کے ذریعہ بنی نوعِ انسان کی بہتری اور بھلائی کے لیے' ایک سے زیادہ دفعہ ﴿سِیْـــــرُوْا فِی الْاَرْضِ﴾ کے الفاظ میں سفر اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس حکم کی تعمیل اس شکل میں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال' وقت اور صحت کو نورنگر' مدینہ طیبہ کے سفرِ رحمت اثر کے لیے وقف کیے رکھتے ہیں۔ حضور رحمتِ ہر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رُوپ ساگر' مدینہ منورہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا﴾

''آخرکار' ایمان مدینہ طیبہ کی طرف سمٹ آئے گا جیسے کہ سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے''۔

اہلِ ایمان ہر غمی اور خوشی میں اپنا رُخ سمتِ مدینہ منورہ ہی رکھتے ہیں اور ان کا ایمان بار بار انہیں سوئے طیبہ لیے جاتا ہے۔ جو ظاہری طور پہ نہیں پہنچ پاتے' انہیں بھی محبوبِ حجازی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ و پناہ میسر رہتی ہے۔ کہتے ہیں کہ قربِ مدینہ کی راہوں میں ایک راہ دُوری بھی ہے۔ خالقِ کائنات جسے جس طرح نوازنا چاہے' اُس کی چاہت ہی میں سب کی چاہت ہے۔

Marfat.com

عربی، فارسی، ترکی اور اردو ادب میں مدینہ طیبہ کے سفرِ سعادت اثر کی تفصیلات کو عاشقانِ دیارِ حبیب (ﷺ) بڑے ذوق وشوق سے قلمبند کرتے چلے آئے ہیں۔ہمیں امید ہے کہ قارئینِ کرام ان مبارک سفرناموں کی کہکشاں کے ذکر سے اپنی بصارت وبصیرت کو اجالنے میں خوشی محسوس کریں گے۔مندرجہ ذیل مشہور سفرناموں کا مختصر تعارف عاشقانِ مدینہ طیبہ کے لیے یقیناً تسکینِ قلب وروح ثابت ہوگا:

☆ أبو الحسن محمد بن جُبَیر (متوفی 27 رشعبان المعظم 614 ہجری) نے غرناطہ سے حرمین شریفین کی زیارت کی غرض سے سفر اختیار کیا۔اسکندریہ شہر اور مصر کے بہت سے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے۔براہِ عراق وشام واپسی پر سن 579 ہجری کو ''رحلة ابن جبیر'' کے نام سے اپنا سفرنامہ لکھا جو کہ عربی ادب کا ایک شاہکار ہے۔

☆ عربی زبان میں لکھا ایک عظیم سفرنامہ مشہور عرب سیاح اور مصنف شرف الدین محمد ابنِ بطوطہ کا ہے، جنہیں چار دفعہ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف ملا۔ان کے سفرنامے کا انداز بڑا لطیف اور ادیبانہ ہے۔

☆ پاکستان میں مصر کے سفیر جناب ڈاکٹر عبدالوہاب عزام نے عربی زبان میں الرحلات الاولیٰ اور الرحلات الثانیة کے نام سے سفرنامہ، فلسطین، شام، ہند، حجاز ونجد وغیرہ تحریر کیا۔عربی زبان کے موجودہ ادبی رجحان کی غمازی کے ساتھ ساتھ پڑھنے والے اپنے آپ کو ڈاکٹر عزام کے ساتھ شریکِ سفر محسوس کرتے ہیں۔

☆ بیروت میں فاروق شرعی کالج کے ایک پروفیسر جناب ہاشم محمد سعید دفتر دار نے 1370 ہجری (195ء) میں حج اور زیارتِ

Marfat.com

مدینہ طیبہ کے متعلق "ذکریات طیبہ" نامی کتاب کو زیارتِ حرمین شریفین کے اسرار و رموز سے مزین کر کے مدینہ منورہ کے مکتبۃ الفقیہ سے شائع کرایا تھا۔

☆ دکتورہ عائشہ عبدالرحمٰن کی تالیف "ارض المعجزات" 1392 ہجری کو شائع ہوئی۔

☆ احمد امین صالح مرشد، مدینہ طیبہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے "طیبہ وذکریات الاحبۃ" کے نام سے 1995 عیسوی میں تین ضخیم جلدوں میں مدینہ طیبہ کی گزشتہ صدی کی مجالس کی تصویر کشی کی ہے۔ احمد امین کی ان یادوں کو پڑھنے والا اپنے آپ کو 'حارۃ الاغوات' حمام طیبہ، درب الجنائز، شارع العینیۃ، التکیۃ المصریۃ اور مدینہ طیبہ کے مختلف محلوں کی مجالس و محافل میں موجود محسوس کرتا ہے۔

☆ جناب محی الدین دیب مستو نے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ 26 شوال 1397 ہجری کو بذریعہ ہوائی جہاز دمشق (شام) سے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور مدینہ طیبہ آ کر یہیں آباد ہو گئے۔ مدینہ امینہ میں سن 1397 ہجری سے 1409 ہجری تک کے قیام کے عرصے میں انہوں نے اپنے مشاہدات و تأثرات '' أَيَّامٌ وَّمَشَاهِدُ فِي الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ '' نامی اپنی کتاب میں درج کیے ہیں۔ ان کا اندازِ بیان ایسا ہے کہ پڑھنے والا اپنے آپ کو مدینہ پاک میں حاضر تصور کرتا ہے۔

☆ مدینہ منورہ سے 2005 عیسوی کو شائع ہونے والی، دکتور مہندس حاتم عمر طٰہٰ کی تصنیف "الکوکب الدری" حرم نبوی شریف کے متعلق دقیق

Marfat.com

تفاصیل کی حامل ہے۔

☆ فارسی زبان میں ناصر خسرو علوی بلخیؒ کا سفرنامہ بہت مشہور ہے۔ حرمین شریفین کے تفصیلی تذکرے کے ساتھ ساتھ ان کے راستے میں واقع شہروں اور دیہاتوں کے متعلق تفصیلی معلومات نے اس سفرنامے کو اور بھی دل چسپ بنا دیا ہے۔

☆ ''جَذْبُ الْقُلُوْبِ إِلیٰ دِیَارِ الْمَحْبُوْب'' کے مصنف، امام المحققین، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو **998** ہجری میں مدینہ طیبہ حاضری کا شرف ملا۔ مدینہ طیبہ قیام کے دوران میں آپ نے یہ کتاب، برعظیم پاک و ہند میں اس زمانے کی سرکاری زبان، فارسی میں لکھنی شروع کی جو کہ آپ کے دہلی پہنچنے پر **1001** ہجری کو مکمل ہوئی۔ اس کتاب میں وفاء الوفاء اور دیگر عربی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب برعظیم پاک و ہند میں بسنے والے عشاقِ مدینہ طیبہ کے لیے زادِ راہ کا کام دیتی رہی ہے۔ بازار میں اس کے متعدد تراجم مل جاتے ہیں۔ جس سے اس کتاب کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

☆ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین شریفین میں اپنی حاضری کی روئیداد اپنے سفرنامہ "فیوض الحرمین" میں فارسی زبان میں تحریر کی ہے۔ شاہ صاحب نے اپنی دیگر تصانیف کی طرح اس کتاب کو بھی محققانہ انداز میں تحریر کیا ہے۔

☆ سن **1911** عیسوی میں خواجہ حسن نظامی کو مدینہ پاک کی حاضری نصیب رہی۔ انہوں نے مدینہ طیبہ میں واقع مساجد، ذکرِ الٰہی کے زاویوں اور اہل اللہ کے ہاں اپنی حاضری کی تفصیل اور قلبی واردات کا

Marfat.com

ذکر اردو زبان میں اپنے روزنامۂ سفرِ حجاز و مصر و شام میں کیا ہے' جسے پڑھ کر قاری کو مقدس مقامات پر اپنی روحانی حاضری محسوس ہوتی ہے۔

☆ الحاج محمد صبغۃ اللہ مہاجر نے **1337** ہجری کو اردو زبان میں شائع کی گئی اپنی کتاب ''اَلسَّکِیْنَۃُ بِأَخْبَارِ الْمَدِیْنَۃِ'' میں مدینہ منورہ کے متعلق بہت قیمتی معلومات اکٹھی کی ہیں۔ کتاب کی کتابت بڑے شوق سے اُس وقت کے کسی اچھے کاتب سے کرائی گئی ہے۔ اس کتاب کی کتابت کرتے وقت جہاں بھی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نام لکھا گیا ہے' وہاں پر عام قلم سے کچھ موٹا قلم استعمال کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

مرشدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

الحاج صبغۃ اللہ کے زمانے میں انہیں کیمرے کی سہولت حاصل نہیں تھی۔ اس لئے انہوں نے مساجد و مزارات' گنبدوں' میناروں اور دیگر عمارات کے سامنے بیٹھ کر عمارتوں کے سکیچ (**sketch**) تیار کر کے ان خاکوں کو اپنی کتاب کا حصہ بنایا ہے۔

☆ سفرنامہ حجاز (تاریخ الحرمین)' قاضی محمد سلیمان سلمانؔ منصور پوری کی محققانہ تصنیف ہے جسے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے شائع کیا ہے۔

☆ **1968**ء سے **1972**ء تک جناب عبدالرزاق غوثو میاں کو چار سال تک مدینہ امینہ کی حاضری اور سکونت کا شرف میسر رہا۔ انہوں نے بہت محنت کر کے اعلیٰ درجے کی بہت سی معلومات یکجا اکٹھی کر کے اپنی اردو کتاب ''آئینۂ حرم'' تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب اپنے پڑھنے والوں

Marfat.com

کو بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

☆ ''یہاں سے کعبہ' کعبہ سے مدینہ'' جناب کلیم احمد عاجز کی خوب صورت تصنیف ہے جسے 1981ء میں عرشی پبلی کیشنز انڈیا نے شائع کیا تھا۔

☆ نواب مصطفیٰ علی خان شیفتہ کے سفرنامہ حرمین ''سراجِ منیر'' کی تلخیص جناب طالب ہاشمی صاحب کے قلم سے اردو ڈائجسٹ مئی 1987ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔

☆ "میرے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دیس میں" جاوید جمال ڈسکوی کی تالیف ہے جسے جنگ پبلشرز نے شائع کیا ہے۔

☆ اسلام آباد سے ثریا جبیں کا سفرنامہ "میں موت ڈھونڈتی ہوں زمینِ حجاز میں" اپنے انداز میں ایک اچھی کوشش ہے۔

☆ حرمین شریفین میں اپنی حاضری کے لمحات کو کرنل غلام سرور نے ''مسافرِ حرم'' کے نام سے تحریر کیا' جسے مطبوعات حرمت راولپنڈی نے شائع کیا ہے۔

☆ آسمان گواہ رہنا (سفرنامہ حرمین شریفین)' رفعت گل کی اچھوتی تحریر ہے جسے ماڈرن بکڈپو اسلام آباد نے 1994 عیسوی میں شائع کیا ہے۔

☆ پنجابی زبان میں قومی سیرت ایوارڈ یافتہ سیرت خیر البشر (ﷺ) کے مؤلف' ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری نے' پڑھنے والوں کو عشقِ شہِ ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار کر دینے والا اپنا سفرنامہ حرمین شریفین "لبیک یا سیدی!" کے نام سے اردو زبان میں تحریر کیا

Marfat.com

ہے۔ یہ سفرنامہ "ماہنامہ جہانِ رضا' لاہور' (مارچ 2006ع)"
اور "ماہنامہ ضیائے حرم لاہور' مئی وجون 2006ع"' کے شماروں میں شائع ہوا' جسے پڑھ کر مسافرانِ راہِ طیبہ کی قلبی وروحانی آرزوئیں مزید مچل جاتی ہیں۔

☆ اردو زبان میں بہت ہی دل چسپی کے حامل' کئی سفرنامے لکھے گئے ہیں۔ ان میں نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کا "رحلة الصديق الى البيت العتيق"' مولوی رفیع الدین مراد آبادی کا تالیف کردہ سفرنامۂ حرمین' مولانا عبدالماجد دریابادی کا "سفرِ حجاز" حافظ لدھیانوی کا "جمالِ حرمین" اور "منزلِ سعادت"' ممتاز مفتی کا "لبیک" وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

☆ آسٹریا کے رہنے والے نومسلم محمد اسد نے انگریزی زبان میں "اے روڈ ٹو مکہ" (A Road to Makkah) کے نام سے اپنا سفرنامہ لکھا جس کا شمار حرمین شریفین کے اچھے سفرناموں میں ہوتا ہے۔ اس کے اردو تراجم ہو چکے ہیں۔

غرضیکہ اس معمورۂ عالم کے ہر کونے سے حرمین شریفین تک پہنچنے والے بہت سے اہلِ قلم نے اپنے پڑھنے والوں کو درِ آقا کی اچھوتی اور نیاری تصویر مہیا کی ہے۔ سفرناموں کا یہ سلسلہ دن بدن ترقی پر ہے۔ مدینہ امینہ کے متعلق سفرناموں یا دیگر مضامین کی شکل میں اپنی یادوں کو قارئینِ کرام کے ذوقِ مطالعہ کی نذر کرنے والے خوش بختوں میں سے کچھ مشاہیر کا ذکر ہوا۔ اس گروہِ عشاق کی بیان کردہ حکایاتِ شیریں مقال میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی تحریروں کے یہ اقتباسات ایک خوب صورت اضافہ ہیں۔

Marfat.com

فاروقی صاحب پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ انہیں دوری اور مہجوری کی مجبوری میں گرفتار نہیں رکھا گیا بلکہ جب بھی انہوں نے اپنے اشک کو قاصد اور دھڑکن کو پیغام بنایا، تو انہیں مدینہ طیبہ کی سکوں ریز فضاؤں سے بلاوا آ گیا اور حاضری کا شرف عطا ہو گیا' اور اُن کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس نعمتِ غیر مترقبہ کو قارئینِ جہانِ رِضا میں تقسیم کرنے کی سبیل نکال لیتے ہیں۔ قیامِ مدینہ طیبہ کے دنوں میں پاکستان' بھارت اور دیگر ملکوں میں بسنے والے اپنے دوستوں کو خطوں کے ذریعہ شاملِ زیارت رکھتے ہیں۔ ان نامہ ہائے محبت کے علاوہ اپنے اس نور بار سفر اور رحمت آثار قیام کی روئیداد اپنے خاص شگفتہ انداز میں حوالۂ قرطاس وقلم کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ قارئینِ کرام آنے والے صفحات پر مشاہدہ کریں گے' فاروقی صاحب اپنی تحریر میں عربی' فارسی' اردو اور پنجابی اشعار موتیوں کی طرح ٹانک کر اپنے پڑھنے والوں کی آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور بخشنے کا سامان بڑی دریا دِلی سے مہیا کرتے ہیں۔

ہر انسان کی زبان یا نوکِ قلم سے کچھ حرف ادا ہوتے ہیں۔ یہی حرف باہم مل کر لفظ بن جاتے ہیں اور کئی لفظ مل کر جملے بن جاتے ہیں۔ حرف ولفظ اپنی جگہ بعض اوقات خاص اہمیت کے حامل نہیں ہوتے مگر اِن کے اتار چڑھاؤ کو اکٹھا کر لیا جائے تو یہی حرف ولفظ پڑھنے اور سننے والوں کے لیے سلکِ مروارید سے بڑھ کر دلچسپی کا باعث اور راہِ محبت میں پگھلنے والے پژمردہ دلوں کے لیے راحت وتسکین بخش بن جاتے ہیں۔ سفرنامہ کی شکل میں اردو کے دیگر ادیبوں کی طرح ہمارے قلمکار نے اپنے سفر کے اخراجات' اپنی فلائٹ نمبر اور پھر اس فلائٹ میں اپنی سیٹ نمبر وغیرہ کا کبھی تذکرہ نہیں کیا۔ البتہ حرمِ طیبہ سے متعلقہ ہر زاویے اور ہر رکن کی زبانی زائرین کو جو پیغام ملنا چاہیے' فاروقی صاحب بڑی چابکدستی سے وہ سُکھ سندیسہ اپنے قاری کے ذہن میں نقش کر دیتے ہیں۔ ہماری اس بات کی شہادت قارئینِ کرام کو ہر صفحے کی سطر

Marfat.com

سطر میں ملے گی۔

فاروقی صاحب مدتِ مدید تک‘ عربی و فارسی کتب کو جامۂ اردو پہناتے رہے اور حرف و لفظ کے تقدس کو اپنے پڑھنے والوں کے لیے آسودگیٔ روح و قلب کا سامان بناتے رہے ہیں۔ ترجمہ کرنے کے اس پُر وقار عمل سے اور جہانِ رضا میں پیش کی گئی اپنی تحریروں کے ذریعہ گیسوئے اردو کو سنوارتے رہے ہیں۔ اپنے بچپن سے لیکر بڑھاپے میں قدم رکھنے تک وہ اپنے ممدوحین حضرت مولانا نبی بخش حلوائی ؒ اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری ؒ کے فیضِ عام سے فکرِ رضا کے حامل علمی و فقہی جواہر پاروں تک رسائی حاصل کرنے میں مگن اور جہانِ رضا کی شکل میں فیضِ رضا کو چاردانگِ عالم میں پھیلانے میں مصروف رہے ہیں۔

گزشتہ کئی سال‘ انہوں نے شفاعت نگر‘ مدینہ طیبہ کے سفر‘ قیام اور دورانِ قیام میں‘ شہرِ کرم کی تفصیلی زیارت کے مشاہدات‘ مختلف اہلِ محبت کے ساتھ ملاقات اور اپنی قلبی واردات و کیفیات بیان کرنے کے لیے جہانِ رضا کا ایک گوشہ "دیکھو مجھے شہرِ محبت نے بلایا" کے نام سے وقف کیے رکھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اردو زبان میں انشاء پردازی کے حاصل کردہ جملہ ادبی کمالات‘ شہرِ شہِ خوباں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی داستانِ لازوال‘ اپنے خاص اچھوتے انداز میں تحریر کرنے پر قربان کردیے ہیں۔

زمانے کی روش اور ٹیکنالوجی کی تیز رفتاری کے سبب موجودہ دور کے مصروف انسان کے پاس "وقت نہیں ہے" اور ان سہولتوں نے اسے کتب بینی کے بجائے آڈیو وڈیو کیسٹس کا رسیا کردیا ہے‘ لیکن جہانِ رضا کے اس خصوصی گوشہ میں شہرِ کرم کی باتیں اس پیارے انداز میں رقم کی جاتی رہی ہیں اور مختلف مقامات کی اس ڈھب سے تصویر کشی کی جاتی رہی ہے کہ اس داستانِ عشق و مستی کو پڑھنے والا فاروقی صاحب

Marfat.com

کے ساتھ ہی مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے۔ پڑھنے والے محسوس کریں گے کہ فاروقی صاحب نے اس کتاب کی شکل میں انہیں حرمِ نبوی میں گزرنے والے لمحات کی' وڈیو کیسٹ سے بھی اعلیٰ قسم کی ایک سوغات مہیا کر دی ہے' جسے پڑھ کر مقدس مقامات کی حاضری میں شمولیت کا احساس رہتا ہے اور تادیر دل کے دھڑکنے کی صدا آتی محسوس ہوتی ہے۔ یقیناً اس داستانِ محبت کے بہت سے جملے بلکہ بہت سے صفحات اردو زبان کا ادبِ عالی شمار ہوں گے اور عاشقانِ مدینہ طیبہ کے دلوں کی دھڑکن بن جائیں گے۔

اِس عاجز کو بلا استحقاق چند سال مدینہ طیبہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پناہ میسر رہی۔ اس دوران میں کبھی کبھی جناب فاروقی صاحب کی میزبانی کا شرف بھی ملتا رہا۔ ان کے سبب سید محمد حسن شاہ صاحب (نوری کتب خانہ' لاہور)' پیر علاؤالدین صدیقی (نیریاں شریف)' صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری (بصیر پور شریف) اور دیگر بہت سے اہلِ علم و فضل حضرات سے ملاقات کی سعادت میسر آتی رہی۔

پیرزادہ فاروقی صاحب بے تکلفی کے ساتھ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہماری رہائش پر آکر اپنے قدومِ میمنت لزوم سے نوازتے تھے۔ ان کے تشریف لانے پر ہماری رہائش ادب سرائے بن جاتی تھی۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ ایک دفعہ ایسی ہی ایک محفل میں فاروقی صاحب نے غزوۂ بدر کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا کہ حاضرینِ محفل محسوس کرتے تھے کہ وہ تاریخِ اسلام کے سب سے پہلے اور سب سے اہم معرکۂ حق و باطل کو نہ صرف اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں بلکہ ایک خاص جذبۂ جاں نثاری سے حصولِ شہادت کے لیے بے چین ہو رہے ہیں۔

ہمارے نہایت ہی باذوق' صاحبِ علم و فضل دوست' جناب محمد عالم مختار حق نے' مدینہ طیبہ کی گلیوں کی خوشبو کے حامل' جہانِ رضا میں شائع ہونے والے' جناب فاروقی

Marfat.com

صاحب کے ان گوشہ ہائے محبت کو کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ دور افتادگانِ کوئے محبوبِ حجازی کے لیے ان کی یہ کوشش ایک گراں بہا سرمایہ ہے اور دلدادگانِ کوچۂ حبیب لبیب (علیہ صلوات الرب المجیب) کے نزدیک سعیِ مشکور ہے۔

جن احبابِ ذی وقار کو مدینہ طیبہ کی حاضری کا شرف حاصل ہے اور وہ احباب جو اِس سفرِ محبت میں فاروقی صاحب کے ساتھ شامل ہیں' انہیں ایک عرب شاعر' یہ پیغام دیتا سنائی دیتا ہے:

تَمَتَّعْ مِنْ شَمِيمِ عَرَارِ طَيْبَةٍ

فَمَا بَعْدَ الْعَشِيَّةِ مِنْ عَرَارٍ

(اے زائرِ حرمِ طیبہ!) آج' مدینہ طیبہ کی خوشبودار گھاس "عرار" سے فائدہ اٹھالے (اور اپنے مشامِ جاں کو معطر کر لے)' ہوسکتا ہے کہ آج رات کے بعد اس خوشبودار گھاس کی یہ نعمت میسر نہ رہے۔

یہ عاجز' اِس داستانِ محبت اور اس کے قارئینِ کرام کے درمیان زیادہ دیر حائل نہیں رہنا چاہتا بلکہ اُن کے ساتھ مل کر ایک عرب شاعر کی زبان میں ساکنینِ شہرِ کرم سے تخاطب کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے:

فَيَا سَاكِنِي أَكْنَافِ طَيْبَةِ كُلُّكُمْ

إِلَى الْقَلْبِ مِنْ أَجْلِ الْحَبِيْبِ حَبِيْبُ

مدینہ طیبہ کے جلو میں بسنے والے خوش بختو! تم میں سے ہر شخص' حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے (مدینہ طیبہ کے ہر عاشقِ صادق کے) دل کو پیارا ہے۔

محبوب مکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہی مدینۃ الرسول الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ یادیں ہر عاشقِ مدینہ کو دل و جان سے عزیز تر

Marfat.com

ہیں۔ اس روداد محبت کے قارئین کرام اس کے مطالعہ سے اپنے قلب و روح کے لئے سامانِ تسکین حاصل کرتے رہیں گے۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا قلم، اہلِ محبت کے لیے مہمیز کا کام کرتا رہے اور فکر و نظر اور ذوق و شوق کے قافلے سوئے طابہ رواں دواں رہیں۔

زائرِ مدینہ منورہ

اصغر علی نظامی۔ فیصل آباد

حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

یا صاحبَ الجمالِ و یا سیّدَ البشر
من وجہکَ المنیرِ لقد نوّرَ القمر

لا یمکنُ الثناءُ کما کانَ حقّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر[۱۳۶]

اے پیکرِ حسن اور اے سرتاجِ انسانیت! یقیناً (چودھویں کا) چاند آپ ہی کے نور افشاں چہرے سے درخشاں (ہوا) ہے (پوری انسانیت بھی ایک زبان ہو کر) آپ کے اوصاف و کمالات بیان کر پائے؟ یہ ممکن ہی نہیں! اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ ہی کی ذات بزرگ و برتر ہے

Marfat.com

تقدیم

قاضی محمد غوث، چیف ایڈیٹر ماہنامہ زم زم بہاولپور

زیرِ نظر کتاب ''نسیم بطحا'' فاضل مصنف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی جو ماہنامہ ''جہانِ رضا'' کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں، کے چوبیس خوبصورت مقالاتِ سیرت و مغازی کا ایک دلآویز صحیفۂ محبت ہے۔ یہ دلکش و دلکشا تاثراتی مضامین وقتاً فوقتاً ماہنامہ ''جہانِ رضا'' میں لو دیکھو مجھے شہرِ محبت نے بلایا کے زیرِ عنوان چھپتے رہے ہیں۔ان بکھرے ہوئے حسین نثر پاروں کو اب کتابی شکل دے کر حال و استقبال کے پرشوق قارئین کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے جو بلاشبہ ایک بہت بڑی خدمت ہونے کے علاوہ سیرت نبوی ﷺ کے ادبی ذخیرے میں گراں مایہ اضافہ بھی ہے۔کتاب کے چوبیس موضوعات کے عنوان حسبِ ذیل ہیں:

۱- اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

۲- بارگاہِ نبوی میں

۳- مولد النبی ﷺ

۴- کعبۃ اللہ

۵- مکہ مکرمہ کی گلیوں کی رعنائی

۶- پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں

۷- کعبے کا کعبہ (قبلے کا قبلہ)

۸- میدانِ بدر میں مجاہدینِ اسلام کا معرکہ

۹- فاضلِ بریلوی مدینہ کی گلیوں میں

Marfat.com

۱۰- خفتگانِ جنت البقیع سے ملاقات

۱۱- پیرزادہ اقبال احمد فاروقی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر

۱۲- تیری محفل میں بیٹھنے والے کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں

۱۳- دربارِ نبی کی رعنائیاں

۱۴- مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں چند لمحات

۱۵- لو دیکھو! مجھے شہرِ محبت نے پکارا

۱۶- کعبۃ اللہ میں گزرے لمحات

۱۷- پھر دیکھو مجھے شہرِ محبت نے بلایا

۱۸- حکیم نذیر احمد چشتی - جدہ میں زائرینِ حرم کا ایک میزبان

۱۹- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں

۲۰- مدینہ منورہ میں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان

۲۱- پھر دیکھو مجھے شہرِ محبت نے بلایا

۲۲- مکہ مکرمہ میں پہلا دار السلام - دار ارقم

۲۳- مدینہ میں اُمہات المؤمنین کے حجرے

۲۴- سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا گھر

ان چوبیس موضوعات کے مضامین جو کہیں مجملاً اور کہیں تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں حسبِ ذیل ذکر و احوال کے حامل ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی نورانی فضائیں۔ کعبۃ اللہ کی شان، روضۂ رسول اور گنبدِ خضرا کا نظر نواز و ایمان افروز ماحول، جنت معلیٰ و جنت البقیع کے مناظر، وہاں کی قبروں کے سادہ مگر بے نام و نمود نشانات، جنگِ بدر کے واقعات، جنگِ احد کا ذکر، شہادتِ عمِ حبیب اللہ، کفار قریش کے حملے، ان کی سفاکی و چیرہ دستی، مکہ مکرمہ کی مختلف جگہوں کا ذکر، حضور پاک کے روضۂ مبارک پر ہجومِ عشاق، مصنف اور ان کے ساتھیوں کی عمرے کی ادائیگی، اہلِ مدینہ و اہلِ مکہ کی

Marfat.com

مہمان نوازی اور کشادہ روئی، مکہ مدینہ میں عقیدت گزاروں کی سجائی ہوئی محافل درود و سلام کا نورانی تذکرہ، مکہ میں حضور علیہ السلام کے آبائی مسکن کی تفصیل، جبلِ نور کا ذکر، صحابہ کرام کے مکانات، گلی کوچوں کی تفصیل، مکہ میں پہلا دارالسلام، دارارقم، مدینہ میں اُمہات المومنین کے حجرے، سیدہ حلیمہ سعدیہ کا گھر۔ ان کے علاوہ اور بہت کچھ......

ان مطالب و مضامین کی مناسبت سے یہ کتاب مستطاب کتاب سیر و مغازی کے علاوہ شہرِ محبت کی گلیوں کے مشاہدات کے ذیل میں آتی ہے۔ اور ان کے مطالعے سے قاری کو کم وبیش وہی فوائد و معلومات حاصل ہوتی ہیں جو اردو زبان میں لکھی گئی صفِ اوّل کی کتب سیرت مثلاً ضیاء النبی جسٹس پیر کرم شاہ ازہری، شفاء علامہ قاضی عیاض، الوفاء باحوال المصطفیٰ، علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی، محسنِ اعظم و محسنین فقیر سید وحیدالدین اور پیغمبرِ انسانیت'' کے مطالعہ سے میسر آتی ہیں۔

پیرزادہ اقبال احمد کی اس کتاب کے جملہ مضامین میں جو کشش، جو تاثیر اور جو رعنائی و دلربائی ہے وہ اس کے خوبصورت، برجستہ اور چمکتے دمکتے اسلوبِ نگارش کی رہینِ منت ہے یعنی کتاب کا اندازِ تحریر نہایت درجہ دلچسپ، شاندار اور مسحور کن ہے۔ مصنف کو ہر طرح کے مضامین و مفاہیم ادا کرنے پر پوری قدرت حاصل ہے۔ وہ معمولی سے معمولی خیال اور بڑے سے بڑے مضمون کو اس سلیقے اور قرینے سے موزوں ترین الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ پڑھنے والا/ سننے والا شخص (قاری و سامع) دنگ رہ جاتا ہے۔ عبارت کے فقرے اور جملے ایسے تراشے ہوئے ہوتے ہیں جنہیں پڑھ کر ہم لطف بھی اٹھاتے ہیں اور یک گونہ خوشگوار حیرت میں ڈوب کر اس عبارت کو مکرر پڑھنے کی خواہش کا اظہار بھی کرنے لگتے ہیں۔

تحریر کی یہ تاثیر و تسخیر کتاب کے کسی ایک مضمون تک محدود نہیں بلکہ لوح سے تمت تک کی ایک ایک سطر اور ایک ایک فقرہ انشاء پردازی کی جملہ خوبیوں کے نور سے جگمگاتا ہوا نظر آتا ہے۔ میری رائے میں تحریر کا یہ اعجاز جسے ہم ''سحر البیان'' کہہ سکتے

Marfat.com

ہیں یونہی ظہور میں نہیں آیا۔ یہ حقیقت میں خدا، دین اور حبیبِ خدا کی محبت اور اُن کے درِ اقدس کی بھیک/ خیرات کا نورانی ثمر ہے۔ لائق مصنف کی تحریر کے کچھ نمونے دیکھیے:

- ''نعت خواں نے مقطع پڑھا تو ریالوں کی بارش ہونے لگی۔ آنکھوں سے آنسو، زبانوں پر صلوٰۃ اور دلوں میں وجد و مستی۔ پھر ایوانِ مصطفیٰ کے میناروں سے پھوٹتی ہوئی ضیائیں محفلِ ذکر کو نورٌ علیٰ نور بنا رہی تھیں''۔

- ''آج دل چاہتا ہے کہ ہم مولد النبی ''مکہ مکرمہ'' کے گلی کوچوں میں آپ کو ساتھ لے کر قدم قدم چلیں۔ اُن گلیوں کو تلاش کریں جہاں محبوبِ خدا نے اپنا بچپن گزارا تھا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا گھر دیکھیں جہاں اللہ کا نور چاند بن کر آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آ گیا تھا۔ چند قدم اور اُٹھائیں تو وہ ایوانِ مجد و شرف دیکھیں گے جہاں سے حضرت عبدالمطلب چاند کا ایک ٹکڑا گود میں لیے خوشی خوشی کعبۃ اللہ میں دخل ہوئے اور واپس اپنے گھر آئے۔ ہم اُن گلیوں میں گھومیں جہاں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا طیبہ کے چاند کو گود میں لینے کے لیے دیوانہ وار پھرتی تھی''۔

- ''بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رونقیں سارے شہر مدینہ کو اپنی آغوش میں لیے رکھتی ہیں۔ کوچہ و بازار کیا، مدینہ کے صحرا اور بیابان بھی اپنے دامن پھیلائے حضور کے مہمانوں کو ذوقِ محبت بخشتے ہیں''۔

- ''اب مدینہ منورہ جانے والی راہیں باہیں کھول کر دعوتِ سفر دینے لگیں۔ دل مچلنے لگا، نماز پڑھی تو ناقۂ تیز گام نے اپنے کجاوے میں بٹھالیا۔ حرمین شریفین کی وادیاں طے کرتی ہوئی شہر حبیب میں جا پہنچی۔ سحری کے وقت درِ حبیب پر دستک دی تو آواز آئی ''کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو''۔

شوق و اخلاص سے لکھے گئے اِس صحیفہ محبت میں دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ مصنف نے اپنی تحریر کو عربی، فارسی اور اردو کے ممتاز نعت گو شعراء کے

Marfat.com

خوبصورت، پرمغز اور پُر تاثیر اشعار سے اِس ڈھب سے مزین کیا ہے کہ جنہیں پڑھ کر عبارت کا مفہوم نہ صرف واضح ہوتا ہے بلکہ مطالب کی حقیقت وحقانیت اِس انداز سے دلنشیں ہو جاتی ہے کہ قاری کے دل ونگاہ کی وسعتیں اطمینان کے نور سے بھر جاتی ہیں اور وہ بے ساختہ طور پر ''واہ، کیا کہنے اور سبحان اللہ'' کے تہنیتی کلمات ادا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مفہوم ومعانی کی بلندی اور حروف کی نشست و برخاست اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کئی مقامات پر قال کے ماحول سے نکل کر حال کی نورانی وادیوں میں اترتے ہیں تو قاری کو بھی سوز وگداز اور سرمستیوں میں شامل کر لیتے ہیں۔

نثری تحریر/عبارت یا پیراگراف کے مفہوم کے مطابق اعلیٰ پائے کے موزوں اشعار کے انتخاب و اِنضمام کی روایت ہمیں گزشتہ صدی کے ممتاز ومعروف انشا پردازوں کی نگارشاتِ عالیہ میں دیکھنے پڑھنے کو ملتی ہے۔

محترم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کو بھی مبدأ فیاض سے شعر وسخن اور تحریر وانشا کا ایسا ہی ہنر ودیعت ہوا ہے جسے اُن کے قلب سلیم اور طبع مستقیم نے اُجال کر اُن کے قلم و قرطاس کے علم کو متانت وسنجیدگی کے ساتھ ساتھ رعنائی و دلکشی بھی عطا کر دی ہے۔ چنانچہ ہماری نظر میں زیرِ تبصرہ کتاب (پھر مجھے شہرِ محبت نے بلایا) بیسویں صدی کے مذکورہ بالا ثقہ مصنفوں کی نگارشات کی ہم پلّہ تصنیف ہے اور شگفتہ وشستہ تحریروں کی کہکشاؤں کا ایسا چمکتا دمکتا ستارا ہے جس کے نظارہ ودید سے دلوں کو سکون اور فکر ونظر کو محبت کی چاندنی میسر آتی رہے گی۔ مصنف نے اپنی کتاب کے صفحات کو عظیم شعراء کے بے مثل ولازوال نعتیہ اشعار کے جن گلابوں سے سجایا ہے اُن کی شگفتگی اور عطر بیز جھونکے ہمارے مشامِ جاں پر یوں تراوش کرتے ہیں۔ چند شعر دیکھیے:

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا   تو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانہ نور کا

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است   اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

Marfat.com

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر　　ما ہم چناں در اولِ وصف تو ماندہ ایم

ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقشِ قدم کی　　سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا　　تیرے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

ماہِ مدینہ تیری ضیا سے　　سارا جہاں ہے جگمگ جگمگ

نسیما جانب بطحا گزر کن　　ز احوالم محمد را خبر کن

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغِ سکندری

فاضل مصنف نے عنوان نمبر ۱۸ کے ضمن میں جناب الحاج حکیم نذیر احمد چشتی گولڑوی کا تذکرہ کیا ہے۔ حکیم صاحب موصوف کا باب الحرمین جدہ شریف الشرفیہ قہوہ شباب کے قریب ڈیرہ زائرینِ حرمین کی جلیل القدر خدمات کا محبوب و مرغوب مرکز ہے۔

جدہ شریف سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا قصد کرنے والے اور مناسک حج و عمرہ کی ادائیگی کے بعد مادر وطن مراجعت کرنے والے مشائخِ طریقت، علماءِ حق، اربابِ صدق و وفا، مقبولانِ خدا، اہلِ دانش، اہلِ فکر و نظر، اہلِ محبت، اہلِ ارادت، اہلِ حکمت، اہلِ شریعت، اہلِ حقیقت، اہلِ تحقیق، اہلِ شوق اور اہلِ سنت کے ممتاز اور قابلِ قدر افراد کا حکیم نذیر احمد صاحب کے ہاں تانتا بندھا رہتا ہے۔ شب و روز نفیس، لذیذ اور انیق کھانوں سے مہمانوں کی دلداریاں اور خدمتیں جاری رہتی ہیں۔ انبیاء عظام علیہم السلام کا ادب و احترام، اصحابِ رسول سے محبت، خانوادۂ نبوت، اہلِ بیت اطہار سے عقیدت اور اولیائے کاملین سے وابستگی حکیم صاحب کو ورثہ میں ملی ہے۔ عصرِ حاضر میں فکر و نظر کے محور بدل گئے۔ سیرت و کردار کے معیار بکھر گئے مگر یہ مردِ خدا مست ارضِ مقدسہ کے مسافروں، زائرینِ بطحا کے قدموں پر نچھاور ہو کر یوں گویا ہوتا ہے

Marfat.com

کہ مَیں تو حضرت غوث جلی اور آقا مہر علی کا باورچی ہوں اور اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہوں۔

موصوف نہایت ہی خوددار اور عزت نفس کی دولت کے امین ہیں۔ راقم الحروف بھی متعدد مرتبہ اس آستانہ مہر و وفا سے مستفید اور مستفیض ہو چکا ہے۔ پیرزادہ صاحب نے ہمیں اپنے مشاہدات کا ایسا خزانہ بخشا ہے جسے مستقبل میں ان شآء اللہ "ملی سرمایہ" کی حیثیت حاصل ہوگی۔

دِل کا مدینہ رخشندہ ہے | کعبۂ جاں ہے جگمگ، جگمگ
جس منزل کے ہم ہیں راہی | اُس کا نشاں ہے جگمگ، جگمگ
ذہن درخشاں، نطق منور | اور بیاں ہے جگمگ، جگمگ

حکیم نذیر احمد چشتی صاحب کا تذکرہ بر سبیل تذکرہ آیا ہے ورنہ بارگاہِ رسول کے اردگرد بسنے والا ہر شخص خدمت و محبت کا پیکر ہے۔ فاروقی صاحب نے کتنی خوبصورت بات کہی ہے:

تیری محفل میں بیٹھنے والے | کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں
تیری گلیوں میں گھومنے والے | آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

قارئین! کتاب کے چند صفحات پڑھنے کے بعد دل ہی دل میں کہیں گے کہ اس شہرِ محبت میں رہنے والے واقعی روشن ضمیر اور بے نظیر لوگ ہیں۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان بن کر دربارِ مصطفیٰ کے مقیموں کا نقشہ کس لطیف انداز میں کھینچتے ہیں:

لب وا ہیں، آنکھیں بند ہیں، پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

کتاب پڑھنے کے بعد آپ کا دل چاہے گا کہ اس پاک در میں مزے کی بھیک لینے کے لیے اپنے دل و دماغ کی جھولیاں پھیلا دیں۔

Marfat.com

اے خنک شہرے کہ در وے دلبر است!

آج ہم ''جہان رضا'' کے قارئین کو اداریہ کے مطالعہ کی زحمت دینے کی بجائے پاسپورٹ، ویزا، ہوائی سفر کے کرائے، ویزے اور ایئرپورٹوں پر چیکنگ کے مراحل کے بغیر اس شہرِ محبت وعقیدت کے بازاروں، کوچوں اور گلیوں میں لے جانا چاہتے ہیں جہاں اہل ایمان کی جان بلکہ ''جان ایمان'' (صلی اللہ علیہ وسلم) آرام فرما ہیں۔ دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلنے والی راہوں اور ایوانِ رسالت کو آنے والے کوچوں سے عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گلیوں اور محلوں میں لے جا رہے ہیں جہاں شمعِ شبستانِ مصطفوی کے پروانے اپنے محبوب کے اذکار اور اورادکو نطق زبان بنا کر دل وجاں نثار کرنے کے لیے تیاریاں کرتے ہیں۔ حرم نبوی کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ''شہرِ محبت'' کے گلی کوچوں کی محفلیں، مجلسیں اور اہلِ محبت کے زاویے کس شان سے اور کس انداز سے آباد ہیں۔ آپ بھی یہ گلیاں، یہ کوچے، یہ باغ، یہ بہاریں اور یہ کھجوروں کی قطاریں ایک نگاہ بھر کر دیکھیں اور آنکھوں کو ٹھنڈا کریں لیکن ذرا رک جائیں۔ انہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی آنکھوں سے نظارہ کریں۔

کیوں تاجدارو! خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے
وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے آؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر ''شفاعت نگر'' کی ہے

Marfat.com

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو!
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

عرشِ بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
اتری ہوئی شبیہ ترے بام و دَر کی ہے

عنبر زمیں، عبیر ہوا مشک تر، غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے

مانگیں گے، مانگے جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ "لا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے

لب وا ہیں، آنکھیں بند ہیں، پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک دَر کی ہے

سنکی وہ دیکھ باد شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضا تیرے دامانِ تر کی ہے

پچھلے رمضان المبارک میں راقم الحروم (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی) ان جاروب کشوں میں شریک تھا جو شہر محبوب کی مختلف مجالس ذکر میں حاضری کی سعادت سے مستفیض ہوئے تھے۔ آج اپنے قارئین کو ان محافل عشق و محبت میں ساتھ لے جانے، مجلس میں بٹھانے، وجد و رِقت میں تقسیم کرنے اور ہر اہل مدینہ کے عشق و محبت کا حصہ دلانے کی کوشش کرنا چاہتا ہے اور ان مجالس نعت میں چند لمحات کے لیے آپ کی شرکت کا متمنی ہے جو مدینہ منورہ کے مختلف محلوں میں منعقد ہوئی تھیں۔

حاجی محمد اسحاق نوری کی محفل نعت:

مدینہ پاک میں ہمارے ایک رفیق محبت جناب الحاج محمد اسحاق صاحب نوری کے فرزند ارجمند رہائش پذیر ہیں۔ حضور نبی کریم نے انہیں اپنی بارگاہ کی قندیلیں روشن رکھنے اور فانوس

Marfat.com

درخشاں کرنے کی سعادت سے نوازا ہوا ہے۔ ان کا گھر جنت البقیع کے جنوبی دامن کے پہلو میں واقع ہے۔ الحاج محمد اسحاق صاحب نوری مجھے اپنے اس خوش نصیب بیٹے کے گھر لے گئے۔ اور عزیز مہمانوں کی کثرت کے باوجود حکم دیا کہ ہمارے پاس ہی رہنا ہے۔ حضور کے شہر کی رونقیں پھر رمضان المبارک کی راتیں دیکھنے جاگنے، گزارنے اور ان راتوں میں محفل نعت سننے کے لائق ہوتی ہیں۔ نجدیوں کی حکمرانی اور فتوی بازی کے باوجود عاشقان رسول اپنے نبی کے ٹھنڈے شہر کے گلی کوچوں میں محفلیں برپا کرتے رہتے ہیں اور ہدیہ عقیدت پیش کر کے اپنے آقا کے دربار کے اردگرد پھیلے ہوئے گھروں میں ''صلوٰۃ وسلام'' کے پھول نچھاور کرتے نظر آتے ہیں۔

الحاج نوری صاحب کے بیٹے کے ہاں لندن سے ایک مہمان عزیز جناب انصار اللہ صدقی صاحب بھی قیام پذیر ہیں۔ انہوں نے اس گھر میں عشاء کی نماز کے بعد ایک محفل ''ذکر رسول'' کا اہتمام کیا جس میں ہم جیسے سراپا شوق مسافروں کو بھی مدعو کیا گیا۔ صاحبزادہ محب اللہ نوری خلف الرشید علامہ نور اللہ صاحب نعیمی بصیر پوری رحمتہ اللہ علیہ میر محفل تھے۔

حاجی محمد اسحاق صاحب نوری کے پوتوں نے تلاوت قرآن کی۔ بصیر پور کے نعت خوانوں نے مجلس کو گرمایا۔ پھر لاہور کے نامور نعت خواں جناب ثناء اللہ صاحب بٹ نے امام اہل سنت حضرت فاضل بریلوی کی نعت شروع کی تو حاضرین مجلس جھوم جھوم اُٹھے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقصِ جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر، ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

بٹ صاحب نے یہ شعر اس شیریں انداز سے پڑھا کہ اہلِ محفل پر رِقت طاری ہوگئی۔ بہت سے حاضرین یک زبان ہو کر آواز ملانے لگے۔

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

Marfat.com

اس شعر کو بار بار پڑھا گیا، سنایا گیا اور اس پر محفل میں ہر ایک کو مرغ بسمل کی طرح تڑپایا گیا۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے، فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

ہے انہیں کے نور سے سب عیاں، ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے، رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے، سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں، وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سرِ عرش پر ہے تیری گزر، دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت ملک میں کوئی شے نہیں، وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

کروں مدح اہلِ دوَل رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

نعت خواں نے مقطع پڑھا تو ریالوں کی بارش ہونے لگی۔ آنکھوں سے آنسو، زبانوں پر صلوٰۃ اور دلوں پر وجدان پھر ایوان مصطفیٰ کے میناروں سے پھوٹتی ہوئی ضیائیں محفل ذکر کو نور علیٰ نور بنا رہی تھیں۔

گجرات کے قاضی نعیمی صاحب نے اپنی خوش آوازی سے ایسی نعت پڑھی کہ دل جھوم جھوم اُٹھے۔ بصیر پور کے ایک طالب علم نے بڑے لطیف پیرائے میں نعت سنا کر دلوں کو موم کر دیا۔ مجلس کے سامعین میں صاحبزادہ سیّد محمد عرفان صاحب مشہدی بھکھی شریف، مولانا عبدالتواب صاحب اچھروی، حاجی محمد اسحاق صاحب نوری، عزیزم محمد عبدالرزاق صاحب، جناب صاحبزادہ محبّ اللہ نوری (میرِ محفل) مولانا انصار اللہ صاحب صدیقی (میزبانِ مجلس) قاری محمد مشتاق صاحب، صاحبزادہ میاں سلیم حماد صاحب (سجادہ نشین دربار عالیہ داتا گنج بخش)

Marfat.com

مولانا محمد اکرم رضوی (کامونکی) کے علاوہ کئی ممالک سے آئے ہوئے اہلِ علم و دانش موجود تھے۔رات ڈھلنے لگی، ثناء اللہ صاحب خصوصی فرمائش پر دوبارہ ثنا خوان ہوئے۔

رونقِ بزم جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ
کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبانِ سوختہ

جس کو قرص مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو!
ان کے خوانِ جود سے ہے ایک نانِ سوختہ

برقِ انگشت نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینۂ ماہ میں نشانِ سوختہ

کوچۂ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم
بال و پر افشاں ہوں یا رب بلبلانِ سوختہ

اس شعر پر حاضرین مجلس کا تڑپنا دیدنی اور ہاؤ ہو شنیدنی تھی۔ وجد اور رقت نے محفل کو مرغانِ بسمل کے تڑپنے کا میدان بنا دیا۔

بہر حق اے بحر رحمت اک نگاہ لطف بار
تا بکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

آتش گلہائے طیبہ پر جلانے کے لیے
جان کے طالب ہیں پیارے بلبلانِ سوختہ

نعت ختم ہوئی تو محفل میں ایک سکوت چھا گیا۔ اگرچہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی یہ نعت مشکل پسند طبیعتوں پر بھی مشکل تھی۔ مگر وجدانی کیفیت سے محسوس ہوتا تھا کہ ہر شعر سننے والے کے دل میں اترتا گیا ہے۔

ایک عرب عاشقِ رسول کی محفل میں

الحاج محمد اسحاق نوری نے بتایا کہ "احد" کے دامن میں ایک وسیع اور خوبصورت باغ ہے۔ جس میں کھجوروں کے جھنڈ، ہمارے پیارے نبی کے زمانے کی یاد تازہ کر دیتے ہیں۔ اس باغ

Marfat.com

میں ایک، عاشق رسول عادل العزام الفہمی نے اپنے ان سر سبز باغوں میں حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم ﷺ کی محفل نعت منعقد کرتا ہے۔ آج رات ہم سب وہاں رات گزاریں گے۔ عشاء کی نماز اور تراویح حرم نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں ادا کرنے کے بعد ہمارا قافلہ ''وادی احد'' کے اس دامن میں پہنچا جہاں الشیخ عادل العزام نے محفل نعت کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ محفل کیا تھی رنگ و نور کا رَت جگا تھا۔ کم و بیش پانچ سو ہندی، بنگلہ دیشی اہلِ ذوق ''اشراف مدینہ'' کا مجمع تھا۔ اس محفل میں ترکی، مصری، سوڈانی، یمنی، مکی، مدنی اور پاکستانی نعت خوانوں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ منقش قالینوں پر اہلِ ذکر کا بڑا وسیع حلقہ صلوٰۃ وسلام میں مشغول تھا۔ ہم نو واردان مجلس نعت اس روحانی محفل کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ یہ ''کوہ احد'' کا کنارہ پھر ''وادی احد'' کا خوبصورت دامن پھر وادی میں سر سبز باغ پھر باغ کے ایک محل میں اہل عشق و محبت کا یہ اجتماع، نجدیوں کا دور، اللہ اللہ دل جھوم جھوم جائے ہے۔ مجھے نوری صاحب نے بتایا کہ الشیخ عادل العزام الفہمی شاہی خاندان کے فرد ہیں۔ ارب پتی نہیں کھرب پتی ہیں۔ عاشق رسول ہیں ہر ہفتہ اپنے گھر میں محفلِ میلاد کا انعقاد کراتے ہیں۔ اور ہر ماہ اپنے اس باغ میں محفلِ ذکرِ رسول کا ساری رات اہتمام ہوتا ہے۔

ہم محفل میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ صاحبزادہ سیّد محمد عرفان صاحب مشہدی، مولانا عبدالتواب اچھروی، صاحبزادہ محبّ اللہ نوری بصیر پوری اور ان کے شاگردان رشید، سیّد حسن نوری گیلانی، ان کے نوری درویشوں کی پوری جماعت، مدینہ منورہ میں مقیم پاکستانیوں کی ایک جماعت محمد عبدالرزاق، حاجی محمد اسحاق نوری اور ان کے عزیز، صاحبزادہ سلیم حماد (سجادہ نشین دربار عالیہ داتا گنج بخش لاہوری) اور راقم السطور (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی) اس محفل ذکر رسول کا حصہ بن گئے۔ عرب نعت خوانوں نے اپنے لحن داؤدی اور نطقِ عرب میں حضور کی بارگاہ میں عربی میں ایمان افروز نعتیں پڑھیں۔ آدھی رات ہوئی تو ایک مختصر سا وقفہ ہوا۔ الشیخ عادل فہمی کے جواں سال بیٹے مہمانوں کی خاطر و مدارات اور مجلس کے انتظام و انصرام میں چاک و چوبند نظر آتے تھے۔ ایک لمحہ گزرا تو خادمانِ محفل نے دستر خوان بچھا دیئے۔ خوشبو دار قہوے کے فنجان اور عجوہ کھجوروں کے بھرے ہوئے طباق، مہمانوں کے سامنے تھے۔ ''اشربوا الحلیب وصلوا علی الحبیب'' کا منظر تھا۔ ایک ایک پیالی پینے سے تھکاوٹ اور نقاہت دور ہو گئی۔ دستر خوان سمٹ گئے تو صلوٰۃ وسلام کی محفل کا دوبارہ آغاز ہوا۔ مصری اور ترکی شیوخ کا ایک حلقہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگا۔ ہمارے شیخ الحاج محمد اسحاق نوری اور ان کے چند ساتھی بھی شریک

Marfat.com

حلقہ تھے سبحان اللہ یہ نوری محفل، یہ روحانی مجلس، یہ نورانی چہرے یہ ذکر واذکار کے حلقے۔ پھر اشراف عرب ایک وسیع حلقہ میں کھڑے ہوکر بارگاہِ مصطفیٰ میں صلوٰۃ وسلام پیش کررہے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام اختتام کو پہنچا تو دعا کی محفل شروع ہوئی۔ اس محفل میں میزبان مجلس الشیخ عادل العزام الفہمی مدظلہ العالی اپنے جسمانی حسن و جمال اور عربی خوش لباسی کی عمدہ مثال بن کر نہایت عجز وانکساری سے حضور کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے والوں میں گل سرسبد نظر آرہے تھے۔ یہ محفل سرزمین حجاز میں نجدی شرتوں سے دور اور وہابی مطوؤں سے بے نیاز شرک وبدعت کے فتووں سے جدا اپنا نورانی اور روحانی رنگ برپا کیے ہوئے تھی۔ سحری کا وقت ہوا، سحری کا اہتمام ہوا، وسیع دسترخوان بچھ گئے، عربوں کے انداز میں قسم قسم کے کھانے چن دیئے گئے۔ خوبصورت اور خوشبودار چاولوں کے طباق مرغ مسلم کے بجائے بزغالہ مسلم پھر طرح طرح کے کھانے ماشاء اللہ لطف آ گیا۔ پاکستان میں رہ جانے والے کئی خوش ذوق ساتھی اس وسیع دسترخوان پر بڑے یاد آئے۔ اور انہیں ایصال ثواب کے طور پر یاد کر کے ہم کھاتے گئے۔ اور مدینہ پاک کی وادی احد میں دعوت سحری اڑاتے رہے۔ دعوت سحری ختم ہوئی میزبان کی خوبصورت کاروں پر تمام مہمان نماز تہجد کے لیے بارگاہِ نبوی میں پہنچا دیئے گئے۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
امیروں غریبوں کے ٹھہرانے والے

حاجی لال دین کے لیے محفل قرآن خوانی

لاہور کی ہر دل عزیز شخصیت حاجی لال دین سابقہ پچیس برسوں سے اس تمنا پر مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے۔ کہ ان کی زندگی کی آخری سانس کوئے جاناں میں نکلے۔ وہ بارگاہِ نبوی کے خاموش خادم بنے رہے۔ کبھی جاروب کشوں میں نام لکھوایا۔ کبھی مشکیزہ لے کر پانی پلاتے رہے۔ کبھی زائرین کے جوتے سیدھے کرتے رہے۔ کبھی تھکے ماندے حاجیوں کی خدمت کرتے رہے۔ کبھی اداس مسافروں پر مسکراہٹیں بکھیرتے رہے۔ حاجی لال دین نے کوئے حبیب میں رہنے کے لیے کیا کیا نہیں کیا۔

تیرے کوچے اس بہانے میرا دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

Marfat.com

وہ کوچۂ محبوب کے ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ راقم دیارِ حبیب میں پہنچا تو حاجی لال دین کی زیارت کے لیے رباط امیر ملت پہنچا تو وہ اپنے کمرے میں نوافل ادا کر رہے تھے۔ فارغ ہوئے، ملاقات ہوئی، میں ان کا پرانا نیاز مند تھا۔ بڑے تپاک اور محبت سے ملے۔ لاہور کے دوستوں، علماء، فقراء، رشتہ داروں کی خیریت دریافت کرتے رہے۔ اپنے حال سناتے رہے۔ میں نے حال دل پوچھا تو فرمانے لگے دل میں تھوڑا تھوڑا درد ہوتا ہے۔ ایک ماہر امراض قلب ڈاکٹر کا مشورہ ہے کہ آپریشن کروالوں۔ مگر میں نے سوچا جس دل میں محبتِ رسول ہو اسے چیرنا پھاڑنا کتنی بے وقوفی ہے۔ میرا دل آب زم زم اور عجوہ سے ٹھیک ہو جائے گا۔ حاجی لال دین نے میرے آنے پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ چہرے پر وہی جانفزا مسکراہٹ اور گفتگو میں وہی دلستان حلاوت، افطاری کے لیے تبرک عطا فرماتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔ حرم نبوی میں آ گیا۔ تیسرے دن لوگوں نے بتایا رات حاجی لال دین داخل جنت البقیع ہی نہیں داخل جنت الفردوس ہو گئے ہیں۔ آہ

آزردہ مر کے کوچۂ جاناں میں رہ گیا
دی تھی دعا کسی نے کہ جنت میں گھر ملے

جنازہ بارگاہِ نبوی میں پڑھایا گیا۔ پھر نبی پاک کے ستر ہزار صحابہ کی آرام گاہ جنت البقیع میں آرام فرما ہوئے۔

اسی تقریب اس گلی میں رہے
منتیں ہیں شکستہ پائی کی

دوسرے دن "رباط امیر ملت" میں ایصال ثواب کے لیے محفل قرآن خوانی، نعت خوانی یا مجلس قل منعقد ہوئی۔ جس میں پاکستان کے علماء کرام، مشائخ عظام، حاجی لال دین صاحب کے رشتہ داروں اور ان کے احباب نے خصوصیت سے شرکت کی۔ مرحوم کے بہت سے احباب "حرم نبوی" میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ شریک جنازہ اور محفل نہ ہو سکے۔ ورنہ ان کی رحلت پر ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر دل غمزدہ تھا۔ اور ہر زبان پر ذکر لال دین تھا۔

در پے جاناں، جاں داد آخر
اے وائے دل من صد وائے دلِ من

اللہ تعالیٰ حاجی لال دین کی مغفرت فرمائے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی خلیفہ خاص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند جناب ابوالقاسم میمن نے اپنے گھر میں حاجی لال دین کے ایصال ثواب کے لیے محفل قرآن خوانی منعقد کی۔ سب حضرات شریک ہوئے۔ فضیلت الشیخ مولانا ضیاء الدین قادری مدنی کے بیٹے مولانا فضل الرحمٰن مدنی امیرِ محفل تھے۔ قرآن خوانی کا آغاز ہوا مقامی نعت خوانوں کے بعد پاکستان کے معروف نعت خواں جناب ثناء اللہ صاحب بٹ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی یہ نعت سنائی۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

اغنیاء پلتے ہیں دَر سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں؟
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خواں زمین خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آراء ہے اجالا تیرا

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

Marfat.com

خوار و بیمار خطا وار، گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

نعت نے وجد طاری کر دیا۔ سامعین جھوم جھوم اٹھے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی نے خصوصی دادو تحسین سے نوازا۔ دعا کے بعد خصوصی محفل جمی تو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے ثناءاللہ بٹ کو اپنے نزدیک طلب فرمایا۔ غالباً آپ نے ثناءاللہ بٹ کی آواز میں پہلی بار اعلیٰ حضرت کی نعت سنی تھی بڑی تعریف کی۔ ادائیگی الفاظ پر داد دی پھر ایک اور نعت سنانے کی فرمائش کی۔ ثناءاللہ بٹ نے یہ نعت سنائی۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دوناں تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

شمع دل، مشکواۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

Marfat.com

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

جناب ثناء اللہ بٹ نے جس انداز سے یہ نور کا قصیدہ پڑھا خصوصی محفل سراپا نور بن گئی۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی ایک ایک شعر پر جھوم جھوم گئے۔ نعت خواں کے صحیح تلفظ اور انداز بیاں پر بڑے خوش ہوئے۔ دعا کی، اٹھے اور ہم سب کو ساتھ لیا۔ باہر آ کر اپنی کار میں بٹھایا۔ کرم فرمائی سے گھر تک پہنچانے کے لیے خود تشریف لے گئے۔ راستہ میں ثناء اللہ بٹ کو ایک سوریال انعام دیا اور فرمایا محفل میں انعام دینا عام رسم ہے مگر میں اعلیٰ حضرت کے نعت خواں کو خصوصی نذرانہ دے رہا ہوں۔ دل خوش ہو گیا ہے۔

خواجہ سیالوی کا درویش خانہ:

حضرت خواجہ سیالوی کے عقیدت مندوں نے ''باب مجیدی'' کے اس پار ایک بلند و بالا بلڈنگ میں ''درویش خانہ'' بنا رکھا ہے۔ اس میں پاک و ہند کے نعت خواں اور دوسرے اربابِ عقیدت صبح و شام محفل سجاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں افطاری و سحری کا پر تکلف اہتمام ہوتا ہے۔ ایک سحری کی محفل میں ہم درد کشان بادۂ نعت رسول کو بھی حاضری کا موقع ملا۔ ہندوستان کے ایک نعت خواں نے اعلیٰ حضرت کی نعت سنائی۔ پاکستان کے نعت خواں بھی اپنے اپنے انداز میں نعت سناتے گئے۔ جناب ثناء اللہ بٹ نے اعلیٰ حضرت کی یہ نعت پڑھی تو مجمع جھوم جھوم گیا۔

Marfat.com

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو تیرے دَر سے پُرارمان گیا

انہیں جانا، انہیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضؔا سارا تو سامان گیا

نعت نے وجد طاری کر دیا، حاضرین نے مل کر بلند آواز سے نعرہ لگایا۔ لبیک یارسول اللہ! لبیک یاسیّدی لبیک یانبی اللہ!

نظر اے شہ عرب وعجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم
وہ گدا کہ جن کو عطا کیا تو نے جلالِ سکندری

پرتکلف سحری کی دعوت ہوئی، علماء، مشائخ، نعت خواں، زائر اور مجھ جیسے درویش ایک ہی دسترخوان پر ''سحری'' کر رہے تھے اور تہجد کی اذان سے پہلے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئے۔

مولانا ضیاء الدین مدنی کا کاشانہ:

حضرت فضیلت الشیخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی القادری مدظلہ العالی نے اپنے گھر پر پاک و ہندوستان کے علماء و مشائخ کی پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا۔ اس محفل میں چیدہ چیدہ علماء کرام نے خطاب کیا۔ نعت خوانوں نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ اس مجلس میں کم و بیش تین سو سے زائد

Marfat.com

مہمانانِ عزیز موجود تھے۔ جو حضرت کے وسیع دسترخوان پر پاکستانی کھانوں سے کام و دہن کی آزمائش کر رہے تھے۔ حضرت میزبان گرامی نے ہر ایک مہمان کو اپنی نگاہِ لطف سے نوازا۔ راقم ''مرکزی مجلسِ رضا'' کی نسبت سے آپ کے پہلو میں زانوئے ادب تہ کرنے کی سعادت سے بہرہ وَر تھا۔ الشوہدری الحاج محمد اسحاق صاحب نوری کی وساطت اور تعارف سے خصوصی نظرِ التفات سے مستفیض ہوا۔

اے رضاؔ جان عنادل تیرے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ تیرا کہنا کیا ہے

مدینہ پاک کی گلیاں...... شہرِ نبی کے درودیوار...... طیبہ کے کوچہ و بازار...... بطحا کے بام و دَر...... صلوٰۃ وسلام سے گونج رہے تھے۔ نجدیوں تک ہماری صدائیں نہ پہنچتی تھیں یا ہماری نگاہیں، نجدیوں کے فتووں کی تحریروں کو نہ پڑھ سکتی تھیں۔ ہم اپنے حال میں مست تھے نہ ہماری کوئی سنتا تھا نہ ہم کسی کی پروا کرتے تھے۔ وہ گناہ گناہ کہتے رہے، ہم ثواب ثواب کہتے رہے۔ وہ سنتے رہے۔ ہم سناتے رہے۔ نہ ہم نے ان کی سنی نہ انہوں نے ہمیں روکا ٹوکا۔

آ دل حرم سے روکنے والوں سے چھپ کے آج
یوں اُٹھ چلیں کہ پہلو و بَر کو خبر نہ ہو

طیرِ حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہوں
یوں دیکھیئے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو

اے خارِ طیبہ! دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تَر کو خبر نہ ہو

حقیقت یہ ہے کہ ہم ان گلیوں، ان کوچوں، ان بازاروں، ان محلوں، ان مجلسوں اور ان محفلوں میں ایسے رہے کہ دیدۂ تَر کو بھی خبر نہ ہوئی۔

اے خنک شہرے کہ دروے دلبر است

''جہانِ رضا'' (فروری 1993ء)

Marfat.com

بارگاہِ نبوی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

دل فدائے تو یارسول اللہ

سینہ جائے تو یارسول اللہ

''جہان رضا'' شعبان المعظم 1413ھ کا ''اداریہ'' شہر محبوب خدا کے گلی کوچوں میں برپا ہونے والی ''محافل ذکر نبی'' کا تذکرہ تھا۔ قارئین ''جہان رضا'' نے اس اداریہ کو کئی بار پڑھا اور اپنے قلبی احساسات اور کیفیات ہم تک پہنچائے۔ اپنے جذبات سے آگاہ کیا، خود آکر ملے، ہدیۂ تحسین پیش کیا۔ ایک بزرگ وفورِ محبت میں ''مرکزی مجلس رضا'' کے دفتر میں پہنچے اور ''پارکر کا ایک قیمتی قلم'' پیش کیا تا کہ اس سے ذکر رسول کی محفلوں کی روداد لکھتا جاؤں۔ چند ایک احباب ایسے تھے: جو عمرہ کا ٹکٹ لے کر دیارِ حبیب میں اس بارگاہ کی حاضری کے بعد ان محفلوں میں شرکت کے آرزومند تھے اور ان کے محل وقوع دریافت کر رہے تھے۔ جن کا ذکر ''جہان رضا'' کے صفحات پر آیا۔ ایک ایسے قاری بھی ملے جو ان تمام مدنی حضرات کے ایڈریس دریافت کر رہے تھے۔ جن کے ہاں محفلیں جمیں تا کہ ان کو خط لکھ سکیں۔ یہ سب ان کی قلبی محبت اور عشق رسول کے انوار تھے۔ جو ہم تک پہنچے اور ہمیں ان عاشقان رسول کے ان جذبات سے بڑی مسرت ہوئی۔

آج دل چاہتا ہے کہ آپ کو اس بارگاہ میں لے چلوں جو ایسی ''ادب گاہ'' ہے جو عرش سے بھی بلند تر اور نازک تر ہے۔ اس دیار میں لے چلوں جہاں ''جنید و بایزید'' جیسی بلند پایہ ہستیاں ''نفس گم کردہ'' حاضر ہوتی ہیں۔ اس ''گنبد خضرا'' کے سایہ میں لے چلوں جہاں ہر روز ''ستر ہزار فرشتوں کی ٹولیاں'' قطار در قطار حاضری دیتی ہیں۔ جنت کی ان کیاریوں ''ریاض الجنۃ'' میں لے چلوں جہاں سارے عالم کے ''عاشقانِ سوختہ'' سر جھکائے پہلو بہ پہلو بیٹھے

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ ''مواجہہ شریف'' کی ان قطاروں میں لا کھڑا کروں جہاں پرنم آنکھوں والے ''دم بخود'' ہوکر ان سنہری جالیوں پر نگاہ شوق ڈالتے ہوئے لبوں پر ؎

ترحم یارسول اللہ! ترحم!

کا ورد کرتے ہوئے اپنے محبوب، پھر محبوب کے دو محبوبوں کی زیارت کی تمنا میں تڑپتے دکھائی دیتے ہیں۔ میں آپ کو باب جبرئیل (جہاں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لیے داخل ہوا کرتے تھے) سے نکال کر ''قدمین شریفین'' میں لا بٹھاؤں۔ اگر آپ اپنے اردگرد ایک نگاہ اُٹھا کر دیکھیں گے تو آپ کو ''جاروب کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے'' کا منظر سامنے نظر آئے گا۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ ؎

لب وا ہیں، آنکھیں بند ہیں، پھیلی ہیں جھولیاں

کا ایک مجمع ہے۔ آپ کا یہاں سے اُٹھنے کو جی نہیں چاہے گا مگر آپ میرے ساتھ چلیں تو میں آپ کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کی شمالی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے لے چلوں اور ''صفہ'' کے مقام پر لا بٹھاؤں گا جہاں حضور پاک کے پیارے ستر اصحاب حضور سے قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ آپ چند لمحوں کے لیے ''اصحابِ صفہ'' کے ہم جماعت بننا چاہیں تو قرآن پاک کھول کر چند لمحے بیٹھ جائیں اور چند صفحات کی تلاوت کریں پھر مسجد نبوی، مسجد نبوی کے دروازے، مسجد نبوی کے برآمدے، مسجد نبوی کی وسعتیں، مسجد نبوی کے توسیعاتی بازو! سبحان اللہ! سبحان اللہ! یہ ہے ''بارگاہِ مصطفیٰ'' یہ ہے دربارِ مصطفیٰ اور یہ ہے ایوان مصطفیٰ جہاں بادشاہ فقیر دکھائی دیتے ہیں اور فقیر بادشاہ نظر آتے ہیں۔ جہاں ذرے آفتاب بنتے ہیں اور آفتاب ذرّے بن کر جھکتے ہیں۔ جہاں پر غرور گردنیں جھک جاتی ہیں اور جھکے ہوئے سر اوج ثریا پر دکھائی دیتے ہیں ؎

تمہاری خاک کے ذرّے جو مہر و ماہ بنے

''بارگاہ نبوی'' کے کئی انداز ہیں۔ مسجد نبوی کی وسعت دراصل ایوان مصطفیٰ کی وسعت ہے اور ایوان مصطفیٰ ہی حرم نبوی ہے اور حرم نبوی ہی دربار رسول ہے۔ اس دربار رسول کی حاضری سے پہلے کعبۃ اللہ کا طواف اور حرم پاک کے مناسک کی ادائیگی حقیقت میں دربار رسول کی حاضری کی تیاری کی ایک روایت ہے ؎

دیر و حرم بھی کوچۂ جاناں میں آئے تھے

Marfat.com

''کوچہ جاناں'' تک رسائی کے لیے ان منازل کو طے کرنا اہل محبت کے لیے واجب ہے۔ بقول فاضل بریلوی۔

کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

یوں تو کعبے کے کعبے، قبلے کے قبلے میں آنے کے ہزاروں راستے ہیں۔ بارگاہ نبوی کی حاضری کی سیکڑوں راہیں ہیں، بیسیوں دروازے ہیں مگر دل چاہتا ہے کہ آج ہم ''باب مجیدی'' سے داخل ہو کر ''مسجد نبوی کی وسعتوں'' میں سے گزرتے ہوئے حاضری دیں۔ گنبد خضراء نظروں کے سامنے ہو۔ قبلہ رُخ ہو کر عاشقان رسول کے مجمعے سے گزرتے جائیں اور اس کھلے صحن میں جا پہنچیں جہاں تک ترکوں کے بنائے ہوئے محرابی برآمدے نظر آنے لگتے ہیں اور نظر اُٹھا کر دیکھیں تو ''گنبد خضراء'' اپنی تمام تابانیوں کے ساتھ اہل عشق و محبت کے قلب و جگر کو ایمان و ایقان کی ٹھنڈکیں بخشتا ہے اور زبان سے بے اختیار الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ پھوٹ پڑتا ہے۔ آگے بڑھیں، قدم قدم آگے بڑھیں، رُک رُک کر قدم اٹھائیں، سوچ سوچ کر قدم رکھیں۔

حرم کی یہ جا ہے قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا سودا ہے او جانے والے

اہل محبت کس انداز سے قدم بڑھاتے ہیں۔ ہر ایک کی اپنی اپنی کیفیت ہوتی ہے۔ نہ تحریر میں آسکتی ہے۔ نہ تقریر میں۔ نہ مضمون میں سما سکتی ہے۔ نہ بیان میں۔ چاروں طرف نورانی چہرے، دائیں بائیں اہل محبت کے جمگھٹے، آگے پیچھے عاشقان رسول کا سمندر، آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے جائیں، پلکوں کے بل چلتے جائیں، آپ ''ریاض الجنۃ'' جنت کی کیاریوں میں پہنچ کر رُک جائیں۔ بارگاہ رسول تک رسائی کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کی جناب میں سجدہ ریز ہو جائیں۔ نوافل ادا کریں۔ رو رو کر اللہ کا شکر بجا لائیں۔

اصل مراد حاضری ''اس پاک در'' کی ہے

جنت کی ان کیاریوں میں اہل محبت کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے، نوافل ادا کرنے والوں کا، صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کا، قرآن پاک کی تلاوت کرنے والوں کا، پُرنم آنکھوں سے لبیک یارسول اللہ کہنے والوں کا، آہوں اور سسکیوں کے درمیان ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کہنے والوں کا، اس ہجوم میں عربی عجمی، کالے گورے، چھوٹے بڑے، امیر غریب، مشرقی و

Marfat.com

مغربی، شمالی و جنوبی غرضیکہ ہر رنگ، ہر نسل کے اہل محبت ڈیرے جمائے بیٹھے ہیں ؎

اے ترا با ہر کسے رازے دگر
ہر گدا را بردرت نازے دگر

ادب کی یہ حکمرانی کہ مجال ہے کوئی آواز بلند، ربط کا یہ عالم کہ ایک کی بات دوسرا نہیں سن پاتا۔ ''جنید و بایزید دم بخود ہیں'' فرشتے پر نہیں مار سکتے۔ آنسو گرتے ہیں مگر دیدۂ تر کو خبر نہیں ہوتی۔ جگر سے غم روزگار کے کانٹے نکلتے جاتے ہیں مگر جگر کو خبر نہیں ہوتی ؎

کانٹا میرے جگر سے غم روز گار کا
یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو

اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

میں نے ''ریاض الجنتہ'' میں ایک دیو قامت حبشی کو پھیلے ہوئے دیکھا۔ میرا دل چاہا کہ اس کے پہلو میں بیٹھ کر درود و سلام پڑھوں مگر وہ کسی کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ سیاہ کالا، دیو ہیکل جسم، پہلوانوں کا پہلوان، رنگ کالا مگر دل روشن، دراز قد مگر گردن خمیدہ، ڈراؤنی صورت مگر دل میں عشق مصطفیٰ کی شمع فروزاں، مجھے حضور کا بلال یاد آ گیا، دل میں کہا، بلالی ہے۔ یارسول اللہ! آج میں آپ کے بلال کے پہلو میں بیٹھنا چاہتا ہوں مگر یہ کالا پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا، فوراً میری درخواست قبول ہوئی، اس حبشی نے پہلو بدلا، مجھے اپنے ساتھ لگا لیا، جگہ دی، بٹھا لیا۔ میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اس نے دیکھا تو میرے سر پر ہاتھ رکھا۔ کندھوں پر تھپکی دی، تسلی دی اور اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ وہ محبت کا پہاڑ تھا، وہ شفقت کا دریا تھا، وہ عشق مصطفیٰ کا امین تھا۔ وہ سمٹتا گیا اور میرے لیے جگہ بناتا گیا۔ میں آسودہ ہو کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ''دلائل الخیرات'' کا ایک قلمی مگر قدیم نسخہ تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا، اس نے پڑھنے کے لیے مجھے یہ نسخہ عطا فرما دیا۔ میں ''دلائل الخیرات'' پڑھتا گیا، پڑھتا گیا، جھومتا گیا، میں حضور کی بارگاہ میں کئی گھنٹے بیٹھا رہا۔ ساری ''دلائل الخیرات'' مع اضافات پڑھ گیا، وہ میری آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو دیکھتا تو بار بار میرے کندھوں پر تسلی کے لیے شفقت کا ہاتھ رکھتا۔ مجھے خیال آیا کہ میرے رسول کی محبت کی حکمرانیاں کالے

Marfat.com

گوروں پر یکساں ہیں۔ دنیا کے ویرانوں میں شمع شبستان مصطفیٰ جگمگا رہی ہے۔ ہر دل میں عشق مصطفیٰ کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ تمام دل روشن ہو رہے ہیں اور آنکھیں اشکباری کر رہی ہیں۔

دیدہ جائے تو یار سول اللہ
دل فدائے تو یا رسول اللہ

میں نے ''دلائل الخیرات'' اس کے حوالے کر دی۔ ''مواجہہ شریف'' کی طرف بڑھا۔ ''ریاض الجنتہ'' (جنت کی کیاریوں) سے نکل کر میں نے اپنے حبشی کو ایک بار پلٹ کر دیکھا تو اس کی نظریں بھی مجھ پر تھیں۔ میں آگے بڑھا۔ ''ریاض الجنتہ'' پیچھے رہ گئی تھی۔ میں ''قاسم الجنتہ'' (ﷺ) کے سامنے کھڑا تھا۔

تیری گلی کو چھوڑ کر باغ جناں میں جائے کون؟
نقد ملے جو مدعا وعدے پہ جی لگائے کون؟

میں ''مواجہہ شریف'' میں تھا۔ رُکتا مگر دوسروں کا خیال آتا۔ جالی کا بوسہ لینے کو گردن لمبی کی۔ لب وا ہوئے تو ''نجدی مطوئی'' لالا (نہیں، نہیں) کرنے لگا۔

تیری خیر ہووے پہریدارا
روضے دی جالی چم لین دے

دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ''دوسرا'' نجدی مطوئی چلا اُٹھا۔ حرام! حرام! میں نے ہاتھ چھوڑ دیئے، جھولی پھیلا دی اور دل میں کہا، ہاتھ نہیں تو جھولی سہی، سلام پیش کیا، صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کیا، آنسوؤں کا نذرانہ گزارا۔ ادب نے آنسو روک دیے، فغاں گلے میں آ کر رُک گئی۔

گوش شہ است نازک تاب فغاں ندارد!

آنکھیں کھل گئیں، سنہری جالیوں کا ذرّہ ذرّہ نظر نواز ہوا۔ اللہ کے محبوب کا گھر دیکھا۔ دو قدم آگے بڑھا، یار غار (سیّدنا صدیق اکبرؓ) کا گھر دیکھا۔ ایک قدم اور اُٹھایا تو اپنے باپ فداہ امی وابی (سیّدنا عمر فاروقؓ) کا گھر دیکھا۔ قدم بڑھتے گئے، لب خاموش رہے، آنکھیں کھلی کی کھلی رہیں، زبان سے کچھ نہ کہہ سکا۔

رکھ رکھاؤ اس آنکھ کا دیکھ
چپ کی چپ اور بات کی بات

میں ہجوم عاشقان رسول کے ساتھ چلتا ہوا، باب جبرئیل سے باہر نکلا تو حضرت ایوب

Marfat.com

انصاری کے گھر کی دیوار کا سہارا لیتے ہوئے قدمین شریفین پر جا کھڑا ہوا۔ سر جھکا کر خوب رویا، روتا رہا اور روتا رہا بے خود ہو کر

سارے جہاں کو بھول گیا تیری یاد میں

ہوش آیا تو باب النساء سے گزر کر اصحاب صفہ کے مدرسہ میں جا بیٹھا۔ قرآن اٹھایا، تلاوت کی اور ہجر و فراق کے زخم مندمل ہو گئے۔

رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ رمضان کا آخری عشرہ قریب آ رہا تھا۔ عاشقانِ رسول کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ ہر ملک، ہر شہر، ہر سمت اور ہر طرف سے اہل محبت پروانہ وار جمع ہو رہے تھے۔ مسجد نبوی اپنی تمام وسعتوں کے باوجود لبالب بھرتی جا رہی تھی۔ لوگ اعتکاف کی تیاریاں کر رہے تھے۔ قالینوں کے فرش بچھے ہوئے تھے۔ فانوسوں کی قطاریں روشن ہو رہی تھیں۔ اہل محبت صف در صف بیٹھ رہے تھے۔ باب مجیدی سے دو طبقات آگے بڑھا تو ہجوم میں سے ملک کے مایہ ناز نعت خوان ثناء اللہ بٹ آگے بڑھتے نظر آئے۔ ان کے ساتھ چالیس روزہ نصاب والے قاری مشتاق احمد صابری آگے بڑھ کر مجھے مل رہے تھے۔ بٹ صاحب نے بتایا کہ آپ کو پیر محمد حسن شاہ نوری الگیلانی (مالک نوری کتب خانہ لاہور) تلاش کر رہے ہیں۔ وہ باب مجیدی کے تیسرے طبقے میں تھے۔ وہاں پہنچا وہ میری تلاش سے واپس آ کر بیٹھے ہی تھے۔ انتہائی اشتیاق سے اُٹھے اور گلے لگا لیا۔ محبت سے بٹھایا۔ ان کے بڑے بھائی پیر محمد حسین شاہ نوری آف چک سادہ گجرات نظر آئے۔ دست بوسی کی تو ان کے بارہ درویش دکھائی دیئے۔ سب کے سب خوش خوش ملے۔ مسجد نبوی کا صحن، دربار مصطفیٰ کی ضیائیں، مدینہ پاک کے جلوے، یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ لوگ عام لوگ نہیں، نور کے پیکر ہیں، محبت کی تصویریں ہیں جو در مصطفیٰ پر پہنچ کر ہم جیسے مسافروں کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔

ابھی چند لمحے گزرے تھے کہ خطیب اہل سنت حضرت صاحبزادہ سیّد محمد عرفان مشہدی آف بھکھی شریف (خصوصی معاون مرکزی مجلس رضا) نے گلے لگا لیا۔ ابھی چند لمحات گفتگو کرتے گزرے تھے کہ مناظر اہل سنت مولانا محمد عمر اچھروی کے نامور فرزند مولانا عبد التواب صدیقی اچھروی آ ملے۔ سبحان اللہ! جن لوگوں کو اپنے گھر دیکھنے کو آنکھیں ترستی رہتی ہیں، وہ دربار مصطفیٰ میں آ ملتے ہیں۔ نوری سیّدوں کے اس ڈیرے پر کچھ وقت گزارا اور احباب کے روشن چہروں کو دیکھ کر دل تازہ ہو گیا۔

Marfat.com

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں حرم نبوی اہل محبت سے لبالب بھر جاتا ہے۔ دربارِ مصطفوی میں ہجوم عاشقاں اور انبوہ نیازمنداں کا ایک ایمان افروز نظارہ ہوتا ہے۔ مشرق و مغرب سے اہل ایمان کھنچے آتے ہیں اور مسجد نبوی میں صف در صف، قطار در قطار موجود ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ تو اعتکاف نشین ہو جاتے ہیں۔ کوئی وظائف پڑھ رہا ہے اور کوئی درود و سلام میں سرشار ہے۔ جو چپ ہیں وہ گنبد خضرا پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک دَر کی ہے

مانگیں گے، مانگے جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ "لا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے

کیوں تاجدارو! خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایان دَر کی ہے

عشاق روضہ سجدے میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے یہ نیت کدھر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں؟
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

سنکی وہ دیکھ باد شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضا تیرے دامان تَر کی ہے

یہ خوش نصیب معتکف اپنے اپنے مشاغل میں صبح و شام مشغول رہتے ہیں۔ لیکن ہم جیسے ہزاروں آزاد منش بھی ہیں جو حرم نبوی سے باہر اپنی اپنی قیام گاہوں میں چلے جاتے ہیں۔ پھر سحری کھا کر نماز تہجد کی اذان کی گونج کے ساتھ دربار مصطفیٰ میں آ پہنچتے ہیں اور تراویح کے بعد قیام گاہوں کو لوٹتے ہیں۔ اس طرح سارا دن کبھی اعتکاف نشینوں سے باتیں کرنا، کبھی مسجد نبوی کے ستونوں کو چھوتے ہوئے ریاض الجنۃ، مواجہ شریف، قدمین شریف اور صفہ سے ہوتے

Marfat.com

ہوئے گنبد خضراء کے سایہ میں شام کر دینا معمول ہوتا ہے۔

تیرے کوچے ہر بہانے میرا دن سے رات کرنا
کبھی اِس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا

صاحبزادہ سیّد محمد حسن شاہ صاحب نوری کئی برسوں سے باقاعدہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے آتے ہیں۔ اس سال وہ اعتکاف نہ بیٹھے اور ہم آزاد منشوں کی جماعت میں شامل ہو گئے اور ہماری رہنمائی، دل جوئی اور غریب نوازی میں مصروف رہے۔ دربار مصطفوی میں بڑے بڑے علماء کرام، اولیائے عظام، صوفیہ، مشائخ، امراء، رؤسا اور پاکستانی احباب کی زیارت ہوتی رہی۔ میرے ساتھ صاحبزادہ پیر سلیم حماد، سجادہ نشین دربار داتا گنج بخش رفیق سفر تھے۔ ان کے اپنے خاندان کے کئی حضرات دربار نبوی میں موجود تھے۔ مگر وہ میرے رفیق و ہمدم ہی رہے۔ پھر الحاج چودھری محمد اسحاق نوری آف داروغہ والا مجھے تلاش کرتے آ پہنچے۔ مفتی سعادت علی صاحب فرزند ارجمند مولانا شیخ القرآن محمد عبداللہ صاحب قصوری، باب مجیدی کے گوشے میں معتکف ملے۔ ان کے ساتھ ہی حضرت مولانا فیض احمد صاحب فیضی آف بہاولپور (مترجم، روح البیان) حضرت مولانا محمد علی صاحب مہتمم جامعہ شیرازیہ لاہور کی زیارت ہوئی۔ مولانا انصار اللہ صاحب صدیقی لندن سے آئے ہوئے تھے۔ بڑے خلوص اور تپاک سے ملے اور مجھے مرکزی مجلس رضا کی اشاعتی نسبت سے بڑا ہی پیار دیا۔ غازی محمد منیر آڈیٹر جنرل پاکستان جو حضور کی محافل درودِ پاک کے رُکن خصوصی ہوتے ہیں، اعتکاف بیٹھے ہوئے ملے۔ ثناء اللہ بٹ صاحب کی وساطت سے نعت خوانان رسول کی خاصی تعداد سے ملاقات ہوئی۔ پھر انہی کی وساطت سے ایسے بزرگوں کی زیارت ہوئی جو حضور کی نعت کی مجالس میں بڑے اہتمام کے ساتھ شرکت کرتے ہیں اور ساری ساری رات گزار دیتے ہیں۔ میں نے یہاں پاکستان کے بڑے بڑے افسروں، ججوں، وکیلوں اور دولت مندوں کو حضور کی بارگاہ میں سرنگوں دیکھا۔ چودھری الحاج محمد اسحاق صاحب نوری میری انگلی پکڑے ایک ایسے عاشق رسول کی زیارت کے لیے لے گئے جو حضور کی بارگاہ میں اس جگہ بیٹھتے ہیں جہاں ہر وقت گنبد خضرا نظر آتا ہے۔ یہ تھے ڈاکٹر نور محمد صاحب ربانی مدظلہ العالی جنہوں نے حضور کی خوبصورت نعتوں پر مشتمل ایک دیدہ زیب کتاب کشف العرفان کی دس ہزار جلدیں چھپوا کر اہل محبت میں مفت تقسیم کی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب اسلاف کی ایک نشانی اور ولیوں کی ایک مثال دکھائی دیتے ہیں۔ ابھی ہم ان کی زیارت

Marfat.com

سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ ہمارے ملک کے ممتاز نعت خوان، نعت گو، نعت نویس جناب بشیر حسین ناظم ایم۔اے آ ملے۔ان کے ساتھ ہمارے عزیز بھائی رشید فاروقی بھی تھے۔دربار رسول میں ان بزرگوں کی زیارت سے بڑی مسرت ہوئی۔ یہ لوگ کئی سال سے مسلسل بارگاہ نبوی کی حاضری سے مشرف ہو رہے تھے۔ کس کس کا ذکر کیا جائے کس کس کا نام لیا جائے ایسا محسوس ہوتا تھا سارا جہاں ''بارگاہِ مصطفوی'' میں جمع ہو گیا ہے۔

حضور کے دستر خوان کی نعمتیں اور وسعتیں

میرے آقا و مولا کی بارگاہ کی وسعتیں اگرچہ سارے جہان پر پھیلی ہوئی ہیں مگر واقفان حال بتاتے ہیں کہ حضور کے زمانے کا شہر مدینہ اب حرم نبوی بن گیا ہے۔مشرق و مغرب اور شمال میں دور تک دربار نبوی پھیل گیا ہے۔باب السلام سے لے کر باب جبرئیل تک اور باب مجیدی سے لے کر مسجد نبوی کے منبر تک منقش قالینوں پر کم و بیش اڑھائی لاکھ عاشقان رسول کا اجتماع ہوتا ہے۔پھر رمضان المبارک میں اس کی رونق دیدنی ہوتی ہے۔اہل محبت کے ذوق شوق سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔افطاری کے انتظامات کی دنیا بھر میں مثال نہیں ملتی۔اڑھائی لاکھ روزہ داروں کے سامنے افطاری کا سامان دستر خوانوں پر سجا دیا جاتا ہے۔دنیا جہان کی نعمتیں چن دی جاتی ہیں۔میزبان خدمات گزاری کے لیے صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور مہمانوں کو دعوت افطاری دیتے ہیں۔عربوں کی مہمان نوازی تو دنیا بھر میں مسلم ہے۔ پھر مدینہ والوں کی خدمت گزاری کو بھلا کون بھلا سکتا ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ بارگاہ مصطفیٰ کے دستر خوان اللہ اللہ! میزبان مہمانوں کی منتیں کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں افطاری کرو۔یاشیخ اجلس ھنا تفضل یا شیخ، تکرم یا حبیبي! تشکر یا ضیفي! پھر یہ وسیع دستر خوان حلیب، دہی، جوس، مالٹوں، سیبوں، کیلوں اور قسما قسم کے پھلوں سے اٹے ہوتے ہیں۔ان دستر خوانوں پر وادی بطحا کی کئی قسم کی کھجوریں سجا دی جاتی ہیں۔ یہ کھجوریں اتنی خوبصورت، اتنی تازہ اور اتنی خوش کن ہوتی ہیں کہ روزہ داروں کو دعوت افطار دیتی ہیں۔سبحان اللہ! کھجوروں کی اتنی خوبصورت قسمیں شاید ہی زمین کے کسی خطے کو نصیب ہوئی ہوں۔ یہ دستر خوان مصطفیٰ جو اپنے نیاز مندوں کے لیے دُور دُور تک پھیلا ہوا ہے، اس کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فیض ہے شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجس میں ہے دریا تیرا

اغنیاء پلتے ہیں دَر سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

آسماں خواں! زمیں خواں! زمانہ مہماں!
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا، تیرا

روزہ کھلا، افطاری ہوئی، دستر خوان سمٹے اور شام کی اذان ہوتے ہی صفیں کھڑی ہو گئیں اور لاکھوں اہل ایمان اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ مسجد نبوی کے باہر چاروں طرف بھی دستر خوان بچھ جاتے ہیں۔ ہزاروں لوگ ان دستر خوانوں پر پلاؤ، زردہ، گوشت اور نان کباب سے افطاری کرتے ہیں۔ حرم نبوی کی افطاری اور مسجد نبوی کی دیواروں کے باہر بچھے ہوئے دستر خوان دیکھ کر زبان سے بے اختیار نکلتا ہے۔

آسماں خواں! زمیں خواں! زمانہ مہاں!
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا، تیرا

مدینہ پاک کے امراء کی تو شان ہی اپنی ہے۔ ہر روز ان کے دستر خوان بچھتے ہیں، ہزاروں مہمان افطاری کرتے ہیں لیکن ایک دن ہمارے دوست حاجی انعام اللہ صاحب جو پاکستان میں ہماری دعوتوں میں لذیذ کھانے پکاتے اور کھلاتے رہتے ہیں، نے بھی مسجد نبوی میں افطاری کا دستر خوان بچھا کر اپنے تمام پاکستانی احباب کو دعوت افطار دی۔ ماشاء اللہ! اسی طرح ایک دن ہمارے دوست جناب رشید فاروقی صاحب نے بھی اپنے دستر خوان پر احباب لاہور کو بلا کر افطاری کرائی۔ کس کا ذکر کریں، کس کس کی بات کریں، حضور کی بارگاہ میں بٹتا ہے باڑا نور کا۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بارگاہِ نبوی کی یہ نعمتیں، یہ دعوتیں، یہ ضیافتیں، یہ افطاریاں عمر بھر یاد آتی رہیں گی، رُلاتی رہیں گی، تڑپاتی رہیں گی اور ہمیں مدینہ پاک میں بار بار بلاتی رہیں گی۔

''جہان رضا'' (مارچ 1993ء)
(اپریل 2006ء)

بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ
پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
دُور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے
حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ
حسین ہیں اُن کی سب خصلتیں
صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ
دُرود بھیجو اُن پر اور اُن کی آل پر (سعدی)

Marfat.com

مولد النبی

تیرا سب گھرانہ نور کا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ان دنوں پاکستان سے ہزاروں خوش نصیب ہوا کے دوش پر سوار "دیارِ حبیب" کو روانہ ہو رہے ہیں۔ ہم جب ان جہازوں کو اُڑان بھرتے دیکھتے ہیں اور ہمارے سروں سے یہ پروازیں گزرتی ہیں تو دل حسرت وتمنا سے بیٹھتا دکھائی دیتا ہے اور ان لوگوں کی خوش بختی پر رشک آتا ہے جو فضاؤں میں سفر کرتے کرتے "کوئے جاناں" تک پہنچ رہے ہیں۔ ہم نے پچھلے دو ماہ "جہانِ رضا" کے صفحات پر شہرِ رحمت "مدینہ منورہ" کے شب و روز کی چند جھلکیاں حوالہ قلم کی تھیں۔ عشق و محبت کے ان گلی کوچوں اور دربارِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پرانوار اذکار کو ہمارے قارئین نے بے حد پسند کیا تھا۔ آج دل چاہتا ہے کہ ہم "مولد النبی" "مکہ مکرمہ" کے گلی کوچوں میں آپ کو ساتھ لے کر قدم قدم چلیں۔ ان گلیوں کو تلاش کریں جہاں محبوبِ خدا نے اپنا بچپن گزارا تھا۔ سیدہ آمنہ کا گھر دیکھیں جہاں اللہ کا نور چاند بن کر آمنہ کی گود میں آ گیا تھا۔ چند قدم اور اٹھائیں تو وہ ایوان مجد و شرف دیکھیں گے جہاں سے حضرت عبدالمطلب چاند کا ایک ٹکڑا گود میں لیے خوشی خوشی کعبۃ اللہ میں داخل ہوتے اور واپس اپنے گھر آتے۔ ہم ان گلیوں میں گھومیں جہاں "حلیمہ سعدیہ" طیبہ کے چاند کو گود میں لینے کے لیے دیوانہ وار پھرتی تھی۔ مکہ والوں سے پوچھیں کہ حضرت ابو طالب کا گھر کہاں ہے، جہاں ہمارے آقا و مولا صبح و شام رہا کرتے تھے۔ لوگو! ہمیں بتاؤ "بنو ہاشم" کا وہ محلّہ کہاں ہے جس کی گلیوں سے نکل کر ہمارے آقا و مولا کعبۃ اللہ میں سجدہ ریز ہوا کرتے تھے۔ کوئی ہمیں "سیدہ خدیجہ" (رضی اللہ عنہا) کے گھر تو لے چلے جسے ماہ عرب و عجم نے بقعہ نور بنا دیا تھا اور حضرت خدیجہ کی ساری دنیاوی دولت مکہ کے مساکین میں تقسیم کر دی تھی۔ ہم وہ گھر بھی دیکھیں جہاں سے دنیاوی دولت مکہ کے مساکین میں تقسیم کر دی تھی۔ وہ گھر کس گلی میں ہے جہاں سید دو عالم اور ام المومنین سیدہ خدیجہ

Marfat.com

اپنے جگر کے ٹکڑوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔اس گھر چلیں جہاں نور کی بارشیں برستی تھیں۔ذرا نظر اٹھاؤ اس گھر میں علی ہیں، زید ہیں، زینب ہیں، رقیہ ہیں، کلثوم ہیں اور فاطمہ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ یہ نور کے ٹکڑے، یہ سیدہ کے پھول، یہ رسول اللہ کے نورِ نظر، یہ نبی کریم کی آنکھوں کی ٹھنڈک، یہ کونسا گھر ہے؟ یہ زمین ہے یا عرشِ بریں کا ایک حصہ ہے!

تیری نسلِ پاک سے ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اس نور کے گھرانے سے کچھ آگے جائیں تو ہم اس دہلیز پر رک جائیں گے جہاں حضور کے ایک پیارے صحابی حضرت ارقم (رضی اللہ عنہ) کا گھر تھا۔ یہ وہ گھر تھا جہاں ہادیٔ برحق نے ''غارِ حرا'' سے نکل کر دعوتِ حق کا آغاز کیا تھا اور اس چھوٹے سے گھر کو ''مرکزِ توحید و رسالت'' بنا دیا۔اسی گھر میں ''السابقون الاولون'' کی تربیت ہوئی۔اسی گھر میں اسلام کے آفتاب و ماہتاب نشو و نما پاتے رہے۔اسی گھر میں عمر فاروق کا غرور ٹوٹا اور دولتِ ایمان نصیب ہوئی۔ اور اسی گھر سے نکل کر عمر فاروق نے صحنِ کعبہ میں پہلی بار کفار مکہ کو للکارا تھا۔ارقم کا گھر کیسا گھر تھا؟ اور یہ چالیس قدسی افراد کون تھے؟ جنہوں نے آگے چل کر چار دانگِ عالم میں پیغامِ رسول کی روشنیاں پھیلا دی تھیں۔آج ہم کعبۃ اللہ سے اٹھ کر صفا و مروہ کی مشرقی دیوار سے نکلیں تو ''بابِ ارقم'' سے گزریں گے۔یوں محسوس ہوگا کہ سامنے وہ گھر ہے جہاں سرکارِ دو عالم مسندِ ارشاد پر جلوہ فرما ہیں۔ میں اس مقام پر کھڑا ہی تھا کہ میرا ہاتھ ایک پاکستانی عالمِ دین نے پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ لے جا کر ایک مقام پر رک کر کہا: یہ دیکھو، یہاں رسول اللہ کے ''یارِ غار'' سیدنا صدیقِ اکبر کا گھر تھا۔

آں امن النّاس بر مولائے ما
آں کلیم اول سینائے ما

یہ گھر تھا جو رسول اللہ کی محبت اور عقیدت سے بھرپور تھا۔اس گھر میں دولت ایمان کیا آئی ''صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس'' کا گہوارہ بن گیا۔یہ گھر رسول خدا کی نگاہ رحمت کا مرکز تھا۔یہ گھر مسلمانوں کی پہلی سجدہ گاہ تھا۔اس گھر میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بڑی ہوئیں۔یہ گھر امت کی ماں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مولد تھا۔یہ وہ گھر تھا جہاں سے رسول خدا کی ہجرت مدینہ کے سفر کا آغاز ہوا تھا۔اگر آپ ''مسفلہ'' میں ''شاہراہِ ہجرت'' پر چند لمحے رک جائیں تو آج

Marfat.com

بھی آپ کو رات کے اندھیروں میں اسی گھر سے دو نور مدینہ کی طرف جاتے نظر آئیں گے۔

آج ہمیں شاید مکہ میں کوئی ایسا آدمی نہ ملے جو ہم عجمی مسافروں کی رہنمائی کرے مگر اس پیلی ٹیکسی کو روک لو جس کا ڈرائیور ''جبلِ نور، جبلِ نور'' کی آوازیں لگا رہا ہے۔ چل یار، ہمیں ''جبلِ نور'' کے دامن تک لیے چل، جہاں محبوبِ خدا شہر مکہ کی رونقیں چھوڑ کر ''غارِ حرا'' میں سجدہ ریز ہوا کرتے تھے۔ یہ ''جبلِ نور'' کا دامن ہے اور ''جبلِ نور'' کی چوٹی پر محبوبِ کبریا کی سجدہ گاہ ہے۔ اسی سجدہ گاہ میں پہلی بار حضرت جبرئیل نے اللہ کے پیغام کو الفاظ کی شکل میں اقراء باسم ربك الذی خلق کہہ کر پہنچایا تھا۔ سورج چمک رہا ہے، دھوپ تیز ہے، گرمی ہے، مکہ کے لوگ مصروف ہیں، مگر ہم تو ''غارِ حرا'' تک پہنچ کر ہی دم لیں گے۔

کھائی قرآن نے جس خاکِ گزر کی قسم

اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

میرے ساتھی سب نوجواں، میں ساٹھ سال سے اوپر کا ناتواں، مگر دل مانتا نہیں تھا کہ ''جبلِ نور'' کی بلندیوں پر پہنچنے کے لیے کسی نوجوان سے پیچھے رہوں گا۔ پتھروں پر قدم رکھتے رکھتے بلندیوں پر چڑھنا شروع کیا تو سانس پھولنے لگا، دل دھڑکنے لگا، پاؤں کانپنے لگے، خیال آیا کیوں آیا؟ مگر اہلِ محبت کی قطاروں کو اوپر جاتے دیکھا تو حوصلہ ہوا۔ حال جسم و جان کسی کو نہ بتایا، حال جانِ ناتواں کسی پر نہ کھولا۔ دو سو گز ہانپتا کانپتا چڑھتا گیا تو ہوا کا ایک خوشگوار جھونکا آیا، آفتاب کی چند کرنیں چہرے پر پڑیں، بدن تر و تازہ ہو گیا، تھکاوٹ دور ہو گئی، سانس درست ہو گیا، بدن میں تر و تازگی آ گئی، قدم اٹھنے لگے، بلندیاں پیچھے رہنے لگیں، یوں محسوس ہونے لگا کہ ''غارِ حرا'' کی یہ چڑھائی ''کوچہ محبوب'' کی سختی ' در سنگلاخی نہیں، فرشِ مخمل ہے۔

ہمارا مختصر سا قافلہ بلندیاں طے کرتا گیا۔ چٹانوں کو پیچھے چھوڑتا آگے بڑھتا گیا۔ دشوار گزار راہوں کو سمیٹتا گیا۔ وہ خوبصورت پتھر جس پر محبوبِ خدا کے نازک قدم بڑھتے ہوئے ''غارِ حرا'' کو جایا کرتے تھے، ہمارے اردگرد پھیلے ہوئے تھے۔ ہم ''غارِ حرا'' کے اس گوشے میں جا پہنچے جہاں محبوبِ خدا دنیا و مافیہا کو چھوڑ کر اپنے رب کے اسرار سے مالا مال ہوا کرتے تھے۔

روز گرم شب تیرہ و تار میں — کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

لطف بیداری شب پہ بیحد درود — عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام

اپنے آقا و مولا کے اس خلوت کدہ میں نوافل ادا کیے۔ سجدہ میں گرے رہے۔ درود و سلام کے

Marfat.com

ہدیے پیش کیے۔ شکرانے کے نفل پڑھے۔ حاضری کے نفل ادا کیے۔ مسرت وشادمانی کے نفل، خوش بختی وخوش نصیبی کے نفل ادا کرتے گئے۔ "غارِ حرا" کی چوٹی سے چاروں طرف نگاہ ڈالی تو نور کی چادر پھیلی دکھائی دی۔ شہرِ مکہ نیچے پھیلا ہوا تھا۔ اب یہ شہر پھیلتے پھیلتے "جبلِ نور" کے اردگرد تک پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ واپسی کو جی چاہتا تھا مگر قدم "غارِ حرا" کی بلندیوں سے نیچے آتے آتے رکتے تھے۔ نگاہیں بار بار خلوت گاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی تھیں۔ "غارِ حرا" کو دیکھتیں اور بار بار دیکھتیں۔

ع اے خوشا "غارے" کہ دروے دلبر است!

بلندیوں سے نیچے اتر کر نیچے آئے، ہجوم عاشقاں "جبلِ نور" کے دامن میں "غارِ حرا" کو جانے کے لیے رواں دواں تھا۔ اس ہجوم میں بچے، عورتیں، نوجوان، بوڑھے (زیادہ تعداد پاکستانی) دشواریوں اور بلندیوں کے باوجود عشق ومحبت کے مرکز کی طرف قدم بڑھائے جا رہے تھے۔ ہم "جبلِ نور" کے دامن میں پہنچے تو کئی قافلے "غارِ حرا" کی چوٹی کی طرف بڑھتے دکھائی دیے۔ ہم کعبۃ اللہ میں واپس آئے۔ "زم زم" سے دل وجاں کو ٹھنڈک ملی۔ طوافِ کعبہ سے سکون ملا۔ ربِ کعبہ کے سامنے سربسجود ہوئے۔

میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ "شاہراہِ خالد بن ولید" کے ایک مکان میں قیام پذیر تھا۔ یہ وہ بازار تھا جہاں سے "فتحِ مکہ" کے دن خالد بن ولید کے زیرکمان مجاہدین کا ایک لشکر مکہ میں داخل ہوا تھا۔ مجھے ایک بزرگ اس مقام پر لے گئے جہاں مشرکینِ مکہ کے چند سرکش نوجوانوں نے مزاحمت کی تو خالد بن ولید کی تلوار نے ان کی اکڑی ہوئی گردنوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ آج اسی مقام پر مسجد خالد بن ولید نظر آتی ہے۔ آؤ اندر جا کر نماز ادا کریں۔ "فتحِ مکہ" کے موقع پر رسول اللہ کی قیادت میں جن مجاہدینِ اسلام کا لشکر اس شہر کی گلیوں میں سے گزرا تھا، وہ مسجد خالد بن ولید سے دور نہیں ہے۔ یہاں سے دو سڑکیں حرم شریف کو جاتی ہیں۔ ایک "جبلِ کعبہ" کی بلندیوں سے ہو کر اور دوسری بازار کی رونقوں سے ہوتی ہوئی حرم شریف میں جا پہنچتی ہے۔ اگرچہ آج اس علاقہ میں نجدیوں کی فلک بوس عمارتیں کھڑی ہیں مگر مجھے ایک عالمِ دین نے وہ مقامات دکھائے جہاں "متکبرین مکہ" کی رہائش ہوا کرتی تھی۔ پھر مجھے وہ گلیاں بھی دکھائی گئیں جہاں سے حضور کے جانباز جاء الحق و زھق الباطل...... ان الباطل کان زھوقا کا ورد کرتے ہوئے گزرے تھے۔

"جہانِ رضا" (مئی 1993ء)

Marfat.com

کعبۃ اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ماہِ مئی کے شمارہ میں ہم نے ''مولد النبی'' مکہ کرمہ کے اُن گلی کوچوں کا ذکر کیا تھا، جن میں سیّد الرسل اپنے جان نثار صحابہ کے ساتھ چلتے پھرتے رہے۔ آج ہم اپنے قارئین کو چند روز ''کعبۃ اللہ'' کے اندر اپنے ساتھ چند لمحے گزارنے کا موقع دیں گے اور اللہ کے عظیم گھر کے شب و روز دیکھنے کی سعادت میں شریک ہوں گے۔ ہم جہاں بیٹھیں گے، جہاں جائیں گے، جدھر نظر اُٹھائیں گے خانہ کعبہ کے غلاف کو نظروں کے سامنے پائیں گے۔

اللہ کے گھر کا جاہ و جلال، اللہ اللہ! بیان و کلام سے باہر ہے۔ اس کی بلندیاں اور وسعتیں کون بیان کرسکتا ہے۔ اس گھر کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی۔ پھر انہیں بنیادوں کو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے اُٹھایا اور اس کو گہوارۂ امن و امان قرار دیا۔ پھر اللہ کے اس گھر کو سیّد الانبیاء جناب محمد رسول اللہ نے ایسا بسایا کہ قیامت تک سجدہ گاہ عالمیاں بن گیا۔

آہستہ قدم نہ کہ ملک سجدہ می کنند!

آپ نے تو کئی بار کعبۃ اللہ کی زیارت کی ہوگی آپ میری رہنمائی فرمائیں، مجھ نو وارد کو اپنے ساتھ لے چلیں اور ''باب عبد العزیز'' سے داخل ہوکر چند نوافل ادا کرنے کے بعد ''صحن کعبہ'' میں لے چلیں۔ اور ''مطاف'' کے سفید براق پتھروں کے فرش پر چل کر طواف کرائیں۔ اللہ! اللہ! ہم اپنے گناہوں کے پشتارے لے کر کہاں آپہنچے۔ یہ اللہ کا گھر ہے ہزاروں لوگ کالے گورے، عربی، عجمی، شرقی، غربی، چھوٹے، بڑے، اپنے، بیگانے، نہیں نہیں سب کے سب اپنے ہی اپنے ہیں جو طواف میں مصروف ہیں۔ اب مجھے اکیلا چھوڑ دیں میں ناواقف ہوں، مسافر ہوں، پہلی بار آیا ہوں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ اپنے گھر آگیا ہوں۔ دل میں آیا ''حجرِ اسود'' کو دور سے نہیں قریب سے بلکہ ''حجرِ اسود'' کے پیالے میں منہ ڈال کر لبوں سے

Marfat.com

خوب چوموں۔ انتہائے شوق میں ''ہجومِ مشتاقانِ ابتسامِ حجرِ اسود'' کو چیرتا ہوا قریب جا پہنچا۔ گردن جھکا کر، دل کھول کر، حجرِ اسود پر منہ رکھ کر بوسے لیے۔ جب ہوش آیا تو ''ملتزم'' کے ساتھ لپٹ لپٹ کر دعائیں کیں، التجائیں کیں۔ طواف کی سعادت سے فارغ ہو کر ''حطیم'' میں کھڑے ہو کر نوافل پڑھے پھر ''مقامِ ابراہیم'' پر آ کر نوافل ادا کیے۔ کعبۃ اللہ کے سامنے فرش پر سر جو جھکا تو اپنے تمام گناہوں کے باوجود اپنے آپ کو عرش کے زیرِ سایہ پایا۔ ''آبِ زمزم'' کی ٹھنڈک نے تھکاوٹ، گرمی اور نقاہت کو دور کر دیا۔ زمزم پیتے گئے اور زمزم والوں کو یاد کرتے گئے۔ ''مطاف'' سے نکلے تو ''صفاو مروہ'' کو چل نکلے۔ یہ بی بی حاجرہ کی جلوہ گاہ ہے جہاں بیٹے کے لیے پانی کی تلاش میں کبھی ''صفا'' اور کبھی ''مروہ'' پر دوڑی جاتی ہیں۔ جہاں جہاں حضرت حاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑیں اللہ تعالیٰ نے ان راہوں کو، ان پہاڑیوں کو، ان چٹانوں کو، ان پتھروں کو ''شعائر اللہ'' بنا دیا۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ۔ قیامت تک آنے والے اہلِ ایمان جب تک ان راہوں، ان پہاڑیوں، ان پتھروں پر دوڑ نہ لیں، حج و زیارت قبول نہیں ہوتے۔ ہم نے بھی حضرتِ حاجرہ کی سنت پر چلنے کے شوق میں ''صفاو مروہ'' پر صرف ''سعی'' نہیں کی انتہائے شوق میں خوب دوڑے، دعائیں کیں، تمناؤں اور آرزوؤں کے دامن پھیلائے، دنیاوی ضرورتوں اور خواہشوں کے کھلونوں کے ڈھیر لگا دیے۔ رحمت خداوندی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ مانگو، خوب مانگو، اور مانگو، دین و دنیا کی نعمتیں مانگو، سب کچھ مانگو اور دل کھول کر مانگو!

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں!
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں!

''مناسکِ عمرہ'' ادا کرنے کے بعد ہوش آیا تو کعبۃ اللہ کے وسیع احاطے میں ہزاروں نہیں، لاکھوں اہلِ ایمان کو اللہ کی بارگاہ میں حاضر پایا۔ لبیک! اللھم لبیک! یہ حاضریاں، یہ سجدہ ریزیاں، یہ دامن درازیاں، یہ آہ و زاریاں، یہ فریادیں، یہ یادیں، یہ دعائیں، یہ التجائیں اللہ کی حاکمیت کی دلیلیں اور رحمتِ خداوندی کی تصویریں ہیں۔ ان مانگنے والوں میں عامی تو عامی، غوث، قطب، اولیاء اللہ، اوتاد دنیا کے گوشے گوشے سے آئے بیٹھے ہیں...... ''اہلِ نظر میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے''۔ جدھر نگاہ اٹھائیں اللہ کے بندوں کی قطاریں ہیں راکعون، ساجدون اور عابدون کی تصویریں ہیں۔ ''مطاف'' کے چاروں طرف ایک جہاں آباد ہے۔

Marfat.com

دعاؤں کے لیے اٹھے ہوئے ہاتھ، پھیلی ہوئی جھولیاں، جھکی ہوئی گردنیں، بہتے ہوئے آنسو، آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھیں، تڑپتے ہوئے دل، سمٹتے ہوئے سینے، کیا کیا اہلِ محبت کے نظارے ہیں جو اللہ کے بندوں نے اپنے آقا و مولا کے سامنے برپا کر رکھے ہیں۔

اے ترا باہر کے رازے دگر
ہر گدارا بردرت نازے دگر

مجھے تقریباً تین ماہ کعبۃ اللہ میں رہنے کا موقع ملا۔ میرے رفیقِ سفر جناب صاحب زادہ محمد حسن شاہ نوری نے اپنے تمام ''نوری ساتھیوں'' کو لے کر ''باب الصفا'' کے ایک بلند طبقے (Enclosure) میں ''نشست گاہ'' بنا رکھی تھی جہاں سے سارا مطاف نظر آتا اور نظریں اٹھائیں یا نہ اٹھائیں، کعبۃ اللہ اپنا کالا مگر خوبصورت غلاف پہنے آنکھوں کے سامنے ہوتا۔

کعبے کا غلاف کالا، نبی کا بلال کالا

مجھے سیّد محمد حسن شاہ نوری نے اس نشست گاہ کو مختص کرنے کی وجہ تو نہ بتائی مگر مجھے کعبۃ اللہ کا یہ گوشہ بہت پسند آیا۔ ان کی نشست گاہ سے سارا ''مطاف'' نظر آتا، 'زمزم' کا کنواں نظر آتا، مقام ابراہیم نظر آتا، حجرِ اسود چومنے والوں کا ہجوم نظر آتا۔ ملتزم سے لپٹے ہوئے فریادی نظر آتے اور اگر نظر کام کرتی تو غلاف کعبہ کے اس پار دور گنبد خضرا بھی نظر آجاتا۔ کیا کیا ہمیں یاد آیا، جب یاد تری آئی! میں کعبۃ اللہ میں داخل ہوتا، طواف کرتا، مقام ابراہیم پر نفل پڑھتا، حجر اسود کو بوسے دیتا، آبِ زمزم سے سرشار ہوتا ہوا 'باب الصفا' کی اس نشست گاہ پر آبیٹھتا جہاں نوری درویش بیٹھے ہوتے تھے۔ چند روز گزرے تو صاحب زادہ سیّد پیر محمد حسن نوری اور ان کے بھائی سیّد محمد حسین نوری اپنے چند مریدوں کے ساتھ پاکستان چلے گئے۔ مگر ہم لوگ اسی نوری نشست گاہ پر ہر روز آتے، سارا سارا دن بیٹھتے، رات دن عبادت کرتے، راتیں گزارتے اور یوں محسوس ہوتا کہ اللہ کے گھر میں ہم نے اپنا گھر بنا لیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ ہم نے اپنے دل میں اللہ کے گھر کو بسا لیا ہے۔

کس بلندی پہ ہے مقام اپنا
عرش رب جلیل کا ہوں میں۔

میرے ساتھ میرے رفیق حج صاحبزادہ میاں سلیم حماد سجادہ نشین داتا گنج بخش تھے۔ ان کے علاوہ صاحبزادہ سیّد محمد حسن شاہ نوری کے چند نوری درویش حج کی سعادت کے لیے آئے

Marfat.com

تھے، میرے حلقہ نشین بن گئے۔ وہ حج کے آخری ایام تک کعبۃ اللہ میں بستر جمائے رہے۔ پھر جب باب الصفا میں ہماری نشست جم گئی تو مختلف احبابِ ملاقات کو آنے لگے اور ہم بھی ان بزرگوں کی ملاقاتوں کے لیے صحن کعبہ کے اندر ہی جانے لگے۔ ہم کعبۃ اللہ میں رہتے، عبادت میں مصروف ہو جاتے، نوافل ادا کرتے، قرآن پاک کی تلاوت کرتے، سجدے میں پڑے روتے، تھک جاتے تو کعبۃ اللہ کے غلاف پر نظر جمائے بیٹھے رہتے۔ زیادہ تھک جاتے تو گھر جا کر آرام کرتے۔ پھر جب جی چاہتا کعبۃ اللہ میں واپس چلے آتے۔ مکہ مکرمہ میں دن کی روشنی اور رات کے اندھیروں میں کوئی فرق نہیں۔ آدھی رات نکلو تو دوپہر جیسی روشنیاں چمکتی دکھائی دیں گی۔ دن کو نکلو تو سورج ادب کے ساتھ آسمان کی بلندیوں پر سفر کرتا نظر آئے گا۔ صبح آئیں تو شام ہے، شام آئیں تو صبح کا نظارہ ہے۔ کعبۃ اللہ کے صحن میں اور برآمدوں میں حدنگاہ تک پھیلے ہوئے عبادت گزار مختلف طبقوں میں سجدہ ریز اہل ایمان، ہر سمت پھیلی ہوئی جھولیاں، یہ نوری چہرے، یہ نورانی لوگ، یہ چمکتی ہوئی پیشانیاں، یہ روشن نگاہیں، یہ پرامید آنکھیں، جس چہرے پر نظر ڈالیں، نور جھلکتا دکھائی دیتا تھا۔ یہاں کالے گورے نظر آتے تھے۔ چھوٹے بڑے دکھائی دیتے تھے۔ فقیروں کو امیر سمجھا جاتا تھا۔ دنیا بھر کے غریب شہنشاہ معلوم ہوتے تھے۔ یہاں آ کر یقین آتا ہے کہ ؎

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

ہمارے ایک ساتھی جنہیں ہم پیار اور محبت سے طویل اللحیہ، طویل اللباس، طویل التسبیح اور طویل الکلام کہا کرتے تھے، وہ کرم فرماتے۔ اپنی نشست گاہ سے اُٹھ کر ہمارے پاس چلے آتے۔ اچھی گفتگو کر کے ہر روز کسی نہ کسی ملک کے ایک عالم دین کو پکڑ لاتے جس سے ہم مختلف انداز سے گفتگو کرتے اور اس طرح باہم علمی اور روحانی روابط پیدا کر کے دل کو سکون بخشتے۔ ہم نے ان بزرگوں کا نام الشیخ الرابطہ بھی رکھ دیا تھا۔ ان کی وجہ سے دنیائے اسلام سے آئے ہوئے کئی علماء و مشائخ اور صوفیہ سے مجھے فائدہ پہنچا۔ اگر کسی بزرگ کا پتا چلتا وہ عربی ہو یا عجمی، ترکی ہو یا تاتاری، افریقی ہو یا فلپائنی، ہم فارغ وقت میں ان کے پاس جا پہنچتے، ٹوٹی پھوٹی زبانوں میں، اشاروں میں، کنایوں میں ان سے دینی و روحانی گفتگو کرتے اور ایمان کو تازہ کرتے۔

باب الصفا میں اپنی نشست گاہ پر میں نے چند ساتھیوں کو ترجمہ قرآن پڑھانے کے لیے ایک مجلس قائم کی۔ ہم ہر روز بعد از نماز ظہر ایک حلقے میں بیٹھ جاتے اور ایک رکوع کا میں ترجمہ

Marfat.com

کرتا اور وہ بزرگ سنتے۔ مقصد یہ تھا کہ کچھ تو پاکستانی احباب اس موقع سے فائدہ اٹھائیں، کچھ مجھے بھی یہ سعادت ملے کہ میں نے کعبۃ اللہ میں بیٹھ کر اللہ کے کلام کا ترجمہ لوگوں تک پہنچایا ہے۔ اس ترجمہ قرآن کی تدریس کی برکات کا اندازہ بیان نہیں کر سکتا۔

باب الصفا کی نشست کے مختلف ساتھی تھے۔ ایک پاکستانی دوست پٹواری تھے۔ یہ نوری جماعت کے بقیۃ الحجاج میں سے تھے اور بڑے ہی مستعد اور چاک و چوبند ساتھی تھے۔ وہ بڑے ہی عبادت گزار، طواف کرنے والے، ساری ساری رات کعبۃ اللہ میں جاگنے والے درویش تھے۔ سحری سے [illegible] رے گھر پہنچ جاتے، مجھے جگاتے اور اکثر نماز تہجد سے پہلے کعبۃ اللہ میں لا بٹھاتے۔ دوپہر ہوتی تو پھر وہ میری قیام گاہ پر پہنچ کر میری غفلت پر میٹھی میٹھی باتوں سے محظوظ کرتے اور میرے باورچی خانے میں خود ہی کھڑے ہو کر چائے بناتے اور مجھے پلاتے۔ اگر مجھے زیادہ غافل یا ناتواں پاتے تو مٹھی چاپی کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ میں نے انہیں اکثر کہا کہ آپ پنجاب کے پٹواری ہیں، پٹواری اپنے علاقہ کا بادشاہ ہوتا ہے۔ آپ پٹواری ہیں، بادشاہ ہیں ہم فقیروں سے شناسائی اچھی نہیں۔ ہم غفلت میں پڑے ہوئے ''قیلولہ'' کی سنت پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ ہمارا بوجھ ہم پر ہی رہنے دیں۔ وہ کہتے، فاروقی صاحب! اس شہر میں تو میں نے دیکھا ہے ''مانگتے تاجدار پھرتے ہیں''۔ میں کس شمار قطار میں ہوں۔ میں انہیں پیار سے ''نوری پرندہ'' کہا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے پوچھا، نوری پرندے! آج تم نے کتنے طواف کیے ہیں۔ کہنے لگے ''صرف سولہ'' مجھے رشک آیا کہ پٹواری سولہ طواف کرے اور میں صرف چھ سات کر کے بیٹھ جاؤں۔ علیحدہ ہو کر سولہ طواف کیے مگر رات کو پٹواری سے ''مٹھی چاپی'' کرانی پڑی۔ پھر آہستہ آہستہ عادت ہو گئی اور طواف پر طواف ہونے لگے۔

طواف کے وقت اگرچہ ''..... استلام'' (دور سے حجر اسود کو اشارے سے چومنا) کی اجازت ہے تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ دی جائے۔ مگر ہمارے دلوں میں یہی حسرت ہوتی کہ کاش اپنے لبوں سے حجر اسود کو چومیں۔ شام کی نماز اکثر کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ پہلی صف میں کھڑے ہو کر ادا کرنے کا اہتمام کیا جاتا۔ شرطوں اور مطووں سے چھپ چھپا کر کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ پہلی صف میں کھڑے ہو جاتے۔ لاکھوں مسلمان کعبۃ اللہ میں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں ہم بھی نماز ادا کرتے ادھر امام نے سلام پھیرا ادھر ہم باز کی اڑان کی پھرتی کے ساتھ جھپٹ کر حجر اسود میں منہ ڈال دیتے۔ دل بھر کے بوسے لیتے پھر ہجوم عاشقاں کا غلبہ ہوتا

Marfat.com

تو ہمیں دھکے دے کر ملتزم کے ساتھ لپٹنے پر تیار کر لیا جاتا۔ دعائیں پہلے اور شام کی بقایا رکعتیں بعد، یہ تھا ہمارا اکثر و بیشتر طریقہ واردات، دو بجے رات مطاف میں لوگوں کی حاضری کم ہو جاتی ہے۔ فرش کی صفائی کرنے والے سبز پوش بڑی تیزی سے طواف کرنے والوں کو ہٹاتے ہیں۔ اس خلا میں ہم جیسے موقع شناس کا داؤ لگ جاتا اور ہم حجر اسود چوم چوم لیتے۔

دھو چکا ظلمت دل، بوسہ سنگ اسود!

حاجی محمد اعظم صاحب منور رقم (تلمیذ رشید پروین رقم مرحوم) بھی عمرہ کرنے آئے تھے اور ہماری طرح حج تک کعبۃ اللہ میں مقیم ہو گئے۔ وہ اپنے دوست ہیں اور مرکز مجلس رضا کے قلم کار۔ ان کی نشست باب عبدالعزیز کے ایک ستون کے ساتھ تھی۔ اکثر مجھ سے صحبت رہتی، وہ محبت کی باتیں کرتے، اہل اللہ کی مجالس کی کہانیاں سناتے، دل خوش ہو جاتا۔ وہ بھی کبھی کبھی باب الصفا کی نشست میں آ بیٹھتے اور ہم فقیروں کی قدر افزائی کرتے۔

میری قیام گاہ کے کچھ ساتھیوں کا معمول تھا کہ علی الصبح ٹیکسی یا بس پر بیٹھتے۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کی مسجد ”تنعیم“ میں پہنچتے۔ احرام باندھتے۔ واپس کعبۃ اللہ آتے۔ طواف کرتے۔ زم زم پیتے۔ سعی کرتے اور سر منڈا کر گھر آ کر سو جاتے۔ میں بھی ان کی رفاقت میں عمرہ کے سفر پر چل نکلتا۔ اور اس طرح ہم لوگوں نے قیام مکہ کے دوران کئی عمرے کیے اور اپنے سروں پر ایک بال نہ چھوڑا۔ ہمارے سر ”یمنی تربوز“ کی طرح سپاٹ نظر آنے لگے۔ میں تو عمر کے لحاظ سے سینے میں ”بے چین دل اور بے قرار روح“ لیے ہوئے تھا مگر میرے عزیز ساتھی چادریں تان کر اور سر ننگے باہر نکال کر خوب سوتے۔ میرے ایک ملنے والے مکی بزرگ میرے پاس آیا کرتے تھے۔ میرے ساتھیوں کو انہوں نے ہمیشہ سویا ہوا ہی پایا۔ فرمانے لگے۔ یہ تو اصحاب کہف ہیں کبھی کبھی ان اصحاب کہف کی چمکتی ہوئی ٹنڈوں پر نظر ڈالتے تو خوش ہوتے مگر یہ نوجوان ہماری باتیں سننے کے باوجود کروٹ نہ بدلتے۔ زائرین کعبہ کی ایک یہ بھی ادا ہے کہ وہ عبادت کے وقت مرد مجاہد ہیں مگر آرام کے وقت سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ میرے مکی دوست کئی بار ان کے سروں پر عطر مل جاتے۔ شام کے وقت میرے یہ ساتھی مجھے بتاتے کہ ہمیں بتائیں کہ یہ خوشبو کہاں سے آتی ہے؟ میں نے انہیں بتایا کہ ”اب اللہ کے انوار و تجلیات تمہارے مُنڈھے ہوئے سروں پر نازل ہونے لگی ہیں“۔

کعبۃ اللہ کے ارد گرد ہر رُخ سے نمازیں ادا کیں۔ دائیں بائیں، مشرق مغرب، شمال جنوب

Marfat.com

کئی بار پہلی صف میں کھڑے ہو کر دیوار کعبہ کے ساتھ سر لگا کر نمازیں پڑھنے کا شوق پورا کیا۔ اور دل کو سمجھایا کہ اتنے سجدے کرو کہ کوئی حسرت نہ رہ جائے (وہ حسرت بھرا دل بھی لیے پھرتے ہیں) جہاں کسی سے سنا کہ اس جگہ حضور کھڑے ہوا کرتے تھے یہاں سجدہ ریز ہوتے تھے، یہاں کفار مکہ نے اذیت دی تھی یہاں ''اشرار مکہ'' نے اونٹ کی اوجڑی گردن پاک پر رکھ دی تھی، یہاں وحی نازل ہوئی تھی، یہاں صحابہ جمع ہوئے تھے، یہاں آپ نے بلال و یاسر کے سر پر تسلی کے لیے ہاتھ رکھا تھا، وہاں وہاں جا کر نوافل ادا کیے اور حضور پاک اور آپ کے عاشقوں کی نذر کیے۔

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا!

ایک دن صبح کی نماز کے بعد طواف کعبہ میں مصروف تھا۔ استلام کی کالی لکیر سے تھوڑا سا ہٹ کر حضرت پیر محمد کرم شاہ قبلہ ازہری مدظلہ العالی (مولف تفسیر ضیاء القرآن اور مصنف ضیاء النبی) کو دعا مانگتے کھڑے پایا۔ دل خوش ہو گیا۔ مصر سے واپسی پر دیارِ حبیب میں حاضری ہوئی ہے۔ میں نے ایک دن دیکھا کہ کعبۃ اللہ کے برآمدوں کی دوسری منزل پر آپ ضیاء النبی کے مسودہ پر نظر ثانی کر رہے ہیں۔ ادباً مخل نہ ہوا لیکن سعدی یاد آ گئے ''پیر محمد کرم شاہ را در خانہ کعبہ دیدم کہ نظر بر صفحات 'ضیاء النبی' نہادہ و می گفت خدایا ایں نذر از من قبول فرما''

باب الصفا کی نشست گاہ پر جمعرات کی ساری رات اور جمعہ کا سارا دن زبردست ہجوم ہوتا ہے۔ ملنے والے پاکستانی دور دور سے آتے اور حال واحوال دریافت کرتے۔ اس طرح کعبۃ اللہ میں پاکستانی ہوائیں چلتیں اور وطنی خبریں پہنچتیں۔ عرب کے مختلف شہروں میں کام کرنے والے حضرات ہماری نشست گاہ پر اکٹھے ہوتے۔ ہم سفید گلاسیوں میں انہیں ''ٹھنڈا ٹھنڈا'' زمزم پلاتے اور خود بھی پیتے تو لطف آ جاتا۔ کئی کئی گلاسیاں پیتے اور اس طرح پینے والوں کا جوش نوشا نوش کا سماں بندھ جاتا۔ باب الصفا میں یہی تھا ہمارا دسترخوان اور یہی تھی ہماری مہمان نوازی۔ نہ آنے والے کو گلہ نہ پلانے والے کو احساس غربت ''چشم ما روشن دل ماشاد''۔

نوری درویشوں میں سے مولانا صوبے خان، حافظ محمد حیات (جنہوں نے اپنا سفرنامہ حج پنجابی شعروں میں مرتب کیا تھا)، صاحبزادہ مختار احمد نقشبندی، غلام رسول، عبدالواحد اور دوسرے احباب مستقل کعبۃ اللہ میں اللہ کے مہمان تھے۔ وہ صبح و شام اندر ہی رہتے۔ کبھی کبھی شاہراہ منصور پر چودھری محمد اشرف گوندل کے گھر چلے جاتے۔ کبھی کبھی میری قیام گاہ شارع خالد بن

Marfat.com

ولید پر آ جاتے اور مجھے کھانا پکا کر کھلاتے اور خود بھی کھاتے۔

نمازِ ظہر کے بعد کعبۃ اللہ میں کئی علمی مجمعے لگتے۔ نجدی مطوے عربی میں تقریریں کرتے اور بڑے متکبرانہ انداز میں اونچی اونچی کرسیوں پر چوکڑی مارے وعظ کرتے۔ ایک پاکستانی نجدی ''مکی صاحب'' کہلا کر اردو میں شرک و بدعت پر تقریر کرتے۔ ان کے اردگرد عام طور پر پاکستان کے وہابی اور دیوبندی بیٹھتے اور سر ہلا ہلا کر کہتے، دیکھا کعبۃ اللہ میں بھی ہم توحید کا وعظ سن رہے ہیں۔ مکی بیچارہ نجدیوں کا حق نمک ادا کرنے کے لیے اولیاءاللہ کے خلاف بڑا شور مچاتا۔ ہم نے ایسے کئی بے روح اور گستاخ مجمع باز دیکھے۔ ہمیں محسوس ہوتا کہ زمانہ جاہلیت کے بتکدوں کے محافظ آج رسول اللہ کی عظمت اور ان کے عاشقوں کی عزت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔

کعبۃ اللہ کے چاروں طرف مختلف دروازے ہیں۔ لوگ جوق در جوق ان دروازوں سے داخل ہوتے ہیں مگر ہم لوگ اکثر باب عبدالعزیز، باب عمرہ، باب الصفا اور باب بلال ہی سے اندر آتے اور جاتے تھے۔ دوسرے لوگ اپنی سہولت کے لیے ان دروازوں کے علاوہ باب الاجیاد، باب الفتح، باب جبریل، باب حنین، باب اسماعیل، باب ارقم، باب بنی ہاشم، باب عباس، باب الاسلام، باب بنی شیبہ، باب الحجون، باب المعلی، باب المروہ سے آتے جاتے ہیں۔

پاکستانی زائرین کی طرح ترکوں کی خاصی تعداد ''باب الصفا'' کے اردگرد موجود رہتی۔ یہ لوگ سخت گرمی میں بھی گرم سویٹر اور سر پر گرم ٹوپیاں پہنتے۔ عبادت میں چاک و چوبند، محبت رسول میں سرشار، تمام کے تمام اہل سنت اور حنفی، نماز میں کھڑے ہوتے تو نہ ''رفع یدین'' کرتے نہ ''اونچی آمین'' کہتے، نہ پاؤں پھیلاتے، نہ سر سے ننگے کھڑے ہوتے، ایک دوسرے کو ملتے تو السلام علیکم کے ساتھ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' پکار کر تعارف کراتے۔ ہمارے حلقے میں ایک ترک خصوصیت سے آتا اور الصلوٰۃ والسلام علیک کہتے کہتے ہمارے منہ چومتا اور زم زم پلاتا۔ وہ کئی کئی گھنٹے ہماری نشست میں وقت گزارتا اور ہم محسوس کرتے کہ عشق رسول کے جلوے ترکی و تازی میں یکساں ہیں۔

ایک رات کعبۃ اللہ ''نعرہ ہائے تکبیر'' سے گونج اُٹھا۔ ہم اُٹھے ''مطاف'' کی طرف بڑھے، معلوم ہوا کہ عراق کے تین سو جنگی قیدی سعودی فوجیوں کے گھیرے میں عمرہ کرنے آئے ہیں اور ''مطاف'' میں پہنچ کر انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا ہے۔ ان کے آنے پر کعبۃ اللہ میں رونق آ گئی۔ در و دیوار تکبیر و تہلیل اور درود و سلام سے گونج اُٹھے اور عالم اسلام سے آئے ہوئے

Marfat.com

ہزاروں افراد انہیں طواف کرتے دیکھنے لگے۔ جب وہ ''باب الصفا'' کی طرف بڑھ کر ''صفاو مروہ'' کو گئے تو ہم لوگ اپنی نشست گاہ سے اُٹھ اُٹھ کر ان کا استقبال کر رہے تھے۔ ہم محسوس کرتے تھے کہ عراق کا قیدی آج بھی زندگی لیے ہوئے کعبۃ اللہ میں موجود ہے۔ باقی سارے عراق کے مسلمانوں پر سعودیوں نے حج وعمرہ کی پابندیاں لگا رکھی ہیں۔

حج کا موسم قریب آنے لگا تو حاجیوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ ہر ملک، ہر علاقہ، ہر رنگ، ہر نسل اور ہر سمت سے لوگ پہنچنے لگے۔ کعبہ کی وسعتیں سمٹنے لگیں۔ پاکستان کے کئی احباب بھی پہنچنا شروع ہو گئے۔ ہمارے دوست، مولانا انوار السلام رضوی صاحب پہنچے تو مجھے تلاش کرتے کرتے ''باب الصفا'' میں آ گئے۔ اب ہماری مجلس میں ایک علمی اضافہ ہو گیا۔ مولانا رضوی کو اعلیٰ حضرت کے اشعار بہت یاد تھے۔ وہ ہماری محفل کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اشعار سے تروتازہ رکھتے۔ اسی طرح دوسرے پاکستانی اور علماء بھی پہنچنا شروع ہو گئے۔ کس کس کا نام لیا جائے یوں دکھائی دیتا تھا کہ پاکستان کے تمام واقف سنی علماء اُڑ کر کعبۃ اللہ میں آ گئے ہیں۔

کعبۃ اللہ چمکتی دھوپ سے دھویا ہوا تھا سورج کی تابناک کرنیں اللہ کے گھر پر نثار ہو رہی تھیں۔ نور کی چادر مطاف پر پھیلی ہوئی تھی۔ طواف کرنے والے نورانی چہرے چمک رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے بادل کا ایک ٹکڑا اُبھرا اور پھوہار برسانے لگا۔ میرے رفیق حج صاحبزادہ سلیم حماد نے مجھے اپنی نشست گاہ سے اٹھایا اور مطاف کے سفید پتھروں پر باران رحمت میں لا کھڑا کیا۔ اگرچہ یہ باران رحمت چند لمحے برسی مگر لطف آ گیا۔ کعبۃ اللہ کا صحن اللہ کی رحمت سے دُھل گیا۔ یہ لطف، یہ کرم، یہ عنایت، یہ بخشش ساری دنیا کی بہاریں لوٹ آئیں تو وہ کہیں نہ ملے گا۔

حج کا موسم آ گیا، حاجی قطار در قطار نہیں بلکہ کارواں در کارواں پہنچنے لگے۔ طواف کرنے والوں سے مطاف لبالب بھر گیا۔ کعبۃ اللہ کے اردگرد انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی جگہیں بھی تنگ ہو گئیں۔ آنے جانے کے راستے کعبۃ اللہ کی عظیم عمارت کے گوشے، چھتیں، بالائی چھتیں، حجاج کرام سے بھر گئیں، یہ اجتماع دیدنی اور یہ نظارے خواب میں شاید ہی نظر آئیں۔

''جہانِ رضا'' (جون وجولائی 1993ء)

Marfat.com

مکہ مکرّمہ کی گلیوں کی رعنائیاں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کعبۃ اللہ کی نورانی تجلیات اور روح پرور مناظر ویسے تو نظر نظر میں دامن دل کھینچتے ہیں مگر یہ نظارہ ایک خاص لطف رکھتا ہے۔ جب ''کعبۃ اللہ'' کے بلندو بالا میناروں سے اذان کی صدائے دلنواز گونجتی ہے تو چاروں طرف سے نمازیوں کے دریا کعبہ کے سمندر میں گرتے نظر آتے ہیں۔ باب عبدالعزیز سے مسفلہ اور اس کے گردونواح کے رہنے والے نمازی چلے آ رہے ہیں۔ باب عمرہ (جسے اب غالباً توسیعاتی مراحل کے بعد''باب الفہد'' کہا جانے لگا ہے) کی طرف سے شارع خالد بن ولید، جبل کعبہ اور دوسرے محلوں سے نمازیوں کا ایک سیلاب اُمڈتا چلا آتا ہے۔ شمال میں''باب الفتح'' سے مکہ مکرمہ کے ان بالائی محلوں میں بسنے والے لوگ اللھم افتح لی ابواب رحمتك کہتے ہوئے کارواں در کارواں ''کعبۃ اللہ'' میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ''باب الصفا'' اور ''باب المروہ'' سے کثیر تعداد میں نمازیوں کی قطاریں کعبۃ اللہ میں داخل ہوتی نظر آتی ہیں۔ ان نمازیوں میں گورے، کالے، حبشی، مصری، عربی، عجمی، مشرقی، مغربی، غرضیکہ دنیا کے گوشے گوشے کے لوگ اللہ کے گھر میں سربسجود ہونے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اکثریت سفید لباس میں ہوتی ہے۔ بعض سفید احرام زیب تن کیے ہوئے۔ اس طرح یہ سفیدی کے اُمڈتے ہوئے دریا کعبۃ اللہ کے صحن میں جمع ہو کر سربسجود ہوتے ہیں۔ جن لوگوں نے ان مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ واقعی مسلمانوں کی اس انداز میں آمد کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ جن لوگوں کو یہ نظارہ ابھی تک دیکھنے کا موقع نہیں ملا، وہ غالباً اتنا خوبصورت نظارہ خواب میں بھی نہیں دیکھ سکیں گے۔ ایسے ہی مناظر نمازیوں سے فارغ ہونے کے بعد چاروں طرف پھیلے نظر آتے ہیں۔

باب عبدالعزیز سے نکلیں تو سامنے ایک محلّہ مسفلہ دکھائی دیتا ہے۔ اس محلّے میں عام طور

Marfat.com

پر پاکستانی، ہندوستانی، برمی اور بنگلہ دیشی زائرین کی قیام گاہیں ہیں۔ پھر اس محلہ میں سارے بازار، مارکیٹیں اور رہائش گاہوں کا انتظام بھی ان ممالک کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور یہاں ان علاقوں کی پسندیدہ چیزیں ہی فروخت ہوتی ہیں۔ ہم میں سے اکثر لوگ اسی علاقہ میں قیام کرتے ہیں اور اس علاقے میں گھومتے پھرتے ہم یوں محسوس کرتے ہیں کہ عرب وعجم کے نبی کا شہر ہر ایک مسلمان کا اپنا ہی شہر ہے۔ کوئی مغائرت، کوئی بیگانگی، کوئی بے وطنی، کوئی مسافری نظر نہیں آتی۔ مسفلہ کے مغربی جانب شاہراہ ابراہیم گزرتی ہے اور درمیان میں سے شاہراہ ہجرہ دور تک چلی جاتی ہے۔ ایک وہ عظیم راستہ ہے جہاں سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل کو ملنے مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کے پہلو میں پہنچا کرتے تھے۔ دوسرا وہ مقدس راستہ ہے جہاں سے ہمارے آقا ومولا اپنے یار غار سیّدنا ابوبکر صدیقؓ کو لے کر شب ہجرت کو مدینہ پاک کو روانہ ہوئے تھے۔

مجھے اپنے ساتھی صاحبزادہ میاں سلیم حماد سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش لاہوری کے ساتھ اسی محلہ مسفلہ میں قیام کا موقع ملا۔ عمرہ کی سعادت کے لیے دوروز قیام کیا۔ ناظم مکان (نام لکھنے سے معذرت) کی خدمت میں کرایہ پیش کیا، اس نے ایک دلنواز تبسم کے ساتھ کرایہ نہ لیا اور مدینہ منورہ سے واپسی پر لینے کا وعدہ کیا۔ واپس آئے تو اسی میزبان عزیز نے خندہ پیشانی سے ایک ایئر کنڈیشنڈ کمرہ مہیا کیا، جس میں تمام ضروری سہولتوں کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کی چیزیں بھی مہیا کر دی گئیں۔ ہمارا دو ماہ تک قیام اسی میزبان عزیز کے پاس رہا۔ اب ہم نے خالد بن ولید روڈ پر ایک نیا مکان لیا اور اپنے دوست کو کرایہ پیش کیا۔ تو اس نے پھر مسکرا کر لوٹا دیا اور کہا کہ آپ آئندہ حج کو آئیں گے تو کرایہ لے لیں گے، اب ان مکی لوگوں کو میں کیا کہوں کہ یہ مہمان نوازی کی ادا ہے یا ''آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا'' کا اثر ہے۔

مکہ کے ایک شیخ ہیں (نام لکھنے سے معذرت) ان کی نظر التفات کا کن الفاظ میں ذکر کروں۔ وہ جمعۃ المبارک کی علی الصبح میری قیام گاہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے ایک محلے میں اشراف مکہ کا ایک اجتماع ہے جہاں قصیدہ بردہ کا ختم پڑھا جائے گا، شرکت کی سعادت حاصل کرو۔ وضو کیا، تیار ہوا، جبہ ودستار سجائے گئے اور اس طرح میں شیخ العجم بن کر شریک مجلس ہوا۔ یہ مجلس ایک خوبصورت محل میں منعقد تھی، جہاں اشراف مکہ حلقہ باندھے بلند آواز میں قصیدہ بردہ پڑھ رہے تھے۔ نجدیوں کے مقبوضہ شہر مکہ میں علامہ بوصیری کے قصیدہ بردہ

Marfat.com

کا بلند آواز سے ذکر میرے لیے حیران کن تھا۔ مجھے بھی قصیدہ بردہ کا ایک نسخہ عطا ہوا۔ سب کے ساتھ ہم آواز ہو کر پڑھتا رہا۔ درمیان میں چند لمحے خاموشی ہوئی تو میزبان گرامی کے خادمین خوشبودار قہوے کی پیالیاں مدنی باغوں کی کھجوروں کے ساتھ پیش کر رہے تھے۔

دوسرا دور شروع ہوا تو پھر قصیدہ بردہ کا ورد جاری ہوا۔ عاشقان رسول کی یہ محفل درود و سلام کی برکتوں کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔ میر مجلس کے اشارہ ابرو کی اجازت کے ساتھ میں نے ٹوٹی پھوٹی عربی میں مجلس، اہل مجلس اور ناظم مجلس کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ پھر اپنے ترجمان کی وساطت سے پاکستان میں قصیدہ بردہ کی مقبولیت، قصیدہ بردہ کی اشاعت وطباعت، قصیدہ بردہ کی شرحوں کی تفصیل، قصیدہ بردہ کی مجالس کا تذکرہ، قصیدہ بردہ کا اہل محبت میں بطور وظیفہ پڑھنے کے طریقوں پر گفتگو کی۔ میزبان گرامی (اسم گرامی دیدہ دانستہ نہیں لکھا جا رہا) نے فقیر نوازی کرتے ہوئے اپنے پاس بلایا، سر کو چوما، اھلاً وسھلاً فرمایا اور اپنے پہلو میں بٹھا کر بے پناہ مسرت کا اظہار کیا۔ پاکستان میں عاشقان رسول کا تذکرہ سن کر بڑے خوش ہوئے۔ اب ہم لوگ کھانے کے کمرے میں پہنچے۔ عربوں کی روایت کے مطابق وسیع دستر خوان بچھا ہوا تھا۔ تمام مہمان بیٹھ گئے تو میزبان گرامی نے مجھے طلب فرما کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور تفضل یا شیخ کی کرم نوازی کی۔

کھانا کھانے کے بعد چند مخصوص احباب کو ایک کمرے میں طلب کیا گیا اور باقی حضرات کو رخصت عنایت کی گئی۔ اس کمرے میں راقم کو بھی شرف باریابی بخشا گیا۔ سرزمین عرب پر عاشقان رسول کی ایسی مجالس، جو مختلف اوقات میں صلوۃ وسلام سے معمور ہوتی ہیں، کی تفصیلات سے متعارف کرا کے خوش کام کر دیا۔

نور کی سرکار میں بٹتا ہے باڑا نور کا

اجازت لے کر باہر نکلے تو میری نگاہ اس پرنور محل کے ارد گرد ان سرسبز درختوں کے سائے کے نیچے رکھے ہوئے پانی کے ان طباقوں پر پڑی جو دور تک دیوار کے ساتھ ساتھ سجے ہوئے تھے۔ ملازمین سے دریافت کیا تو پتا چلا کہ قصیدہ بردہ کی محفل کے ناظم گرامی نے پانی کا یہ ہمہ وقتی اہتمام مکہ مکرمہ کے ان پیارے پرندوں اور جانوروں کے لیے کیا ہے جو مولد النبی میں رہتے ہیں اور پانی کی تلاش میں یہاں چلے آتے ہیں۔ ان پیاسوں میں چڑیا، کبوتر، ابابیلیں، بلیاں، کتے اور دوسرے جانور بلا روک ٹوک مہمان بن کر چلے آتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ مجھے حسرت

Marfat.com

ہوئی اور جامی کی یاد آئی۔

سگت را کاش جامی نام بودے

حضرت فضیلت الشیخ السید محمد بن علوی بن عباس المالکی المکی مدظلہ العالی صاحب التصانیف الکثیرہ والخطیب العظیم فی الحرمین الشریفین کی مکہ مکرمہ میں روحانی اور علمی مجالس کا ذکر اہلِ محبت کے لیے بڑا ہی خوش کن ہوگا۔ آپ مولانا ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ہیں۔ آپ کے والد گرامی مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے اور آپ کے دادا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا اور مداحِ علم وفضل تھے۔ اس طرح الشیخ سید محمد مالکی علوی مکہ مکرمہ میں فیضان بریلی کی شعاعوں کے ساتھ ایک عظیم الشان دار العلوم کے شیخ الجامعہ ہیں جہاں مختلف ممالک کے طلبہ علمی مراحل طے کرتے ہیں۔ اسی دار العلوم میں آپ کی ایک روحانی تربیت گاہ ہے جہاں عرب وعجم سے آئے ہوئے سالکانِ طریقت راہِ سلوک کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ آپ ایک زبردست مقرر، خطیب اور ادیب ہیں۔ کئی سال کعبۃ اللہ میں خطاب فرمایا کرتے تھے مگر پچھلے چند سالوں سے نجدیوں کی ایک سازش کی وجہ سے اب کعبۃ اللہ کے باہر مکہ، مدینہ، طائف اور حجاز کے دوسرے شہروں میں عشقِ مصطفیٰ پر فاضلانہ انداز میں خطاب کرتے ہیں۔ مجھے اس بلند پایہ شخصیت کی علمی اور روحانی مجالس میں حاضری کی سعادت ملی اور حصہ بھی ملا۔ ان مجالس میں برصغیر کے علماء، صوفیہ، مشائخ اور مشتاقان احوال مصطفیٰ ضرور حاضری دیتے ہیں۔ میں نے اپنے قیام کے دوران مصری، شامی، یمنی، ترکی، افریقی، روسی، پاکستانی اور ہندوستانی علماء ومشائخ کو آتے جاتے دیکھا۔ یہ علمی اور روحانی شخصیت مکہ مکرمہ کے اشراف اور عجم کے علماء اہلِ سنت کے لیے روشنی کا مینار ہے۔

حضور کے شہر، مکہ مکرمہ کے لوگ اپنی فیاضی اور محبت کے مختلف انداز لے کر ہم جیسے مسافروں کے سامنے آئے ہیں۔ میں نے ایک ہوٹل والے کی سخاوت کا اعلان سنا کہ ساٹھ سال سے بڑی عمر کا جو شخص ہوٹل میں کھانا کھائے اس سے پیسے نہیں لیے جائیں گے۔ میں نے محلہ شامیہ میں ایک رئیس مکہ کو دیکھا کہ وہ دو سو عام اور گمنام مہمانوں کو دوپہر اور دو سو مہمانوں کو رات کا پرتکلف کھانا کھلایا کرتے تھے۔ میں نے ایک کارخانہ دار کو دیکھا کہ ہر روز عصر کی نماز کے بعد اس کے تین ٹرک مختلف مقامات پر کھڑے ہو جاتے اور خدا کے مہمانوں کو کیک تقسیم کرتے جاتے۔ میں نے ظہر کی نماز کے بعد مسفلہ میں کئی ایسے بھرے ٹرک دیکھے جہاں سے

Marfat.com

کھجوروں کے لفافے تقسیم کیے جاتے تھے۔ میں نے تازہ روٹیوں (خبزوں) کے کئی ٹرک کھڑے دیکھے جو ہر روز صبح کے وقت ہزاروں روٹیاں بانٹتے تھے۔ میں نے کئی دیوہیکل ٹرالے دیکھے جو پانی کی برفانی بوتلیں تقسیم کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ میں نے ایک ہوٹل پر لکھا ہوا دیکھا کہ جس کے پاس کھانے کے لیے پیسے ہوں، دے جائے، جس کے پاس نہ ہوں وہ مفت کھانا کھائے اور چلا جائے۔ میں کس کس سخی کی بات کروں، کس کس میزبان کا ذکر کروں، کس کس فیاض کا نام لوں، کس کس مہمان نواز کی تعریف کروں، اگر کھانے پلانے والوں پر ہی نگاہ ڈالی جائے تو پھر مجھے نبی کے اس شہر میں کھڑے ہوکر شور مچانے کی اجازت دیں ۔

تیری گلی کو چھوڑ کر باغِ جناں میں جائے کون؟

میرے دوست الشیخ ...... مجھے میرے احباب سمیت اپنے گھر لے گئے۔ دستر خوان بچھا دیا گیا۔ کئی قسم کے کھانے دستر خوان پر چن دیئے گئے۔ دوست ہاتھ بڑھاتے گئے اور بے تکلفی سے کھانا کھاتے گئے۔ میزبان نے مجھے لسی پینے کی ترغیب دی اور میرے شوق کو دوبالا کرنے کے لیے فرمایا یہ لسی وادی مکہ کی ان ڈاچیوں کے دودھ سے بنائی گئی ہے جو سیّدہ حلیمہ سعدیہ کی اونٹنی کی اولاد سے ہیں۔ اب اس ترغیب کے بعد ہر مہمان نے لسی کے کئی کئی پیالے نوش جان کیے۔ کھانا کھا چکے تو بڑی مزے دار چائے آئی، چسکے لے لے کر پیتے رہے۔ دستر خوان سمٹا، آدھا گھنٹہ گزرا تو میزبان گرامی نے اپنی بیگم صاحبہ کو انٹرکام پر حکم دیا کہ فاروقی صاحب اور ان کے دوستوں کے لیے مدینہ پاک کی بکریوں کے دودھ سے چائے بنا کر بھیجی جائے۔ اب کون ہے جو اس چائے سے محروم رہتا۔ ایک ایک پیالی نہیں، ہم کئی کئی پیالیاں پیتے گئے اور مدینہ پاک کی بکریوں کی باتیں کرتے گئے۔ گھنٹہ بعد پھر فون اٹھایا اور میزبان نے اپنی بیگم صاحبہ کو دوبارہ حکم دیا کہ مہمانانِ عزیز کے لیے مدینہ پاک کی الائچیوں والا قہوہ بھیجیں۔ ہم پھر خوش رنگ اور خوبصورت پیالیوں پر لب لگائے قہوہ پینے لگے۔

پیتا بغیر اذن کے کب تھی مری مجال
درپردہ چشمِ یار کی شہ پا کے پی گیا

یہ انداز ہیں مہمان نوازی کے! یہ انداز ہیں میزبانی کے! یہ الطاف واکرام ہیں شہر نبی میں بسنے والوں کے! جب ہم اجازت لے کر چلنے لگے تو خادم کو کہا وہ کھجوروں کے تھیلے تو لاؤ جو رات [illegible] نے پاک سے آئے تھے اور ہر ایک مہمان کو دو دو تھیلے کھجوروں کے پکڑائے اور فرمایا:

Marfat.com

بہ سلامت روی وباز آئی!

ہم نے واپسی پر اللھم لبیک کی صدا لگاتے ہوئے کہا کہ اے نبی رحمت کے خشک پہاڑوں والے شہر! تیرے گلی کوچوں میں سخاوت کی کیسی نہریں بہتی ہیں۔

ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ وا!

مجھے الشیخ نے اپنے دفتر کا ایک کمرہ دکھایا جہاں کم ازکم ایک سو کفن ڈبوں میں تیار رکھے تھے۔ دفتر کے باہر دو ایمبولینس کھڑی تھیں اور اس شعبہ کو چلانے والے رضا کار ہر وقت چاک و چوبند نظر آتے ہیں۔ مجھے شیخ نے بتایا کہ اس کمرے کا نام ''بیت الملک الموت'' ہے۔ نبی کے اس شہر میں جہاں کوئی ایسا شخص موت سے دوچار ہو جائے، جس کا تجہیز و تکفین کرنے والا کوئی نہ ہو تو ہماری ایمبولینس کفن لے کر فوراً حرکت میں آتی ہے اور موقع پر پہنچ کر تجہیز و تکفین کرنے کے بعد اس میت کو ''جنت المعلیٰ'' میں آسودۂ خاک کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے کاغذات کی روشنی میں محکمہ سے موت کا سرٹیفکیٹ لے کر جس ملک کا باشندہ ہو اس کے رشتہ داروں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اگرچہ ہمارے ملک کے لوگ اس روایت سے آشنا نہیں مگر مجھے شیخ المکہ کی یہ خدمت بہت پسند آئی۔

جینا تری گلی میں، مرنا تری گلی میں

کعبۃ اللہ میں صبح کی نماز پڑھی۔ طواف کیا۔ زمزم پیا۔ باب عبدالعزیز سے باہر نکلا ہی تھا کہ الشیخ کی کار سامنے میرا انتظار کر رہی تھی۔ شیخ مجھے مسفلہ میں ایک زیر تعمیر مسجد میں لے گئے۔ یہ مسجد شکستہ حال تھی اور درو دیوار ٹوٹے پھوٹے تھے۔ شیخ نے اس مسجد کی تعمیر نو پر مصری معمار اور مزدور لگا رکھے تھے۔ شیخ نے مجھے بتایا کہ اس خستہ حال مسجد کو از سر نو مرمت کرا رہا ہوں۔ تاکہ اس محلہ کے بیمار اور کمزور لوگوں کو نماز با جماعت ادا کرنے کی سہولت میسر آ سکے۔ میرا خیال تھا کہ اس مسجد کی تعمیر و مرمت کو کم ازکم ایک سال لگ جائے گا مگر میں حیران رہ گیا جب شیخ چند دنوں بعد دوبارہ گاڑی لے کر میرے گھر آئے اور فرمایا آج مسجد کا افتتاح ہے اور آپ اس تقریب میں اپنے تمام نوری ساتھیوں سمیت شرکت کریں گے۔ ہم مسجد میں پہنچے تو آنکھیں خیرہ رہ گئیں۔ دو منزلہ مسجد تیار ہے، تیز روشنیاں جگمگا رہی ہیں، قالینیں بچھا دی گئی ہیں، لاؤڈ سپیکر نصب کر دیا گیا ہے، ایئر کنڈیشنرز کام کر رہے ہیں اور پانی کا کھلا انتظام ہے۔ اس مسجد کا قدیم نام مسجد قماش تھا۔ باقاعدہ نماز با جماعت ادا کی جانے لگی۔ موذن ''برمی'' امام مصری مکبر پاکستانی قاری مکی اور نماز گورے کالے، امیر غریب، چھوٹے بڑے، مقیم و مسافر، ادنیٰ و اعلیٰ صف بستہ نمازیں ادا کر رہے ہیں۔

Marfat.com

بندہ وصاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے!

حاجی محمد اعظم منور رقم، خوش نویس کعبۃ اللہ میں قیام پذیر تھے، ہمارے ساتھ آئے۔ مسجد کے محراب اور مسجد کی بیرونی پیشانی پر خوب صورت خط میں کلمہ پاک لکھ دیا۔ یہ تحریر عربی مساجد کی روایت کے خلاف ہے مگر ہم اپنے ذوق کو تسکین دینے کے لیے مسجد قماش پر اپنی نشانی ثبت کر آئے۔ مسجد قماش ہماری عبادت گاہ ہی نہیں تھی، کعبۃ اللہ سے بچھڑے ہوئے احباب کا ملاقاتی سینٹر بھی تھا۔ حج اور حج کے بعد ہم مسجد قماش کے منتظم رہے۔ شیخ نے مسجد کے نمازیوں کو پلانے کے لیے ہر روز زمزم کے پچاس، کین مہیا کرنے کا اہتمام کیا اور مسجد کے باہر پانی کی ایک سبیل لگا دی جہاں سے غریب مسافر، حبشی عورتیں اور بچے اپنے گھروں میں پانی لے جاتے۔ نمازیوں کی تعداد بڑھی تو شیخ نے مسجد کے باہر جماعت کے وقت کھلی گلیوں میں قالینیں بچھانے کا اہتمام کیا تاکہ نمازی باجماعت نماز ادا کر سکیں۔ آج تک ہمارا جو درویش حج وعمرہ کو جاتا ہے اسے ہم رقعہ دیتے ہیں اور وہ مسجد کے ملحقہ حجروں میں قیام کر سکتا ہے۔

حرم کی گلیوں، بازاروں، گھروں، مسجدوں، زیارتوں، پہاڑوں، وادیوں، شاہراہوں اور ارباب علم وفضل کی کرم فرمائیوں کا کس طرح ذکر کیا جائے۔ ان کی عنایتوں اور نوازشوں کو کس طرح بیان کیا جائے۔ اس شہر نبی کی صبح وشام کی رونقوں اور رعنائیوں کو کن کن الفاظ میں تحریر کیا جائے۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماہمچناں در اولِ وصفِ تو ماندہ ایم

کعبۃ اللہ میں باب الصفا کی اپنی نشست گاہ سے سارے احباب واقف ہو گئے تھے اور نوری درویشوں کا ایک حلقہ ہر وقت یہاں ہی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا۔ مجھے کئی دوستوں نے بتایا کہ ایک قد آور، جسیم اور شخیم شخصیت میری تلاش میں ہر روز آتی ہے مگر آپ کو نہ پا کر مغموم چلی جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرب کے کوئی شیخ ہیں۔ کل وہ نماز تہجد کے وقت پھر آئیں گے آپ ذرا جلدی آ جانا۔ دوسری سحری مجھے باب عبدالعزیز سے کعبہ میں داخل ہوتے ہوئے ایک خوش لباس شخص نے آ دبوچا۔ یہ تھے فضیلت الشیخ حضرت علامہ المدنی، المکی، فاضل جدہ یونیورسٹی، فاضل جامع ازہر مصر اور شیخ الجامعہ دار العلوم مکۃ المکرمہ! چہرے پر نظر پڑی تو فوراً ایرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ پہلے انہوں نے السلام علیکم کہا پھر مصافحہ، پھر معانقہ، پھر مصادرہ کیا۔ خیر وعافیت کے بعد ہم کعبۃ اللہ میں آ گئے۔ نماز فجر کے بعد طواف کیا

Marfat.com

اور مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر شارع ابراہیم ہوتے ہوئے اپنے گھر لے گئے۔ یہ بزرگ میرے پرانے شناسا تھے۔ میری آمد سن تو ملاقات کے لیے بے تاب تھے۔ ملاقات ہوئی تو گھر لے جانے کے لیے سبک رفتار تھے۔ لاہور میں ملے تو طالب علم نظر آتے تھے۔ جدہ یونیورسٹی میں تھے تو ریسرچ سکالر بنے، عملی زندگی میں آئے تو ماشاءاللہ شیخ الجامعہ تھے۔ ان کا گھر عرفات کو جانے والی شاہراہ کی ایک پہاڑی کی بلندی پر تھا۔ گھر کیا تھا، ایک ہسپتال تھا۔ جس میں مختلف الماریوں میں ادویات بھری پڑی تھیں۔ ان مریضوں میں کالے، گورے، حبشی، عربی پھر پاکستانی، برمی اور بنگلہ دیشی بچے، عورتیں اپنی باری کا انتظار کر رہی تھیں۔ ڈاکٹروں کی ایک ٹیم مصروف کار تھی جو مریضوں کو دیکھتے اور بلا معاوضہ ادویات دیتے۔

مجھے الشیخ کے اس کام نے بے حد متاثر کیا۔ میں صبح و شام کعبۃ اللہ میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا مگر مکہ مکرمہ کے ایک پہاڑ پر غریبوں کے علاج میں ان لوگوں کو سرگرم عمل پا کر مجھے محسوس ہوا کہ میں ایک بے کار آدمی ہوں۔ مجھے شیخ نے بتایا کہ سعودیہ کے سرکاری ہسپتالوں میں لوگوں کا مفت علاج ہوتا ہے۔ بڑے بڑے اعلیٰ ہسپتال ہیں۔ ان میں اسپیشلسٹ ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں۔ مگر غریب الدیار مفلوک الحال مریضوں کو سرکاری ہسپتال کا عملہ صرف اس جرم پر سعودی پولیس کے حوالے کر دیتا ہے کہ ان کے پاس اقامہ اور اجازہ نہیں ہوتا۔ پولیس ایسے مریضوں کو پکڑتی ہے اور علاج کی بجائے اس کے ملکی جہاز پر بٹھا کر عرب بدر کر دیتی ہے۔ ایسے مریض ڈر کے مارے اپنی جھونپڑیوں میں پڑے رہتے ہیں اور کسی سرکاری ہسپتال میں نہیں جا سکتے۔ شیخ کی ٹیم مستند ڈاکٹروں کے ساتھ ایسے بے یار و مددگار، غریب، حبشیوں، برمیوں، بھارتیوں، مصریوں، بنگلہ دیشیوں اور پاکستانیوں کا علاج کرتے ہیں۔ جن کے پاس ویزا نہیں اقامہ نہیں اور اجازہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک بہت اہم کام تھا جسے الشیخ اپنی ہمت سے بڑی لگن کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں نجدی جاسوسوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کارِ خیر میں مالی مشکلات بھی سدِ راہ بنتی ہیں۔ مگر وہ اللہ کے بھروسے قدم بڑھاتے جاتے ہیں اور دن رات اپنے کام میں مگن ہیں اور ہزاروں ریال کی دوائیاں تقسیم کرتے جاتے ہیں۔

کعبۃ اللہ کی عظیم الشان عمارت اور اللہ کا بلند و بالا گھر مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کے دامن میں اُبھرا ہوا ہے۔ کوہ ابوقبیس (جہاں نبی کریم نے سب سے پہلی اجتماعی دعوت توحید و رسالت کا آغاز کیا تھا اور آج نجدی بادشاہوں کے فلک بوس محلات سر اُٹھائے کھڑے ہیں) جبل کعبہ اور

Marfat.com

دوسرے پہاڑ کعبۃ اللہ کے اردگرد کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ کعبۃ اللہ کی شمالی دیواروں کی گھاٹیوں پر اشراف مکہ آباد تھے۔ آج کئی محلات اور گھر کعبۃ اللہ کی توسیعات کی نذر ہو گئے ہیں۔ تاہم کئی مقامات ایسے ہیں جو ہمارے لیے سکون دل و جان ہیں۔ صاحبزادہ پیر سیّد محمد حسن شاہ نوری نے صبح کی نماز کے بعد میرا بازو پکڑا اور مجھے باب الصفا سے اُٹھا کر باب مروۃ میں سے گزرتے ہوئے شمال مشرق کی طرف لے گئے اور مسجد جن کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ مسجد جن دراصل اس مقام پر تعمیر کی گئی جہاں جنات کی ایک جماعت نے حضور سے قرآن پاک سنا اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے تھے۔ نوری صاحب نے مجھے مسجد جن میں زیادہ دیر نہ رُکنے دیا اور رواں رواں جنت المعلیٰ کے دروازے کے اندر لے گئے۔ صبح کا وقت تھا۔ ابھی لوگوں کی آمد و رفت نہایت محدود تھی۔ نگران اور روک ٹوک والے ابھی تک نہیں آئے تھے۔ نوری صاحب نے مجھے ام المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کے مزار پُر انوار کے قدموں میں لا کھڑا کیا اور کہا نجدیوں کے آنے سے پہلے پہلے دل کھول کر زیارت کر لیں۔ اپنی ماں، امت کی ماں اور رسول اکرم کی زوجہ محترمہ کے قدموں میں کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، سر جھکا کر، سرنگوں ہو کر، دل کا دامن پھیلا کر، آنکھوں سے آنسو بہا کر، دعائیں، التجائیں اور فریادیں کیں۔ لوگ نجدیوں سے ڈرتے ہیں مگر ہم ایسے وقت محوِ دعا تھے جب کوئی دیکھنے والا، روکنے والا اور ٹوکنے والا نہ تھا۔ فاتحہ سے فارغ ہوئے تو چاروں طرف قبرستان پر نگاہ پڑی تو دیکھا کہ عرب کے وہ جلیل القدر لوگ آسودہ خاک ہیں جنہوں نے حضور کے پیغام پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اسلام کے پرچم کو بلند کر دیا تھا۔ آج جنت المعلیٰ کا قبرستان چار مختلف طبقوں میں پھیلا ہوا ہے جہاں لوگ زمین کی گود میں قافلہ در قافلہ جاتے نظر آتے ہیں۔ وہ گنے نہیں جاتے، کس کس کا نام لکھیں، کس کس کا ذکر کریں، کس کس کو تلاش کریں اور کس کس کی یاد تازہ کریں، جنت المعلیٰ جنت البقیع کے بعد وہ قبرستان ہے جہاں اسلام کے ہزاروں آفتاب و ماہتاب دفن ہیں۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیے

''جہانِ رضا'' (اگست، ستمبر 1993ء)

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم۔

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں پھر پیشِ نظر ہو گئیں جنت کی فضائیں
اے قافلے والو! کہیں وہ گنبدِ خضرا پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

رمضان المبارک اللہ کی رحمتوں، برکتوں اور بخششوں کا بے حد وشمار سامان لے کر آتا ہے۔ ہر مسلمان کو ان رحمتوں، برکتوں اور بخششوں سے حصہ ملتا ہے۔ اسی مبارک مہینے میں پاکستان سے ہزاروں لوگ شہرِ محبت ''مدینہ منورہ'' کا رخ کرتے ہیں اور دربار نبوی کی حاضری سے مشرف ہوتے ہیں۔ یہ سفر ''عمرہ'' کا ہوتا ہے۔ مگر

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

اس سال بھی ایک لاکھ سے زیادہ پاکستانی مسلمان دربارِ نبوی میں حاضری کے لیے طائرانِ قدس کی طرح ہوا کے دوش پر سوار ''جدہ'' اترے۔ کعبۃ اللہ میں ''عمرہ'' کیا، پھر قافلہ در قافلہ مدینہ منورہ پہنچے اور بارگاہِ رسول میں کھڑے ہو کر اشکبار آنکھوں کے دامن پھیلاتے ہوئے۔

ترحم! یارسول اللہ ترحم!

پکارتے رہے۔ ہزاروں ''مسجدِ نبوی'' میں معتکف ہو جاتے ہیں اور ہزاروں شہرِ رسول کے بازاروں، گلیوں، محلوں اور وادیوں کی ہواؤں اور فضاؤں میں صبح سے شام کرتے ہیں۔

تیرے کوچے ہر بہانے میرا دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا، کبھی اس سے بات کرنا

ہم مسجدِ نبوی میں اعتکاف تو نہ بیٹھ سکے، مگر شہرِ محبت کے گلی کوچوں میں گھومنے والوں کے ساتھ مل کر چکر لگاتے رہے۔

Marfat.com

ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقشِ قدم کی
سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

آج ہم انہی گلی کوچوں میں سے ہوتے ہوئے آپ کو ایک ایسی محفل میں لے جانا چاہتے ہیں جہاں ذکرِ نبی اور نعتِ نبی کے انوار برس رہے تھے۔ یہ ''جنت البقیع'' کی دیوار ہے۔ آپ میرا ہاتھ پکڑے ''جنت البقیع'' کی جنوبی دیوار کے ساتھ ساتھ قدم بڑھاتے چلیں اور سر اٹھا اٹھا کر نظریں ''جنت البقیع'' کے اس میدان میں ڈالتے چلیں جہاں عشق و ایمان کے خزانے دفن ہیں، جہاں شمع محبت رسول کے پروانے دفن ہیں، جہاں رسول اللہ کے جانباز دفن ہیں، جہاں عثمان دفن ہیں، جہاں سیدہ عائشہ دفن ہیں، جہاں سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا دفن ہیں، جہاں حسن دفن ہیں، جہاں زین العابدین دفن ہیں، جہاں حضور کے ستر ہزار صحابہ دفن ہیں اور جہاں امت رسول کے لاکھوں پاکباز دفن ہیں۔ رضی اللہ عنہم و نور اللہ تعالیٰ مراقدھم۔

چلتے چلتے آپ کی نظریں آپ کے قدموں کا ساتھ نہیں دیں گی اور آپ کا دل چاہے گا کہ ''جنت البقیع'' کی دیوار کے سہارے رک جائیں۔ یہاں ہی کھڑے رہیں اور ایمان و یقین کے ان خزانوں کو دیکھتے رہیں جو صدیوں سے اس سرزمین میں آسودۂ خاک ہیں۔

پایم بہ پیش زیں سر کو بر نمی رود
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہ کیست!

''جنت البقیع'' کی جنوبی دیوار سے ہٹ کر مدینہ پاک کے اس محلے میں لے چلوں گا جہاں محفل نعت گرم ہے۔ آپ میرے ساتھ مدینہ پاک کی ان تنگ گلیوں، ان خوشبودار کوچوں، ان ٹھنڈی ٹھنڈی کھجوروں کے سایہ والی راہوں میں سے گزرتے ہوئے قدم بڑھاتے چلیں۔ آپ کو شہرِ محبت کی ان گلیوں میں ایسے لوگ صدا لگاتے ہوئے ملیں گے جو ''حسن رضا بریلوی'' کی زبان بن کر آواز لگاتے محسوس ہوں گے۔

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں — لیے ہوئے دلِ بے قرار ہم بھی ہیں
ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا — تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں
کھلا دو غنچۂ دل صدقہ اپنے دامن کا — امیدوار نسیم بہار ہم بھی ہیں
تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے — پڑے ہوئے تو سرِ راہ گزار ہم بھی ہیں
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک رسول — تو پھر کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

Marfat.com

آپ کوئے حبیب کے ان فقیروں کی دل نواز صداؤں کو سنتے جائیں اور آگے بڑھتے جائیں۔ آپ کو اس شہرِ محبت میں ایسی گلیاں، ایسے کوچے اور ایسے نظارے قدم قدم پر ملیں گے اور ان گلیوں اور محلوں میں بسنے والے بڑے نورانی چہرے دکھائی دیں گے۔

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمایل، یہ عبائیں، یہ قبائیں!

ان گلیوں میں کون ہے جو مچل مچل نہیں جاتا، ان کوچوں میں کون ہے جو رک رک نہیں جاتا، ان راہوں میں کون ہے جو تڑپ تڑپ نہیں جاتا، ایسا کیوں نہ ہو......

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک بھی دیں اور کہیں منگتے کا بھلا ہو

منگتا تو پھر منگتا ہے کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

دے ڈالیے اپنے لب جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل درد ''حسن'' کی بھی دوا ہو

آپ میرے ساتھ قدم بڑھاتے جائیں۔ ان منگتوں، ان فقیروں، ان امیروں اور ان شاہوں کو سلام کرتے آگے بڑھتے جائیں ہم نے تو سرکار کی محفل نعت میں جانا ہے۔ ایک گلی ختم ہوئی دوسری میں پہنچے اور آگے بڑھے وہ سامنے دوسری گلی میں میری قیام گاہ ہے۔ وہ دروازہ دیکھیں اس کے پاس ہی ایک کتا بیٹھا ہے مگر آپ اس کتے سے ڈریں نہیں، یہ کتا کاٹے گا نہیں، یہ کتا بھونکے گا نہیں، یہ کتا غرائے گا نہیں۔ یہ مدینہ منورہ کی گلی کا کتا ہے، یہ شہرِ حبیب کا کتا ہے، یہ طیبہ کا کتا ہے۔ ہم تو چند دنوں کے لیے آئے ہیں مگر اس خوش بخت کتے نے تو ان گلیوں میں زندگی گزار دی ہے۔

سگت را کاش ''جامی'' نام بودے!

ایک دروازہ کھلا۔ لو ہم ایک ایسی محفل میں آ گئے جہاں روشنیوں کی بہار ہے۔ یہ ایک کھلا اور وسیع کمرہ ہے۔ نرم نرم منقش قالینوں کا فرش ہے اور اس پر علمائے دین، مشائخ کرام، زائرانِ مدینہ اور نعت خوانوں اور عندلیبانِ رسول کی ایک خاصی تعداد جلوہ فرما ہے۔ محمد اسحٰق نوری

Marfat.com

صاحب کو خدا خوش رکھے۔ یہ ہر سال مدینہ منورہ آتے ہیں اور عاشقانِ رسول کو چن چن کر اکٹھا کرتے ہیں اور ساری ساری رات مجلسِ نعت میں بیٹھنے کا موقع دیتے ہیں۔ اس مجلس میں پاکستان سے آئے ہوئے صاحبزادہ سید عرفان شاہ صاحب مشہدی آف بھکھی شریف بیٹھے ہوئے ہیں۔ مولانا عبدالتواب صدیقی جلوہ فرما ہیں۔ صاحبزادہ محبّ اللہ صاحب نوری آف بصیر پور رونق افروز ہیں۔ مولانا محمد اکرم رضوی آف کامونکی موجود ہیں۔ میرے عزیز عبدالمجید صاحب فاروقی، عبدالرشید صاحب فاروقی، جو ابوظہبی سے مدینہ منورہ کی حاضری کو پہنچے ہیں، ایک صف میں بیٹھے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ابوظہبی سے آئے ہوئے ان کے ایک دوست جناب شمیم صاحب اور ان کے بیٹے موجود ہیں۔ قاری محمد سلیم نعیمی گجرات سے پہنچے ہیں۔ مولانا تنویر احمد صاحب مسقط سے آ کر اس محفل کی رونق بنے ہیں۔ بلبلِ مدینہ منورہ جناب الیاس زاہد بھی محفل کے ایک گوشے میں بیٹھے ہیں۔ بصیر پور سے آئے ہوئے سعد اللہ صاحب نوری بھی دکھائی دے رہے ہیں۔ پھر اس محفل کے رئیس محفل، کراچی کے مشہور نعت خواں جناب ''قمر انجم'' ستاروں کے جھرمٹ میں ''قمر'' بن کر جلوہ فرما ہیں۔ اس ایک مجلس میں بیٹھے کس کس کا نام لکھوں! کس کس کا نام لوں! کس کس کی بات کروں! ہاں

تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں!

نوری صاحب عاشقِ رسول ہیں۔ اور مدینہ پاک میں ہر سال آتے ہیں۔ آج کی مجلس کا اہتمام انہیں کے حسنِ اہتمام کا نتیجہ ہے۔ دو مدنی بچے (عبدالقادر اور محمد رمضان) مائیک کے سامنے آئے۔ بڑے پیارے لہجہ میں قرآن پاک کا ایک ایک رکوع سنایا اور اس طرح اس مجلس کا آغاز ہوا اور ٹیپ ریکارڈروں کے سینے کھل گئے۔ نوری صاحب نے مجھے تعارفی نوٹ دے کر مائیک کے سامنے لا بٹھایا۔ اللہ! اللہ! مَیں اور شہرِ محبت کی مجلسِ نعت، میں اور ثناء خوانانِ رسول کا تعارف، میں اور گنبدِ خضریٰ کے سائے میں سٹیج سکرٹری!

سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم!

ابھی چند تعارفی جملے کہہ پایا تھا کہ ''قمر انجم'' نے میری جھجک، میری لجاجت، میری ''زبان بندی'' کو پالیا اور اپنی مترنم آواز سے نعت کا آغاز کیا۔ قمر انجم ہر زبان، ہر لہجہ اور ہر انداز میں نعت کہتے ہیں اور سناتے ہیں۔ وہ حضور کی بارگاہ میں ہمارے تڑپتے دلوں کی ترجمانی کرتے گئے۔ ہمارے احساسات کو نعتوں کے الفاظ بخشتے گئے۔ ہمارے درد کو ثنائے رسول کے

Marfat.com

الفاظ میں بیان کرتے گئے۔ انہوں نے آدھ گھنٹہ تک محفل کا رنگ باندھ دیا۔ ان کی نعت کے چند اشعار اب بھی میرے دل و دماغ میں گونجتے ہیں۔

سینہ ہستی روشن روشن | کہکشاں ہے جگ مگ، جگ مگ
ماہ مدینہ تیری ضیاء سے | سارا جہاں ہے جگ مگ، جگ مگ
دل کا مدینہ رخشندہ ہے | کعبۂ جاں ہے جگ مگ، جگ مگ
ہم نے اب بھی جان لیا ہے | کون کہاں ہے جگ مگ، جگ مگ
فرش کی ہر شے تجھ سے منور | اور فلک ہے تجھ سے درخشاں
تو ہی یہاں ہے جگ مگ، جگ مگ | تو ہی وہاں ہے جگ مگ، جگ مگ
تیرے نقشِ پا پہ نظر ہے | کتنا آساں اپنا سفر ہے
جس منزل کے ہم ہیں راہی | اس کا نشاں ہے جگ مگ، جگ مگ
تیرے فیض و نعت سے آقا | نور و ضیاء ہے ہستی ''انجم''
ذہن درخشاں، نطق منور | اور بیاں ہے جگ مگ، جگ مگ

''قمر انجم'' کی اس نعت سے پوری محفل ہی جگ مگ، جگ مگ نہیں ہوئی بلکہ اہلِ محفل کے دل و دماغ بھی جگ مگ، جگ مگ ہو گئے۔ دلوں پر ایک عجیب کیفیت رہی جس کا سرور آج تک محسوس کیا جا رہا ہے۔

مسقط سے آئے ہوئے ایک نعت خواں جناب تنویر احمد صاحب بھی اس ''نوری محفل نعت'' میں تشریف فرما تھے۔ نوری صاحب انہیں ''مسجدِ نبوی'' سے بلا کر لائے تھے۔ وہ مائیک کے سامنے آئے تو ان کی مترنم آواز میں عاشقِ رسول ''ملا عبدالرحمٰن جامی'' (رحمۃ اللہ علیہ) بولتے ہوئے سنائی دیے۔

یا شفیع المذنبیں! بارِ گناہ آوردہ ام | بر درت ایں بار باپشت دوتا، آوردہ ام
چشم رحمت برکشا موئے سفید من نگر | گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام
آں نمی گویم کہ بودم سالہا در راہِ تو | ہستم آں گمراہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام
عجز و بے خویشی و درویشی و درد | ایں ہمہ بر دعویٰ عشقت گواہ آوردہ ام
گرچہ روئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا | کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام
بستہ ام بر یک دگر نخلے زخارستان طبع | سوئے فردوس بریں مشتے گیاہ آوردہ ام

Marfat.com

دو ستم ایں بس کہ بعد از محنت و رنج دراز
برحریم آستانت می نہم روئے نیاز

اس محفل میں اکثریت علمائے کرام کی تھی جو فارسی زبان پر عبور رکھتے تھے۔ پھر ''جامی'' کی زبان محبت کو کون نہیں سمجھتا تھا۔ یہ عشق و محبت کی زباں ہے، ہر عاشق کے دل کی زباں ہے، یقین جانیے محفل کا ہر فرد اشک بار ہی نہ تھا، گریہ کناں اور فغاں بہ لب تھا۔ میں نے اکثر سامعین کو وجد و رقت میں پایا اور اکثر کو ''جامی'' کی اس نعت پر تڑپتے دیکھا۔ پھر تنویر احمد صاحب کا پرسوز انداز ہر دل پر نشانہ لگا تا رہا تھا۔

یکے سینہ بریاں یکے چاک داماں
سلامت بگوید بصد احترامے

گجرات سے آنے والے قاری محمد سلیم نعیمی اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر الیاس زاہد صاحب نے اپنی خوش نوائی سے حضور کی بارگاہ میں نعتوں کے جو ہدیے پیش کیے ان سے سامعین کے دلوں کو ٹھنڈک ملی۔ ''جامی'' کے کلام پر وجد و رقت کی جو کیفیت طاری ہوئی تھی اس پر سعد اللہ نوری صاحب بصیر پوری کی نعت سے دلوں کو تراوت ملی۔

پاکستان میں مجالس نعت کے اختتام پر اہل مجلس کو کھانے پینے سے نوازا جاتا ہے مگر دیارِ حبیب میں ایسی مجالس کے درمیان بھی کام و دہن کی آزمائش ہوتی رہتی ہے۔ اشرب الحلیب و صلوا علی الحبیب چنانچہ خوشبودار قہوے کا ایک دور چلا اور حاضرین کو قہوے کی خوبصورت پیالیوں اور وادی بطحا کی نفیس کھجوروں سے نوازا گیا۔

رات ڈھل چکی تھی مگر ابھی تشنگی نعت رسول باقی تھی۔ وقت گزر رہا تھا مگر تشنہ لبی اور تشنہ کامی ابھی موجود تھی۔

ابھی تھوڑی سی رات باقی ہے اور لمبی سی بات باقی ہے
تیری ان دلنواز باتوں سے رونق کائنات باقی ہے

دوبئی سے آئے ہوئے دو سبز پوش بچے مائیک کے سامنے آئے۔ یہ نعت رسول کا دوسرا دور تھا اور وہ بارگاہِ رسول میں یوں مدحت سرا ہوئے۔

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

Marfat.com

سرگزشت غم کہوں کس سے تیرے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ آتے ہیں ''حسن''
جی کے مرتے ہیں جو جاتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

یہ بچے مولانا الیاس قادری کی دعوتِ اسلامی سے وابستہ تھے۔ ان کی خوش آوازی میں ''حسن رضا بریلوی'' کے نعتیہ اشعار کو اس انداز میں ادا کیا گیا تھا کہ سامعین ہر شعر ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔

سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

رات ڈھلتی گئی، وقت چلتا گیا، مگر تشنگانِ ذوقِ نعت تا ہنوز جناب قمر انجم کے چہرے کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھ رہے تھے۔ قمر انجم مائیک کے سامنے آئے اور ایک نعت پڑھی۔

نعت ختم ہوئی تو ''مسجدِ نبوی'' کے بلند و بالا روشن میناروں سے تہجد کے لیے اذان گونجی۔ سب نے کھڑے ہو کر بارگاہِ نبوی میں سلام پیش کیا۔ دعاؤں کے بعد ''سحری'' کی اور ہر ایک بارگاہِ رسول کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہ ''شہرِ محبت'' کی ایک رات تھی، یہ بارگاہِ نبوی کی ایک جھلک تھی، یہ طیبہ کی گلیوں کی ایک سیر تھی، یہ گنبدِ خضریٰ کے سائے میں ایک سحری تھی۔

''جہانِ رضا'' (مارچ 1994ء)

Marfat.com

کعبہ کا کعبہ.......قبلہ کا قبلہ

رمضان المبارک اللہ کی رحمتوں اور بخششوں کا سیلاب لے کر آتا ہے۔ روزے، سحریاں، افطاریاں، تراویح، اعتکاف، شب بیداری، شبینے، لیلۃ القدر اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے بے پناہ انعامات اہل ایمان کو اپنے دامن میں ڈھانپ لیتے ہیں مگر ان سب برکات کے ساتھ ساتھ جب پاکستان سے اہل محبت کے کارواں دیار حبیب کو روانہ ہوتے ہیں تو دل جھوم جھوم جاتا ہے اور جو لوگ اس سفر پر نہیں جا سکتے، ان کی حسرت بھری آنکھیں ان قافلوں کو دیکھ کر اشکبار ہوتی ہیں جو ہوا کے دوش پر سوار شہر محبوب کی طرف پرواز کرتے ہیں ؎

اے قافلہ والو! کہیں وہ گنبد خضرا
گر آئے نظر تم کو، تو ہم کو بھی بتائیں!

اس سال بھی پاکستان سے ڈیڑھ لاکھ سے کہیں زیادہ اہل محبت دیار حبیب میں پہنچے ہیں۔ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد بارگاہ مصطفوی میں سارا رمضان حاضر رہے۔ اللہ کا گھر اور حضور کا دربار اہل محبت سے لبالب بھرے رہے۔ کعبۃ اللہ کا جاہ و جلال اپنی جگہ مگر کعبہ کے کعبہ کے حسن و جمال کا جواب نہیں۔

اس بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کے لیے "ترے غلاموں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں" کہتے ہوئے جا پہنچے۔ رات دربار رسول میں بیٹھے ہوئے ایک مدنی رفیق نے خدا معلوم قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی کی بات کیوں سنا دی کہ سرکار کی بارگاہ میں سیّدنا امیر حمزہؓ کی وساطت سے جو درخواست بھی پیش کی جائے وہ فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ ویسے تو اس دربار میں بغیر التجا کیے ہر چیز ملتی ہے اور درخواست کی نوبت نہیں آتی مگر صبح پھوٹی تو دل نے کہا چلو! سیّدنا حمزہؓ کی زیارت کر آئیں۔ میرے عزیز عبدالمجید فاروقی، عبدالرشید فاروقی، حسن بلال فاروقی، اویس بلال فاروقی اور ان کے ایک دوست شمیم صاحب ابوظہبی سے دو برق رفتار سیارے

Marfat.com

(کاریں) لے کر مدینہ پاک پہنچے تھے۔ اپنے دل کی تمنا کا اظہار کیا تو انہوں نے اپنے سیاروں کے رُخ میدان اُحد کی طرف کر دیے، جہاں سیّدنا امیر حمزہ آرام فرما ہیں۔ ان عزیزوں کے علاوہ میرے رفیق سفر والزیارۃ میاں محمد سلیم حماد صاحب، سجادہ نشین داتا گنج بخش لاہور، اپنے ذوق وشوق کا ساماں لیے ہوئے ساتھ ہو گئے۔

کوہ اُحد اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ مدینۃ النبی (ﷺ) کے پہلو میں کھڑا ہے۔ سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ اسی کوہ اُحد کے دامن میں آرام فرما ہیں۔ شہر محبت کی گلیوں سے نکل کر ہمارے سیاروں نے جب وادی اُحد کا رُخ کیا تو اپنی تیز رفتاری سے کہیں کے کہیں نکل گئے۔ ہم راہوں سے ناواقف تھے۔ بھلا شہر محبوب کی گلیوں میں کسی کو راہنما کون بناتا ہے۔ یہ سیارے برق رفتاری سے کوہ اُحد کے اس پار دور وادیوں میں جا پہنچے۔ سب کو خیال آیا شہدائے اُحد کی آرام گاہیں مدینہ سے اتنی دور کب ہو سکتی ہیں۔ مگر اس تذبذب کے باوجود ہم وادیوں کی وادیاں طے کرتے گئے۔ سرسبز کھجوروں کے باغات کی ٹھنڈک سے آنکھوں کو تسکین ملتی رہی۔ یہ وادیاں، یہ دیارِ محبوب کی شہزادیاں، یہ دور دور بکھری ہوئی عاشقان رسول کی آبادیاں، ہمارے برق پا سیاروں کی راہ کے دونوں طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ آخر ہمارے سیارے رُک گئے۔ ایک مدنی باغبان سے عم رسول کا گھر پوچھا تو اس نے اشارے سے راہ نمائی کی۔ ہم کوہ اُحد کے اس جانب کا ایک چکر لگا کر میدان اُحد میں آ پہنچے جہاں جان نثاران رسول سوئے ہوئے تھے۔ ہم اس احاطے کے آہنی جنگلے کے سامنے کھڑے تھے، جہاں سیّدنا امیر حمزہؓ آرام فرما ہیں اور ان کے اردگرد وہ ستر جانباز آرام فرما ہیں، جنہوں نے اپنے محبوب کے اشارہ اَبرو پر جانیں قربان کر کے دین مصطفیٰ کو زندہ و تابندہ کر دیا تھا۔

یہ ریگ و سنگ کے تودے، یہ قبریں پاک بازوں کی
انہی سے آج دنیا بس رہی ہے سرفرازوں کی

یہی تھے شمع دیں کے اولین پرسوز پروانے
صداقت کیش غازی، بادۂ غیرت کے مستانے

انہی روشن چراغوں سے زمانے میں اُجالا تھا
خدا کا اور محمد مصطفیٰ کا بول بالا تھا

Marfat.com

انہی کے جذبۂ ایثار سے بلے کر توانائی
غلامانِ محمد کر گئے دنیا میں آقائی

اُحد کی تربتیں ہیں حریت کے سنگ بنیادی
ہے جن پر استوار اسلام کا ایوان آزادی

یہ گنجینے محبت کے یہ اُلفت کے خزانے تھے
محمد اور اصحاب محمد کے یگانے تھے

(رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ)

نجدی انتظامیہ نے جو سلوک جنت البقیع کے مکینوں سے کیا ہے، وہی شہدائے اُحد کی قبروں سے کیا ہے۔ وہ تھدموا القبور و ترفعوا القصور (قبروں کو مٹاتے جاؤ اور محلات کو اونچا کرتے جاؤ) کے نعرے پر عمل پیرا ہیں۔ سیّدنا امیر حمزہ کے مزار کے نشان کے علاوہ آج شمع رسالت کے ان تمام پروانوں کی آرام گاہوں کے نشان مٹا دیئے گئے ہیں جو صدیوں سے اہل محبت کی زیارت گاہیں رہی ہیں، آج اُحد کا قبرستان اور وادی اُحد کا میدان ایک چٹیل بیابان نظر آتا ہے۔

نہ اس میں گھاس اُگتی ہے نہ اس میں پھول کھلتے ہیں
مگر اس سرزمیں سے آسماں بھی جھک کے ملتے ہیں

کڑکتی بجلیوں کی اس جگہ چھاتی دہلتی ہے
گھٹا بچ کر نکلتی ہے ہوا تھرا کے چلتی ہے

ہم نے معرکۂ اُحد کے مجاہد اول، عم رسول اور سیّد الشہداء حضرت سیّدنا حمزہؓ کے مزار پر حاضری دی اور بادیدۂ پرنم فاتحہ خوانی کی اور دیر تک دست بستہ کھڑے رہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس ٹیلے پر نظر پڑی جہاں حضور کے ”جان نثار فرمان“ حضرت عبداللہ بن جبیر اپنے سات تیر انداز ساتھیوں کے ساتھ خالد بن ولید کی یلغار کو روک رہے ہیں۔ یہ چند جانباز کفار کے سیلاب کو روک تو نہ سکے مگر ایک ایک کر کے کٹ گئے۔

Marfat.com

حضرت حمزہ کی آرام گاہ کی طرف پھر نگاہیں بڑھیں تو ہم نے چشم تصور میں اس شیر اسلام کو میدان اُحد میں دھاڑتا ہوا پایا۔ وہ میدان کارزار میں بجلی بن کر خرمن کفار پر برس رہے تھے۔ چاروں طرف تلوار اپنا کام کر رہی تھی۔

سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا

قریشی لشکر جہاں جمع ہوتا، حضرت حمزہ کی تلوار ان پر بجلی بن کر کوندتی۔ وہ عقاب کی تیزی کے ساتھ دشمنوں کی ٹکڑیوں پر جھپٹتے اور تیر قضا بن کر موت کا پیغام بن جاتے۔ آپ کی دو دستی تلوار صفوں کی صفیں پلٹ دیتی تھی اور جو سامنے آتا کٹ جاتا۔ اب جنگ مغلوبہ ہے، وہ دیکھو! اسباع غیشانی آگے بڑھا۔ یہ قریش مکہ کا پالتو پہلوان تھا۔ عرب کے اونچے پہلوانوں میں اس کا بڑا نام تھا۔ وہ مسلمانوں پر تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا۔ حضرت حمزہ کی نگاہ اس پر پڑی تو آپ نے اسے للکارا۔

کیا تیری بھی یہ جرات ہے او "فرزند ختانہ"
کہ سیکھی زاغ نے بھی آج شان شاہبازانہ

آپ اور آگے بڑھے، تلوار کے پے در پے وار کیے اور اسباع کا قصہ تمام کر دیا۔

اٹھایا خاک سے اس طرح گویا خاک کر ڈالا
گرایا اور لٹایا اور قصہ پاک کر ڈالا

جناب حمزہ کی اس تیغ رانی سے لشکر قریش کانپ اُٹھا۔ ابوسفیان ششدر رہ گیا۔ اب حضرت حمزہ کا سامنا کرنا بڑا مشکل تھا۔ اسی میدان میں حضرت علی شیر خدا کی شمشیر خاراشگاف نے ایک قریشی جنگ جو طلحہ کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔ اب اس کا بھائی ابوشیبہ غصہ کھا کر میدان جنگ میں ڈکارتا ہوا بڑھا اور کہنے لگا:

پکارا میں ابو شیبہ ہوں ، میں طلحہ کا بھائی ہوں
مجھے سب جانتے ہیں سنگ دل ہوں اور قصائی ہوں

علمبردار طلحہ سست رگ تھا خانداں بھر میں
نہ تھی وہ شان اس میں چاہیے جو ایک افسر میں

Marfat.com

معمر ہو چکا تھا اور بہر حرب ناکارہ
علی کے نوجواں ہاتھوں نے اس کمزور کو مارا

مسلمانو! علی کے زور بازو پہ نہ اتراؤ
اگر کچھ حوصلہ رکھتے ہوئے میرے سامنے آؤ

میدانِ جنگ میں محبوب خدا نے اس کی لاف زنی سنی۔ اپنے جان نثاروں پر ایک نگاہ ڈالی، ہر ایک مجاہد کا مقابلہ کے لیے دل تڑپتا ہوا پایا۔ مگر وہ دیکھو! حضرت حمزہ آگے بڑھ رہے ہیں، بارگاہ رسالت میں سر جھکا کر میدان جنگ میں جانے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ یارسول اللہ! آپ کے جان نثاروں میں ایک بوڑھا بھی کھڑا ہے۔ اس لاف زن کا منہ میری تلوار ہی بند کرسکتی ہے۔ حضور اجازت دیں۔ اذن جہاد دیں، آپ کی محبت میں قربان ہونے کو جی چاہتا ہے، حضور مسکرائے، رحمت دو عالم کی نگاہیں اپنے چچا کے تابناک چہرے پر پڑیں۔

ہوا ارشاد اے عم خجستہ نام بسم اللہ
خدا حافظ ہے کیجیے نصرت اسلام بسم اللہ

حضور اُٹھے۔ حضرت حمزہ کی پیشانی چوم کر فرمایا ''اے عم محترم! جاؤ اللہ کے حوالے! یہ اذن مقابلہ کے لیے نہ تھا، تاج شہادت تھا جو سیّدنا حمزہؓ کے سر پر سجا دیا گیا۔ جناب حمزہ کا چہرہ چمک اٹھا۔ آپ انتہائے مسرت سے جھوم اٹھے، تلوار کو لہراتے ہوئے لشکر اسلام کی صفوں سے باہر نکلے اور میدان جنگ میں ابوشیبہ کو جا للکارا اور کہا! تم حضرت علی کی جوانی کا شکوہ کرتے تھے آج میرے ہاتھوں تمہارا زور جوانی ٹوٹ کر رہ جائے گا'' چند لمحات دونوں میں گفتگو ہوئی۔ کچھ جنگ جو یانہ واروں کا تبادلہ ہوا۔ دیکھتے دیکھتے حضرت حمزہ کی تلوار چمکی۔

اچانک دستِ چابک دست نے ہلکی سی دی تھپکی
دو لشکر دیکھتے تھے دھوپ میں اک کوندنی لپکی

گری شمشیر پر تنویر ابوشیبہ کے مغفر پر
یہ مغفر کٹ گیا اپنی مصیبت ٹال دی سر پر

پڑی تلوار فولادی سپر کے ہو گئے ٹکڑے
سپر سے تا بہ سر پہنچی تو سر کے ہو گئے ٹکڑے

Marfat.com

گلے کے ہار زنجیروں کی کڑیاں کاٹ کر نکلی
زرہ بکتر کے بندھن اور کڑیاں کاٹ کر نکلی

بہت بے باک تھی یہ تیغ اب کچھ اور چل نکلی
کبھی شانے پہ چمکی اور کبھی زیر بغل نکلی

یہ قطع راہ کر کے سینہ پر کینہ میں در آئی
کلیجے پر نظر کی اور ناپی دل کی گہرائی

زرہ بکتر کی ہر الجھن کو سلجھا کر نکل آئی
بزیر ناف سیدھا راستہ پا کر نکل آئی

یہ برق نور تھی باطل کا قصہ پاک کر آئی
گری یک لخت اور دولخت کر کے خاک پر آئی

حضرت حمزہ کی تلوار نے شیبہ کے جسم کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیے۔ لشکر اسلام میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ ادھر کفار کا لشکر مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اب بھرپور حملہ تھا۔ چاروں طرف دشمنوں کی تلواریں تھیں، تیروں کی بارش تھی۔ وہ دیکھو! شیر اُحد کی تلوار چاروں طرف سروں کی فصل کاٹ کر نکل رہی ہے۔ یہ جنگ مغلوبہ کا منظر دیکھ کر تیغ رسالت لہرائی۔ مجاہدین، بازوں کی طرح لپکے مگر حضور کی تلوار ابودجانہ کو عطاء ہوئی۔ ہادی عالم نے زیر لب مسکرا کر مجاہدین اُحد کو اشارہ فرمایا ''ہاں اب آگے بڑھو، وقت جہاد آ پہنچا ہے، اللہ کا نام پکارتے آگے بڑھو''۔

فقط توحید کی خدمت کا دم بھرتے ہوئے نکلو
سر میداں رضائے حق طلب کرتے ہوئے نکلو

نبیؐ رحمت کے جانباز، کفار پر ٹوٹ پڑے، گھمسان کی اس جنگ میں حضرت حمزہ کی تلوار اپنا کام کر رہی تھی۔

جدھر اُٹھتا تھا پائے حمزہ دشمن کٹتے جاتے تھے
ابھرتا تھا جہاں خورشید بادل چھٹتے جاتے تھے

Marfat.com

حضرت حمزہ کے مزار پر کھڑے ہم یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے اور آپ کی روحانی بلندیوں پر رشک کر رہے تھے۔ میدان اُحد کا ذرہ ذرہ مجاہدین کے کارناموں سے تابناک تھا۔ ہم دھوپ میں کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ لبوں پر رحمت عالم پر صلوٰۃ وسلام تھا۔ مجاہدین کے لیے ہدیہ تحسین تھا۔ دور مسجد نبوی کے میناروں سے اذان کی پرنور آواز گونجی اور ہم اشک بار آنکھوں کو سفید رومالوں، عبایوں میں لپیٹے کاروں .بس آ بیٹھے اور چند لمحوں میں حرم نبوی میں داخل ہو کر بارگاہ نبوی میں حاضر کھڑے تھے۔

کرم اے شہ عرب وعجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم
وہ گدا کہ جن کو عطا کیا تو نے جلال سکندری

''جہانِ رضا'' (مارچ 1995ء)

Marfat.com

میدانِ بدر میں مجاہدینِ اسلام کا معرکہ

علی بشر آغا میرے مخلص احباب میں سے ہیں۔ 'مرکزی مجلس رضا' کے رکن ہیں۔ معاون ہیں۔ میں جب بھی ان کے پاس جاتا ہوں وہ سارے کام چھوڑ کر مجھ سے ہم کلام رہتے ہیں۔ اگر چند دن نہ جاؤں تو وہ خود چلے آتے ہیں۔ وہ ایک ایسی ٹریول ایجنسی میں بیٹھتے ہیں جس کے کارکن لوگوں کو جہازوں پر بٹھا بٹھا کر مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ آپ کی محفل میں بیٹھے ہوئے جب آئے دن اُڑتے ہوئے 'پرندوں' کو دیکھتا ہوں تو دل پھڑکتا ہے کہ اُڑ کر 'شہرِ محبت' جا پہنچوں۔ میں شہرِ محبت میں جانے کے لیے تڑپا، علی بشر آغا نے میرے دل کی دھڑکن کو سن لیا تو کہنے لگے جب جانا ہو کاغذات دے جانا۔ پھر میں جانوں یا 'وہ' جانے۔ تم دیارِ حبیب میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ' پڑھتے نظر آؤ گے۔

ایک دن کاغذوں پر دستخط کر کے دیے۔ چند دنوں بعد ویزا، ٹکٹ، ٹریول چیک اور جہاز کی سیٹ تیار تھی۔ آدھی رات اُڑان بھری، علی الصباح اللھم لبیک کہتے ہوئے کعبۃ اللہ کے سامنے کھڑا تھا۔

بس اک نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

دوسرے دن دیارِ حبیب ﷺ کی سنہری جالیاں تھیں اور آنسوؤں کی جھڑیاں تھیں۔ مسجد نبوی میں ایک دوست نے پوچھا، پرسوں تو تم لاہور میں تھے اور آج یہاں۔ لوگ یہاں آنے کے لیے کتنے جتن کرتے ہیں اور تم 'دیر و حرم' سے گزر کر کوچہ جاناں میں آ پہنچے ہو۔

اب ہم تھے اور کوچہ جاناں تھا۔ ہم تھے اور ''شہرِ محبت'' تھا۔ ہم تھے اور دربارِ رسول ﷺ تھا، ہم تھے اور ہزاروں اہل محبت تھے۔ ہم تھے اور سارا لاہور تھا۔ ہم تھے اور سارا پاکستان تھا، ہم تھے اور سارا جہان تھا۔

Marfat.com

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
امیروں غریبوں کے ٹھہرانے والے

ایک رات ہوٹل میں سویا ہوا تھا کہ آدھی رات کو ایک شناسا جو ایک عرصہ سے مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ آ پہنچے اور کان میں کہنے لگے 'میدان بدر' جانا ہو تو وضو کر لو، دو نفل پڑھ لو اور چپکے سے میری کار میں جا بیٹھو، دائیں بائیں کسی کو خبر نہ ہو، ہم کئی ساتھی ناآشنا راہوں سے ہوتے ہوئے سورج کی پہلی کرن پھوٹی تھی کہ میدان بدر میں تھے۔

اللہ خوش رکھے میرے رفیق سفر کو وہ ہمیں کسی طرح بچتے بچاتے اس مقام کے قریب لے گئے جہاں ہمارے آقا و مولیٰ اپنے ۳۱۳ بے سروسامان جان نثاروں کو لے کر میدان بدر پہنچے تھے اور خود بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو کر نصرت اور فتح کی دعائیں کرتے رہتے تھے۔ گھاس کا ایک عریشہ بنا کر اس میں سربسجود تھے۔ آپ کی زبان پر تھا۔

"اے اللہ، آج میں تیرے تین سو تیرہ نام لیوا لے کر باطل کے مقابلہ میں کھڑا ہوں۔ یہ لوگ بے سروسامان ہیں، بے سواری ہیں، مفلس اور نادار ہیں، تعداد میں تھوڑے ہیں، انہیں فتح و نصرت عطا فرما، اگر آج یہ لوگ شکست کھا گئے تو اس زمین پر قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہو گا"۔

جبرئیل امین حاضر ہوئے۔ اللہ کی نصرت کی یقین دہانی کرائی اور ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلہ "تمہیں ہم میدان بدر میں فتح دیں گے حالانکہ تم بے سروسامان ہو، تہی دست ہو، کمزور ہو اور تعداد میں کم ہو۔

حضور ﷺ عریشہ سے اُٹھے۔ صحابہ کو نصرت ایزدی کی بشارت سنائی، اب مجاہدین اسلام چٹانیں بن کر کفر کے طوفانوں کے سامنے ڈٹ گئے۔ یہ گھاس کا عریشہ حضور کی عبادت گاہ بھی تھا۔ محراب 'مقام جنگ' بھی تھا۔ سالار بدر کا "آپریشن روم" بھی تھا اور مدینہ کے مجاہدین کا سہارا بھی تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ دو اہل نظر نوجوان کفار کے لشکر کی قوت، تعداد، تیاری، حرکات اور جنگی تیاریوں کا جائزہ لے کر مجھے اطلاع دیں۔ حضرت علیؓ اور حضرت سعدؓ نے میدانِ بدر پر نظر دوڑا کر رپورٹ دی 'یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کفار کا لشکر ایک آندھی ہے جو طوفان بن کر چلا آ رہا ہے'۔

Marfat.com

اڈتی دوڑتی اٹھتی ہوئی بڑھتی ہوئی آندھی
زمیں پر پھیلتی افلاک پر چڑھتی ہوئی آندھی

ہمارے دوست نے ہمیں اس مقام پر دو نوافل ادا کرنے کا اشارہ کیا تو ہم میدان بدر میں سربسجود ہو گئے۔ ہماری آنکھیں اشکبار تھیں دل دھڑک رہے تھے۔ سر اٹھایا تو دور نگاہ تصور میں مجھے دکھائی دیا کہ مکہ کا ایک کافر پہلوان مسلمانوں کو للکار رہا ہے۔ یہ عتبہ تھا۔ یہ اپنے سپہ سالار ابوجہل کے احکام کو پس پشت ڈالتا ہوا بڑے جوش میں اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کو لے کر آگے بڑھا وہ لشکر اسلام کو للکار کر بولا۔

کہ میں عتبہ ہوں عتبہ بن ربیعہ جانتے ہو تم
میں کیا ہوں؟ کون ہوں؟ اچھی طرح پہچانتے ہو تم؟
میرا بیٹا ولید اور بھائی شیبہ ساتھ ہیں میرے
یہ دونوں میرے بازو ہیں یہ دونوں ہاتھ ہیں میرے

مسلمانوں کی صفوں میں سے مہاجر و انصار نوجوانوں نے اس کی لاف زنی کو صبر و سکوں سے سنا اور اجازت طلب نگاہیں اپنے آقا و مولیٰ کی طرف اٹھیں، حضرت ابوحذیفہؓ، عتبہ کے بیٹے تھے اور اسلام لانے کے بعد حضور ﷺ کے جان نثاروں میں کھڑے تھے۔ آگے بڑھے اور سر جھکا کر باپ کے مقابلہ میں جانے کی اجازت مانگی، مگر حضور ﷺ نے انہیں روک دیا اور گوارا نہ کیا کہ نوجوان بیٹا باپ کو میدان میں ڈھیر کر دے۔

اب قریش میں سے حضور ﷺ کے اپنے خاندان بنی ہاشم سے حضرت علیؓ (حضور کے بھائی) حضرت حمزہؓ (حضور ﷺ کے چچا) اور حضرت عبیدہؓ میدان میں نکلے۔ دونوں لشکروں کی نگاہیں ایک ایک فرد پر جمی ہوئی تھیں۔ ولید، عتبہ اور شیبہ لوہے کے لباس میں ڈوبے ہوئے اپنے اپنے گھوڑوں پر مستعد تھے۔ حضرت حمزہؓ، عتبہ کے مقابلہ میں آئے، ولید کو حضرت علیؓ نے للکارا اور حضرت عبیدہؓ کے سامنے شیبہ تھا۔ حضور ﷺ دیکھ رہے تھے، جان نثاران مصطفیٰ دیکھ رہے تھے تین سو تیرہ جان نثار دیکھ رہے تھے، آج ہم بھی اپنی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہے ہیں، دونوں طرف سے شمشیریں چمکیں، ادھر تقدیر کی تحریریں نظر آنے لگیں۔

وہ دیکھو، عتبہ نے حضرت حمزہؓ کے سر پر زوردار وار کیا مگر حضرت حمزہؓ نے تلوار کے وار کو تلوار پر روک دیا۔ تلواروں سے چنگاریاں نکلیں۔ اب حضرت حمزہؓ نے نہایت چابکدستی سے

Marfat.com

عتبہ کو اپنی تلوار کی دھار کے سامنے دھر لیا۔ عتبہ نے اپنا سر ڈھال سے چھپا لیا۔ ادھر لشکر اسلام سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا، بدر کی زمین تھرا گئی اور پلک جھپکتے ہی یہ منظر سامنے آیا۔

پڑی تلوار فولادی سپر کے ہو گئے ٹکڑے
سپر سے تا بہ سر پہنچی تو سر کے ہو گئے ٹکڑے

گلو میں بھی نہ اٹکی سینہ کاٹا دل جگر کاٹا
لہو چاٹا جگر کا، بند زنجیرِ کمر کاٹا

گلے کے پار زنجیروں کی لڑیاں کاٹ کر نکلی
زرہ بکتر کے بندھن اور کڑیاں کاٹ کر نکلی

یہ برق نور تھی باطل کا قصہ پاک کر آئی
گری یک لخت اور دو لخت کر کے خاک پر آئی

گری جب خاک پر دو ٹکڑے ہو کر لاش خود سر کی
دہان شیر سے نکلی صدا ''اللہ اکبر'' کی

باپ کو اس طرح مردار ہوتا دیکھ کر اس کا بیٹا ولید حضرت علیؓ پر جھپٹ پڑا، اب ہماری نگاہیں حضرت علیؓ اور ولید پر جمی ہوئی تھیں۔ دونوں ایک دوسرے پر خون آشام تلواروں سے وار کر رہے تھے۔ ولید کا وار بجلی بن کر آتا مگر حضرت علیؓ کبھی جھک کر بچ جاتے، کبھی ڈھال پر لے لیتے، کبھی بجلی کی طرح کوند کر ایک طرف ہو جاتے، اب شیر خدا کو جلال آیا اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر زوردار وار کیا اور کڑک کر کہا۔

سنبھل دیکھ آئی یہ اللہ کی تلوار او کافر!

حضرت علیؓ کی تلوار نہیں تھی بجلی تھی، جو میدان بدر میں کوندی اور سب کو حیران کر گئی۔

عجب بجلی تھی چمکی اور چمکتی ہی نظر آئی
زر خالص تھی کندن سی دمکتی ہی نظر آئی

حضرت حمزہؓ نے حضرت علیؓ کو دیکھ کر اللہ اکبر، مرحبا، ماشاء اللہ کہا ادھر لشکر اسلام میں مرحبا

Marfat.com

کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہم نے بھی دیکھا۔ ان کی نگاہیں اب حضرت علیؓ کی تلوار کے جوہر دیکھ رہی تھیں۔ ذرا نظر پھسلی تو شیبہ کے ایک وار نے آپ کو زخمی کر دیا۔ مگر آپ نے تلوار کے ایک وار سے شیبہ کا شانہ کاٹ کر رکھ دیا۔ اب علی و حمزہؓ فارغ ہو چکے تھے۔ اب ان کی تلواریں شیبہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھیں۔

اس پہلے معرکے سے کفار کے لشکر میں سراسیمگی پھیل گئی۔ ایک ایک سپاہی کانپ اٹھا کہ یہ کیا ہو گیا۔ ولید، عتبہ اور شیبہ تو مشرکین کے لشکر کی جان تھے۔ یہ سپہ سالار تھے۔ یہ لشکر کے سردار تھے۔ مکہ کے لوگوں کو ان پر ناز تھا۔ وہ ہر میدان میں فتح یاب ہو کر آتے تھے۔ ان کی دھاک سارا عرب مانتا تھا۔ مگر آج میدان بدر میں ان کا جو حشر ہوا اس نے کفار مکہ کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔

میرے ساتھیوں نے کہا چلو اب مدینہ واپس چلیں، میں تو مدہوش تھا، واپسی کے لیے قدم نہیں اٹھتے تھے مگر میرے ساتھی راستہ کی بعض دشواریوں اور نگرانیوں کے پیش نظر وقت پر واپس جانا چاہتے تھے۔ ابھی چند قدم اٹھائے تو ہم نے تصور میں دیکھا کہ دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ میں نے اپنے اصرار کرنے والے ساتھی کا بازو پکڑا اور کہا ''وہ دیکھو کفار مکہ کا لشکر کس طرح اُمنڈ آ رہا ہے۔

پڑیں نقارۂ جنگی پہ ضربیں، طبل پر تھاپیں
زمیں دھنسنے لگی، گھوڑے لگے جب مارنے ٹاپیں

سنانیں تن گئیں، تیغیں اٹھیں، تیروں نے پر تولے
بڑھیں ساری بلائیں، جانب جنگ گاہ منہ کھولے

اڑی پھر ٹھوکروں سے ریگ صحرا گرد ہو ہو کر
چھپایا بارہا خورشید نے منہ زرد ہو ہو کر

حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی کمان فرما رہے تھے۔ آپ نے تیر انداز مجاہدوں کو حکم دیا اپنے تیر اور کمان سنبھال لیں۔ اگر چہ یہ کمانیں گیلی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ تیر بھی ایسے تھے جنہیں لوہے کے سوفار بھی میسر نہ تھے۔ مگر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کمانوں کو بجلیاں عطا فرما دی تھیں۔ مجاہدین اسلام کی کمانوں سے اس تیزی سے تیر نکلتے جس طرح فضا میں شہباز

Marfat.com

چڑیوں پر جھپٹتے ہیں۔ کفار مکہ ہاتھیوں کے لشکر کی طرح مضبوط تھے مگر یہ پتلے پتلے تیرابابیلوں کے سنگریزے بن، بن کر دشمن کے طوفان کو روک رہے تھے، گھوڑوں کے منہ موڑ رہے تھے۔ زرہیں چھلنی چھلنی کر رہے تھے۔ قریشی سواروں کے پیٹ، آنکھیں، رخسار، کندھے، بازو، گردنیں اور شانے تیروں نے چھلنی کر کے رکھ دیے تھے۔

اس جنگ مغلوبہ میں حضور کے جان نثار کس بے تابی سے لڑ رہے ہیں، وہ دیکھو، حضرت حمزہ کی تلوار بجلی بن کر قریشی پہلوانوں کو کاٹتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے، پھر حمزہ کو دوبارہ دیکھو، جیسے جنگل میں شیر دھاڑتا ہوا دائیں بائیں کاٹتا چلا جا رہا ہے۔ ہماری نظروں میں حضرت حمزہ کی تلوار سروں کی فصل کاٹتی دکھائی دی۔

کبھی اس کا گلو تاکا کہیں اس کی کمر تاڑی
کبھی سیدھی گری آ کر کبھی ترچھی کبھی آڑی

کسی کی ڈھال کاٹی سر سے گزری صدر تک پہنچی
بڑی خوبی سے منشائے قضا و قدر تک پہنچی

یہ سینے سے لہو قلب وجگر کا چاٹ کر آئی
زرہ کے دام بندھن اور حلقے کاٹ کر آئی

جو افسر تھے انہیں آواز دے کر ٹوک کر مارا
جو بھاگے سامنے سے ان کا رستہ روک کر مارا

میرے ساتھی نے مجھے دوبارہ جھنجھوڑا کہ چلو جلدی مدینہ پہنچنا ہے۔ میں ابھی دو قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ مجھے شیر خدا میدان بدر میں دھاڑتے سنائی دیے۔ یہ اسد اللہ الغالب تھے۔ یہ علی ابن ابی طالب تھے۔ اہل مکہ کا جہاں ہجوم ہوتا، حضرت علی کی تلوار ان کے سروں پر لہراتی نظر آتی۔ جہاں قریشی پہلوانوں کا انبوہ ہوتا، وہاں حضرت علی کی للکار سنائی دیتی۔ وہ اپنے ہاتھیوں کی مدد بھی کرتے اور اپنے حریفوں کو تہ تیغ بھی کرتے جاتے تھے۔ کبھی آپ کا ہاتھ دائیں طرف بڑھتا، کبھی بائیں جانب جاتا۔ دور سے نگاہ مصطفیٰ حمزہ و علی کو مرحبا کہہ رہی ہے۔

ہمارے پاس وقت تھوڑا تھا۔ راستہ میں چیکنگ کا خدشہ تھا۔ دربار مصطفیٰ ﷺ کی حاضری

Marfat.com

کی جلدی تھی۔ میرے ساتھی نے میرا بازو پکڑا، گھسیٹنے لگا، تو میں نے گردن جھکا دی۔ بس دوست چلتے ہیں۔ تیرا تو مجھ پر بڑا احسان ہے۔ گردن نہیں موڑ سکتا۔ میدان بدر میں چلتے چلتے ابھی آدھے میدان میں آئے تھے تو ایک اور نظارے نے روک دیا۔ بنو زہرہ قبیلہ کے ایک بزرگ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کھڑے دکھائی دیئے۔ یہ ان صحابہ میں سے ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کی تبلیغ سے دامنِ مصطفیٰ میں آئے ہیں۔ حضور ﷺ کے تمام غزوات میں ہم رکاب رسول ہیں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کے پاس دو مدنی نوجوان کھڑے پوچھ رہے ہیں 'چچا' ہمیں یہ تو بتاؤ کہ ابو جہل کہاں ہے؟ یہ نوجوان معاذ اور معوذ ہیں۔ 'عفرا' کے بیٹے ہیں، کم سن ہیں، زندگی میں کبھی میدان جنگ میں نہیں گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پوچھا۔ تم ابو جہل کا کیوں پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے بتایا۔ آج ہم اسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

حضرت عبدالرحمٰنؓ نے بتایا۔ بیٹا آج وہ قریش کے لشکر کا سپہ سالار ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے بڑے بڑے تجربہ کار قریشی پہرہ دے رہے ہیں وہ دیکھو، جہاں حضرت حمزہؓ تنہا لڑ رہے ہیں، وہاں قریشی ابو جہل کے ارد گرد حلقہ بنائے کھڑے ہیں۔ وہ دیکھو، جہاں ابو دجانہ کی تلوار چمک رہی ہے وہاں ابو جہل کے نگران ہیں وہ دیکھو جہاں عمر آگے بڑھ رہے ہیں وہاں ابو جہل کا دستہ کھڑا ہے۔ وہ دیکھو جہاں علی کی برق بار شمشیر چمک رہی ہے، وہاں ابو جہل کا حفاظتی دستہ ہے یہ زرد کلغی والا سوار ہے ایک ٹیلے کی طرف چڑھ رہا ہے آج اس کے ارد گرد زبردست پہرہ ہے، وہ اپنے ساتھیوں کو بھڑکاتا ہے، ان کے حوصلے بڑھاتا ہے، بازو ہلا ہلا کر انہیں جنگ کی طرف بلاتا ہے۔ لڑنے کے گُر سکھاتا ہے، کبھی تقریر کرتا ہے، کبھی آوازے کستا ہے، کبھی خفا ہوتا ہے، کبھی گرجتا ہے، کبھی روتا ہے، کبھی برستا ہے، مگر خود میدان جنگ میں نہیں اترتا۔ تم وہاں نہ جانا وہاں تک پہنچنا بڑا مشکل ہے۔ اس پر ہاتھ ڈالنا ناممکن ہے۔

حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

معاذ اور معوذ نے اُچھل کر کہا:

یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ؟

معاذ اور معوذ بازوں کی تیزی سے آگے بڑھے، عقابوں کی رفتار سے صفوں کو چیرتے ہوئے

Marfat.com

اس ٹیلے پر جا پہنچے جہاں ابو جہل کمان کر رہا تھا۔

ہٹاتے، مارتے اور کاٹتے بڑھتے گئے دونوں

بسانِ موج اوجِ ریگ پر چڑھتے گئے دونوں

ابو جہل نے دیکھا کہ دو کمسن نوجوان قریشی پہلوانوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے اس تک آپہنچے ہیں۔ وہ غرایا، ان کو دھمکایا اور ڈرایا، مگر وہ موت کے فرشتے کب ڈرتے تھے، کب رُکتے تھے، کب ہٹتے تھے، اب ابو جہل نے اپنے پہرہ داروں کو حکم دیا ان کو ہٹادو اور خود گھوڑا دوڑا کر اور پیچھے چلا گیا، مگر معاذ اور معوذ آگے بڑھتے گئے، اس نے تلوار کو گھمایا، گھوڑے کو کدایا، گرجا، غرایا، مگر یہ شیر دل لڑکے یہ بے جگر لڑکے، یہ جانباز لڑکے، یہ جان نثار لڑکے، اپنی اپنی تلوار لے کر قریب جا پہنچے۔ بازوں کی طرح جھپٹے، عقابوں کی طرح پلٹے، شیروں کی طرح گرجے اور ابو جہل کو گھوڑے سے نیچے گرالیا اور دو چمکتی ہوئی تلواروں نے اس دشمن رسول کو جہنم میں پہنچا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں دور سے یہ نظارہ دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے 'عفرا' کے بیٹوں معاذ اور معوذ کا کارنامہ دیکھ کر 'مرحبا' کہا اور فرمایا ''آج مدینہ کے بچوں نے خدا اور رسول کے بدترین بڑے دشمن کا صفایا کر دیا ہے''۔

میرے ساتھی نے مجھے پھر بازو سے کھینچا، اب میں مان گیا، مگر میدان بدر چھوڑنے سے پہلے میں نے دو نفل پڑھنے کی استدعا کی۔ ہم نفل پڑھ کر شہداء بدر، جان نثاران مصطفیٰ، جانبازان مدینہ کی روحوں کی سربلندی کے لیے ہاتھ اُٹھائے دعا کر رہے تھے کہ ایک نجدی 'مطوع' ہمیں حرام حرام، شرک شرک، لالا کہہ کر نصیحت کر رہا تھا ہم اُٹھے، راہ مدینہ پر آئے اور پھر کئی ناآشنا راہوں سے ہوتے ہوئے دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میناروں کی روشنیوں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہے تھے۔

''جہانِ رضا'' (مارچ 1996ء)

فاضل بریلوی مدینہ کی گلیوں میں

علی بشر آغا اپنے عزیز دوست ہیں ''مرکزی مجلس رضا'' کے رُکن اور ''جہان رضا'' کے مستقل قاری ہیں۔ ہم کبھی کبھی ان کے دفتر میں آ بیٹھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کا عملہ اہل محبت کے کارواں در کارواں ''دیارِ حبیب ﷺ'' کو پہنچانے میں مصروف رہتا ہے۔ ہم اس قربت کی وجہ سے ایک دوست کی سفارش لے کر ان کے دفتر میں گئے اور کہا کہ انہیں ویزا، ٹکٹ اور سیٹ مہیا کی جائے مگر انہوں نے سفارش کیا قبول کی ان کے ساتھ ہمارا پاسپورٹ بھی لے لیا، ویزا لگوایا، ٹکٹ کاٹی جہاز کی سیٹ بک کرائی اور یوں ہمیں اس وقت ہوش آیا جب ہم ہوا کے دوش پر سوار ہو کر جدّہ کے ایئرپورٹ پر کھڑے ''اللھم لبیک'' کہہ رہے تھے۔

''بس اک نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا''

جدہ سے چلے تو بیت اللہ میں نماز تہجد ادا کی، طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سیّدہ ہاجرہ علیہا السلام کے قدموں کے نشانوں پر دل و جاں نثار کرتے ہوئے مناسک عمرہ مکمل کر کے نماز فجر ادا کی۔ نماز ادا کر کے نکلے اور مولد النبی کی ایک گلی کے کونے میں قیام ہی نہیں، آرام کرنے لگے۔ آنکھ کھلی تو آبِ زم زم کی لطافتوں نے تمام تھکاوٹیں دُور کر دی تھیں اور اب ہم تر و تازہ ہو کر ''شہرِ محبت'' اور ''درِ رسول ﷺ'' کی طرف روانگی اور حاضری کا پروگرام بنا رہے تھے۔

ہمارے چند عزیز دوستوں کا ایک مختصر سا قافلہ تھا۔ کار لی، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی پہاڑیوں کے درمیان پھیلی ہوئی وادیوں کو سمیٹتے ہوئے ''شہرِ حبیب ﷺ'' کے جوار میں جا پہنچے۔

''اے خنک شہرے کہ در وے دلبر است''

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

Marfat.com

ابھی شہر مدینہ میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ چاروں طرف سے خوشبوؤں کے حلے آنے لگے۔

کس کی زلفوں کی مہک لائی ہے بطحا سے نسیم
دل و جاں وجد کناں جھک گئے بہر تعظیم

اے شہر نبی تیری فضاؤں کو سلام......! اے شہر نبی تیری ہواؤں کو سلام......! اے شہر نبی تیری ضیاؤں کو سلام......! اے شہر نبی تیرے گلی کوچوں کو سلام......!

سیّد حسن شاہ گیلانی مدینہ منورہ میں ہمارے میزبان تھے، ہمارے سفیر تھے، ہمارے کفیل تھے، مگر ان کا نہ اتا پتا تھا، نہ فون نمبر، نہ مکان کا پتا، مسجد نبوی ﷺ میں تلاش کیا مگر لاکھوں انسانوں میں کون نظر آئے، گنبدِ خضریٰ پر پہلی نظر پڑی تو اپنی بے بسی اور بے کسی پر ترس آیا، منہ سے نکلا ''یارسول اللہ ﷺ! سیّد حسن گیلانی کو کہاں تلاش کروں؟ دو نفل پڑھے، نماز ظہر ادا کی، سر جھکائے مایوس مسجد نبوی ﷺ سے نکل رہے تھے کہ سامنے سیّد محمد حسن شاہ گیلانی صاحب قرآن پاک کی تلاوت کرتے نظر آئے، نزدیک پہنچے تو وہ اُٹھے، بغل گیر ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں تو کل سے آپ کا منتظر تھا، حرم نبوی ﷺ سے نکلے، سامان اُٹھایا اور اپنے گھر جا پہنچے، یہ تھی میری درخواست اور یہ تھی اس کی منظوری!

ع تیرے کوچے کی کہانی، تیرے کرم کا فسانہ

سیّد محمد حسن شاہ صاحب سے جب میں نے اپنی پریشانی اور بارگاہِ نبوی ﷺ میں درخواست کی بات کی تو آپ نے مرحبا! مرحبا! کہتے ہوئے میرا منہ چوم لیا، بڑی مسرت کا اظہار کیا اور کہنے لگے ''تم وہاں سے منظوری لے کر آئے ہو''؟ اب شام مدینہ ہمیں حریم نبوی ﷺ میں حاضری کی دعوت دے رہی تھی، غسل کیا، کپڑے بدلے اور اس بارگاہ بے کس پناہ میں جا پہنچے جہاں

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا!

حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عاشقان حضور ﷺ کا ہجوم تھا۔ جنت کی کیاریوں میں نوافل ادا کرنے کے بعد جب مواجہہ شریف میں پہنچے تو مشتاقان دیدار کا ایک مجمع تھا۔ ادب کا تقاضا، وجد پر قابو، دھڑکنوں میں ضبط، درود آہستہ آہستہ! سلام آہستہ آہستہ! آنکھیں اشکبار مگر ضبط کی حکمرانی، دبی دبی آہیں، سہمی سہمی سسکیاں، دل کی کیفیت جدا، قلب کی دھڑکنیں جدا، آنکھیں پُرنم، زبان لرزاں اور لبوں پر ترحم یانبی اللہ ترحم!

Marfat.com

ہر دل کی دھڑکن جدا، ہر فریادی کی فریاد جدا، ہر زائر کی التجا جدا، ہر سائل کا سوال جدا، ادب وضبط کی فضا میں دعاؤں اور التجاؤں کی ایسی کیفیت آپ کو کہیں نہ ملے گی۔

رکھ رکھا اس آنکھ کا دیکھ
چپ کی چپ اور بات کی بات

ادھر نگاہِ رسول کی عنائتیں اور کرم و بخشش کی فراوانیاں۔

اے ترا باہر کسے رازے دگر
ہر گدا را بر درت نازے دگر

مواجہہ شریف پر درود وسلام کا جی بھر کر نذرانہ پیش کیا، یارِ غار اور فاروق اعظمؓ کی خدمت میں سلام و نیاز کا ہدیہ پیش کیا اور اس طرح اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اس دروازے سے جا نکلے جہاں سے جبرئیل علیہ السلام آیا کرتے تھے۔ بابِ جبرئیل سے نکل کر جب ہم حضرت ابوذر غفاریؓ کے گھر کے مرمریں سفید براق صحن میں کھڑے ہوئے تو سامنے گنبد خضرا پر نظریں جا لگیں، اب یارا نہ رہا، ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا، ادب کی بندش کمزور پڑ چکی تھی تو بے اختیار چیخیں نکل گئیں، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کی ہم نوائی نے بہت سنبھالا دیا۔

ز مہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمتہ للعالمینی زمہجوراں چرا فارغ نشینی

ادیم طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتۂ جانہائے ما کن

”طائف کے رنگین زرد چمڑے کی نعلین زیب پا کر کے ذرا ہجوم عشاق میں تشریف تو لائیں اور اپنے نعلین پاک کے لیے ہماری جان کے رشتوں کے تسمے بنائیں“۔

میں ابھی جاں کے رشتوں کے تسموں کو نہ دیکھنے پایا تھا کہ فاضل گولڑوی کی آواز نے میرے کانوں میں رس گھول دیا۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جانان کہ جان جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

Marfat.com

سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے گھر کی دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتے ہوتے دوبارہ حرم نبوی (مسجد نبوی) میں آ بیٹھے، لوگ کہتے ہیں کہ اب سارے مدینۃ النبی کو مسجد نبوی کی توسیعات نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ اب نہ مدینہ کی وہ گلیاں رہیں، جہاں بکریوں کا دودھ بیچنے والے "اشربوا الحلیب و صلوا علی الحبیب" کی صدائیں لگایا کرتے تھے۔ نہ وہ کھجوروں کے باغ رہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام کو اپنے سایہ راحت میں آرام دیا کرتے تھے۔ نہ انصار مدینہ کے وہ مکانات رہے جہاں مہاجرین مکہ مواخات و محبت کے لطف اٹھایا کرتے تھے۔ نہ مدینہ کے وہ آثار رہے جنہیں سورج جھک کر سلام کرتا تھا۔ نہ اونٹوں کے وہ حُدی خوان رہے جن کی فرشتے تحسین کیا کرتے تھے۔ نہ اب وہ در و دیوار رہے جن پر چاند اپنی کرنیں نچھاور کیا کرتا تھا۔ مدینے کے لیل و نہار بدل گئے، مدینے کے صبح و شام بدل گئے، مدینے کے وہ دن رات بدل گئے جہاں رحمت کے پھول جھڑتے تھے اور فطرت کے اصول پلتے تھے۔ مدینے کی جو چیزیں ہماری نعتوں، منقبتوں اور قصائد کی جان ہوا کرتی تھیں اب وہ دور دور تک نظر نہیں آتی تھیں۔

آج مدینے کی گلیاں بازاروں میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ آج مدینے کے پرانے آثار بلند و بالا عمارتوں میں دَب گئے ہیں۔ آج مدینے کی کھجوروں کے باغات فلک بوس محلات اور بڑے بڑے ایوانوں میں تبدیل ہو گئے ہیں، صحابہ کرام کے کھیت اور کنویں بڑے بڑے پلازوں نے نگل لیے ہیں۔ اب شہر مدینہ "مسجد قبا" سے لے کر "احد کے دامن" تک پھیل گیا ہے ہر چیز بدل گئی، ہر مقام بدل گیا، ہر راستہ بدل گیا، ہر روایت بدل گئی، صبح بدل گئی، شام بدل گئی، دن بدل گئے رات بدل گئی۔ اللہ! اللہ!

"نہ کہکشاں نہ ثریا نہ خوشہ عنبی"

ہر چیز بدل گئی مگر دیکھو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ جوں کی توں ہے۔ اس کا جاہ و جلال وہی ہے اس کا حسن و جمال اسی طرح جلوہ فرما ہے۔ اس کی شان و شوکت اسی آن بان سے قائم ہے۔ اس کی آب و تاب اسی شان سے قائم ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار اسی عظمت و محبت سے بھرا پڑا ہے۔ ہجوم عاشقاں اسی طرح ہے جو صدیوں سے تھا، دلوں کی دھڑکنیں ابھی تک وہی ہیں جو کئی سال پہلے تھیں۔ آنکھوں کی اشک باری وہی ہے جو سالہا سال پہلے تھی۔ اہل محبت کی وہی گہما گہمی، اہل دل کی وہی ہما ہمی!

Marfat.com

ستر ہزار فرشتوں کی آمد و رفت اسی طرح ہے اور قدسیوں کی خدمت گزاری میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا، میں نے مسجد نبوی کی چھتوں کے نیچے عاشقان رسول ﷺ پر ایک نگاہ ڈالی تو مجھے چمکتے ہوئے حسین چہرے نظر آئے، میں نے اہل محبت کو ایک نظر دیکھا تو ہزاروں نورانی شکلیں نظر آئیں، میں نے اہل ایمان کو ایک بار دیکھا تو مجھے دل والوں کا ایک جہان نظر آیا، میں نے ذرا غور سے دیکھا تو اپنے اردگرد کئی جاروب کشوں پر نظر پڑی، ذرا غور سے دیکھا تو وہ عرب و عجم کے ملوک اور بادشاہ تھے۔ میں نے یہاں کئی گداگروں کو دیکھا جو جھولیاں پھیلائے ہوئے تھے ۔غور کیا تو یہ گدایان درِ رسول دراصل شہنشاہان جہان تھے۔ اردگرد عاشقان رسول ﷺ کا ایک سمندر نظر آیا، میں نے مزید غور کیا تو مجھے ان فقیروں میں کئی شہنشاہوں کے چہرے دکھائی دیئے ۔میں نے پھر غور کیا تو مجھے سر جھکائے ہزاروں غوث و اقطاب نظر آئے، میں نے مزید غور کیا تو ہزاروں ارواح مقدسہ مراقبہ میں سر جھکائے بیٹھے تھے۔

میں حضور اکرم ﷺ کے دربار میں بیٹھا یہ نظارہ کر رہا تھا گویا اپنے آپ پر ناز کر رہا تھا، پھولا نہ سما رہا تھا، فرطِ مسرت سے جھوم رہا تھا اور زبان سے کہہ رہا تھا۔

یہ کس مقام پہ لے آئی بوئے زُلفِ حبیب

میں نے ایک چہرے پر اپنی نگاہوں کو مرکوز کر دیا، نگاہ تصور نے دیکھا کہ وہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ میں نے مکاشفاتی انداز میں دیکھا تو اعلیٰ حضرت اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں گردن جھکائے بیٹھے ہیں، میں آگے بڑھا اس رُوح مقدسہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عرض کی حضور میں تو آپ کا نام لے لے کر ''جہان رضا'' شائع کرتا ہوں، کتابیں شائع کرتا ہوں، میں نے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں، وہ رُوح مجھے باہر مدینے کی گلیوں میں اپنے ساتھ لے آئی، میں پیچھے پیچھے چلتا گیا، تصوراتی طور پر آپ کے ساتھ ساتھ ہر گلی کوچہ میں گھومتا رہا، میں فاضل بریلوی کی وہ صدائیں سنتا گیا جو ان کی زبان قلم سے پڑھی اور سنی تھیں۔ ان گلیوں میں وہ پاؤں سے نہیں بلکہ پلکوں کے بل چلتے نظر آتے تھے۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او! جانے والے

وہ ایک گلی کے کونے میں رُک گئے اور فرمانے لگے یہاں میرا ایک محبت کرنے والا رہتا ہے۔ اس کا نام مولوی ضیاء الدین قادری ہے۔ وہ ساٹھ سال سے اس گلی میں صرف اس لیے

Marfat.com

بیٹھا رہا کہ موت آئے تو شہر مدینہ میں آئے، یہاں بیٹھ جاؤ، میری باتیں سنتے جاؤ، واپس جا کر میرے محبت کرنے والوں کو بتاؤ اور اگر ہو سکے تو ''جہان رضا'' کے پڑھنے والوں کو بھی شریک گفتگو کر لو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ یوں گویا ہوئے۔

''کوچہ محبوب خدا میں آنے کی آرزو اہل دل کے لیے ہمیشہ سرمایہ عشق و محبت رہی ہے۔ کوئے حبیب تک پہنچنے کے لیے عشاق نے جو جتن کیے ہیں ان کے نقوش ہمیں شاعروں کے شعروں، نعت خوانوں کے نغموں اور مدحت سراؤں کے قصائد میں جابجا نظر آتے ہیں۔ کوچۂ جاناں سے آنے والی نسیمِ جانفزا، عشاق کے لیے دم عیسیٰ سے کم نہیں اور شہر حبیب کو جانے والی ہوائیں بھی دل کو ہجر و فراق کے پیغام پہنچانے کا بہترین ذریعہ بنتی رہی ہیں۔ کوچہ جاناں کی حاضری کے لیے دربان کی منت کشی، جاں گسل بادیہ پیمائی، تپتے ہوئے صحراؤں کی آبلہ پائی، خار مغیلاں سے آشنائی، اہل دل کے محبوب و مرغوب مقامات شمار کیے جاتے ہیں۔

عطار، رومی، سعدی، حافظ اور جامی قدس سرہم جیسے اہل دل نے کوئے جاناں کی آرزو میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ اہل ذوق سے پوشیدہ نہیں۔ ان بزرگوں کے اظہار تمنا کا انداز اتنا شیریں اور موثر تھا کہ دل چاہتا ہے کہ زندگی کی ساری وسعتیں کوچہ محبوب کی آرزو میں سمٹ جائیں اور کائنات کی ساری رعنائیاں راہ حبیب کی تلخیوں کے نثار کر دی جائیں، اگر چہ ایسے جذبات ہر شاعر کے کلام میں جھلکتے نظر آتے ہیں جن سے آستان حبیب تک پہنچنے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مگر میری داستان شوق اپنی ہے۔ میرے لیے یہ گلیاں یہ کوچے، زیر آسمان کی ایسی ادب گاہ ہے جو عرش سے نازک تر ہے اور جہاں جنید و بایزید دم بخود ہو کر آتے ہیں اور زمین پر قدم نہیں رکھتے بلکہ سر کے بل جاتے ہیں۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

کوئے حبیب کے آداب کے پیش نظر وہ قدموں کے بجائے سر و چشم بچھاتے چلے جاتے ہیں۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے! یہ جا چشم و سر کی ہے

Marfat.com

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے

واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو
یہ راہ جانفزا میرے مولیٰ کے در کی ہے

جناب عزت بخاری بارگاہِ نبوی کو عرش سے نازک تر بیان کر کے جنید و بایزید کو نفس گم کردہ آتے دکھاتے ہیں، مگر ہمارے ہاں تو کوچہ حبیب میں پھرنے والے کتوں کا پاس ادب کرتے ہوئے اپنی آہ فغاں کو ضبط کرنا ضروری ہے۔

خوف ہے سمع خراشی سگ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ فغاں ہم کو

کوچہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر اپنی بے سروسامانی اور تہی دامانی پر افسوس کرتے ہیں ۔

پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ وا

محبت کے تقاضے بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں کوچہ یار کے کتوں کی خاطر داری مطلوب ہے اور اپنی بے سروسامانی پہ حسرت آ رہی ہے اور حسرت کا اظہار یوں ہوتا ہے، کاش 'پارۂ دل' ہی تحفے کے طور پر پیش کر سکتے۔

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں
اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

''میرے ہاں خاک طیبہ، خار صحرائے مدینہ، صبح طیبہ، باغ طیبہ، ہوائے طیبہ، فضائے طیبہ، غرضیکہ سگانِ طیبہ بھی محبوب و مرغوب ہیں۔ میں ان چیزوں کو جنہیں کوچۂ حبیب سے ذرا سی بھی نسبت ہے سکندر کی شہنشاہی اور جام جم کی جہانگیری سے زیادہ اہم سمجھتا ہوں، مجھے تو مدینہ پاک کی گلیوں میں پھرنے والا فقیر، ان گلیوں میں گداگری کرنا، ان گلیوں میں جھولی پھیلائے پھرنا اور پھر بھیک لینے کے لیے آوازیں لگانا دنیا کی ساری راحتوں اور عظمتوں سے خوش تر دکھائی دیتا ہے۔ مجھے اس گلی کا گدا ہونا باعث صد افتخار ہے اور کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

میری نگاہ میں مدینہ پاک کی گلیاں نور سے معمور ہیں، یہاں ابر رحمت گھر گھر کر برستا ہے، یہاں اغنیاء کو پناہ ملتی ہے، یہاں نوری فرشتوں کی ٹولیاں آتی جاتی دکھائی دیتی ہیں۔

اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا
اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا

مدینہ پاک کی گلیوں میں نور کی خیرات بٹتی ہے، جہاں سے چاند اور سورج اپنی اپنی جھولیاں بھر کر اُبھرتے ہیں، نور کا ماتھا خاک مدینہ میں جھک کر نورانیت حاصل کر رہا ہے۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
مہر لکھ دے یاں کے ذرّوں کو مچلکہ نور کا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

اس نورانی بارگاہ کا جاہ وجلال کسی بیان میں کب آ سکتا ہے، وہ الفاظ کہاں سے لائیں جو کوچہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیتوں کو بیان کریں اور وہ بیان کہاں سے ملے جو اس عالی دربار کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لائے ذرا جاہ وجلال اور انتظام وانصرام ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

وردیاں بولتے ہیں ہر کارے
پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

پھول کیوں دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

ذرا گدایان کوچہ حبیب کو ایک نظر دیکھیں۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری طول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اور پھر اسی والہانہ انداز میں اس عالی وقار گلی کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

کیوں تاجدارو! خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے

جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے
وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو!
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

اب اس بحر سخا کے سامنے اعلیٰ حضرت جھولی پھیلائے جاتے ہیں، دریا کی اس روانی کے ساتھ ساتھ رحمت خداوندی کا پورا کارخانہ چلتا ہے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

Marfat.com

رحمت دو عالم کے گداگر، دارا و جم کی سلطنتوں کی کیا پروا کرتے ہیں۔

تعالیٰ اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا
کہ ان کو عار فر و شوکت صاحب قرانی ہے

مدینہ پاک کی گلیاں مایوس انسانیت کی تمناؤں کو برلانے کا نام ہے۔ یہاں حوادث زمانہ کے روندے ہوئے، دنیا کے ٹھکرائے ہوئے انسان ہاتھ پھیلائے ہوئے پہنچتے ہیں، مولانا احمد رضا بریلوی ان بددل لوگوں اور مایوس انسانوں کو امید بخشش دِلا دِلا کر بلند حوصلہ بنا دیتے ہیں اور انہیں آمادہ کرتے ہیں کہ تم جس گلی میں آ پہنچے ہو وہاں نہ نہیں ''ہاں'' ہی ہے۔ اس لیے آگے بڑھو اور ہمت کر کے دامن رحمت تھام لو۔

ان کے در پر جیسے ہو مٹ جائیے — ناتوانو! کچھ تو ہمت کیجیے
ان کے در پر بیٹھے بن کر فقیر — بے نواؤ فکر ثروت کیجیے
نیم واطیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ — بلبلو! پاس نزاکت کیجیے
سر سے گرتا ہے ابھی بارگناہ — خم ذرا فرق ارادت کیجیے
نعرہ کیجیے یا رسول اللہ کا — مفلسو! سامان دولت کیجیے

کوچۂ حبیب کو دیکھو یا رسول اللہ ﷺ کے نعروں سے سرشار، سامان محبت جمع کرنے کا مخزن ہے۔ یہاں سے خالی جھولیوں والے دامن مراد بھر کر نکلتے ہیں اور ان کے منہ سے اس پاک شہر کے لیے کس بے تابی سے دعائیں نکلتی ہیں۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

بیت اللہ کی عظمت و شان سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ یہ کائنات ارضی کا نقطہ آغاز ہے، یہ انسانیت کا آخری سہارا ہے، یہاں گنہگار بخشے جاتے ہیں اور نیک درجہ کمال کو پہنچتے ہیں، یہاں رُکن شامی شام کی وحشت کو مٹاتا ہے، آب زم زم پر تشنہ لبوں کا ہجوم ہوتا ہے، میزاب کی رفعت رحمت کی ضامن ہے، مگر تم دیکھو تو یہی بیت اللہ اور مدینہ منورہ کس آن بان سے انوار خداوندی کی بارشیں برساتے ہیں۔

حاجیو! آؤ! شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

Marfat.com

رُکنِ شامی سے مٹی وحشت شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود
خاک بوسیٔ مدینہ کا بھی رُتبہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

عرش اعظم کی عظمت سے کسے انکار ہے مگر جس خطہ زمین پر آسمان کی بلندیاں اور عرش کی عظمتیں سرنگوں ہونا فخر سمجھیں اس خطہ کی خاک ہمارے لیے سرمہ چشم کیوں نہ ہو۔

ہے بیتاب جس کے لیے عرش اعظم
وہ اس رہرولامکاں کی گلی ہے

تیرے در کا درباں ہے جبریلِ اعظم
ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

جبرئیل اعظم اس دروازے کا دربان کیوں نہ ہو؟ اور گدایانِ رحمت کیوں ناز نہ کریں۔

اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں
اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

تیرے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی
زبانِ بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
''رضا'' وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

دریائے رحمت جوش میں ہے سخاوت کے بادل برس رہے ہیں، نور کے دھارے بہ رہے ہیں، مانگنے والوں کا جھمگٹا ہے، انسان تو انسان آفتاب و ماہتاب نور کے کٹورے بھر کر

Marfat.com

اٹھتے ہیں، نہیں نہیں آسمان کا دامن اسی خاک کے عکس جمیل سے درخشاں ہے۔

میرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسہ مے لے کر شب گدائے فلک

رہا جو قانع یک نان سوختہ دن بھر
ملی حضور سے کان گہر جزائے فلک

آسمان کو اپنی بلندی پہ ناز ہے، چاند کو اپنی چاندنی پر فخر ہے، پھولوں کو اپنی تازگی پر غرور ہے مگر ان سب فخر کرنے والوں کو یاد ہونا چاہیے کہ اگر تم ابدی فخر و ناز کے خواہاں ہو تو

نہ آسمان کو یوں سر کشیدہ ہونا تھا
حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا

اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا
کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا

نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ
نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا

کنار خاک مدینہ میں راحتیں ملتیں
دل حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی
کہ صبح گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

خاکِ مدینہ کی عظمت و توقیر ہمارا جزو ایمان ہے، ہم اس خاک راہ کو بہر صورت قبلۂ ایمان خیال کرتے ہیں، جو پائے مصطفیٰ ﷺ سے ایک بار چھوئی، ہم اس سلسلہ میں نہ کسی حضرت ناصح کی نصیحت کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ کسی فتویٰ سے ڈرتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّد عالم
اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا

Marfat.com

خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

خاکِ مدینہ تو ہماری آنکھوں کا سرمہ ہے، خاک مدینہ ہمارے چہرے کا غازہ ہے خاک مدینہ سے گزر کر جب ہم خار مدینہ پر نظر ڈالتے ہیں تو دشت طیبہ کے خار دنیا بھر کے گلزار سے ہزار بار خوشتر دکھائی دیتے ہیں۔

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

ہم تو خار طیبہ کو دل میں یوں رکھنا چاہتے ہیں کہ دیدۂ تر کو بھی خبر نہ ہونے پائے

خار صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وحشت دل نہ پھرا بے سروساماں ہم کو

اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

ہم لوگ خار مدینہ کی کسک کو دل سے جدا کرنا گوارا نہیں کرتے، خاک پائے حضور، خار دشت طیبہ، سگان کوچہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم غرضیکہ مدینہ پاک کا ذرہ ذرہ ہمارے لیے قبلہ مراد ہے۔ ہمیں کوئے یار کی ہر چیز سے محبت ہے۔ ہم یہاں کی ہر چیز سے عشق رکھتے ہیں، ہم یہاں کی ہر چیز پر دل و جاں فدا کرتے ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضیاں ظاہر بین آنکھوں سے ہمیشہ اوجھل رہی ہیں، ظاہر بین آنکھ نیک و بد کے غرور میں کھوئی رہی مگر چشم بصیرت نے بلکہ دیدہ محبت نے در جاناں کی وہ عظمتیں دیکھیں جو عرش عظیم کے ہاں بھی نہیں ملتیں، ان گلیوں پر کرم کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں، بخشش کے بادل برس رہے ہیں، رحمت کے چشمے اُبل رہے ہیں اور سخاوت کے دریا بہ رہے ہیں، یہاں ہر ایک اپنا دامن مراد بھرتا جاتا ہے اور کسی کو "نہیں" کی آواز نہیں آتی۔

Marfat.com

تم نے تو ''حدائق بخشش'' میں دیکھا ہوگا۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
''صاحب خانہ'' لقب کس کا ہے تیرا! تیرا!

''جہانِ رضا'' (جنوری، فروری 1999ء)

اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آ
لِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

Marfat.com

خفتگانِ ''جنت البقیع'' سے ملاقات

حضور اکرم ﷺ کی پرنور بارگاہ سے بابِ جبرئیل کے راستہ سے باہر نکلیں تو آپ کو سامنے جنت البقیع کی مغربی دیوار نظر آئے گی۔ مسجد نبوی کی توسیعات کے بعد اب باب جبرئیل سے لے کر جنت البقیع تک مرمریں صحن بچھا دیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ سے ہزاروں زائرین اشک آلود آنکھیں لیے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے ان آسودگان خاک جنت البقیع کی زیارت کو نکل آتے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی محبت میں زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ یہ سلسلہ صبح وشام جاری رہتا ہے۔ ''جنت البقیع'' دنیا کا وہ عدیم النظیر قبرستان ہے جس کی گود میں لاتعداد قدسی نفوس اور آسمانِ رسالت کے ہزاروں درخشندہ ستارے آسودہ خواب ہیں۔ مدینہ منورہ کا یہ خطۂ زمین دس ہزار سے زیادہ صحابہ رسول کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ قیامت کے دن حضور ﷺ کے ساتھ ایسے ستر ہزار افراد اسی جنت البقیع سے اٹھیں گے۔ جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی بارگاہ سے اُٹھ کر اپنے رفقائے قبر سیّدنا صدیق اکبرؓ اور سیّدنا عمر فاروقؓ کے ساتھ جب جنت البقیع میں تشریف لائیں گے۔ تو ستر ہزار اہل ایمان خوشی سے جھوم اٹھیں گے۔ آپ جنت البقیع میں قیام فرمائیں گے اور دنیا کے گوشے گوشے میں سوئے ہوئے صحابہ کی آمد کا انتظار فرمائیں گے۔

آج یہ شہر خموشاں بے دین نجدیوں کی بربریت کی عبرتناک تصویر بنا ہوا ہے۔ آج جنت البقیع پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ ایک ویران میدان اور بے آب وگیاہ تختۂ خاک نظر آتا ہے، نظیری نیشاپوری نے کتنا غمناک شعر کہا تھا۔

یکے بگور عزیزانِ خویش گزرے کن
بہ بیں کہ نقش املہا، چہ باطل افتاد است

ان ظالموں نے اپنی شرک وبدعت کی کدالوں سے خاندان نبوت کے نشان مٹا دیئے

Marfat.com

ہیں۔ان بدبخت قزاقوں نے خیابانِ رسول کے سرو سمن کو اُجاڑ کر رکھ دیا ہے۔ اس تباہی و بربادی کے باوجود آپ میرے ساتھ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے عاشقان رسول کے دروازے تک آئیں یہ جنت البقیع کی مغربی دیوار ہے۔ جہاں آج ایک بڑا دروازہ بنا دیا گیا ہے۔آپ سیڑھیاں چڑھ کر اس دروازے کے اندر آجائیں۔اب دیکھیں سامنے وہ شہر خموشاں نظر آئے گا جس میں جلیل القدر صحابۂ رسول، امہات المومنین، اہل بیت کے نورانی افراد اور ہزاروں عاشقانِ رسول آرام فرما ہیں۔آپ سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں نجدیوں کی شرک و بدعت کے کدالوں نے اس عظیم الشان شہر کو کس طرح پامال کر دیا ہے،اس سارے شہر کو کس طرح پیوست خاک کر دیا ہے۔آپ کو اس ریگ زار میدان میں ان ارباب محبت کی قبروں کے نشان دکھائی دیں گے جو حضور کی زندگی کا سرور تھے۔جو حضور ﷺ کی آنکھوں کا نور تھے جو حضور ﷺ کے شب و روز کی رونق تھے۔

آج ہمیں مدھم نشانات کی مدد سے ان زیارت گاہوں کا اندازے سے پتا چلتا ہے جہاں حضور ﷺ کے جگر کے ٹکڑے، حضور ﷺ کے نور نظر اور حضور ﷺ کے جان نثار سوئے پڑے ہیں۔دروازے میں داخل ہوں تو آپ کا رُخ مشرق کو ہوگا۔آپ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے ان روشوں پر سے گزرنے کی کوشش کریں، جواب زائرین کی آمد و رفت کے لیے بنادی گئی ہیں۔

آپ جنت البقیع میں داخل ہوتے ہی نظر اٹھا کر دیکھیں گے تو آپ کو سیّدۃ النساء العالمین، جگر گوشۂ رسول فاطمۃ الزہراء (وصال 11ھ) رضی اللہ عنہا کا مزار دکھائی دے گا۔آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے سیّدنا حسن محوِ خواب ہیں۔ پھر شہزادہ زین العابدین حضرت امام محمد باقر (وصال ۱۱۴ھ) امام جعفر صادق (وصال ۱۴۸ھ) آرام فرما ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضور کے ان جگر پاروں کو ان الفاظ میں ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے:

پارہ ہائے صحف، غنچہ ہائے قدس — اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آب تطہیر سے جن کے پودے جمے — اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
اس بتول جگر پارۂ مصطفیٰ — حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے — اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

یہ تمام مزارات اہل بیت نبوت کے ہیں۔ ہماری نگاہیں ان نورانی مزارات کو چومتی ہوئیں تھوڑا سا آگے بڑھیں تو حضور اکرم ﷺ کے عم محترم سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ آرام فرما نظر آئے۔ ہم

Marfat.com

چند قدم چل کر ذرا بائیں ہاتھ کو مڑے تو ایک چھوٹے سے احاطے میں سیّد الانبیاء کے جگر کے تین ٹکڑے لیٹے ہوئے دکھائی دیے، یہ ہیں آپ کی بیٹیاں سیّدہ زینب زوجہ ابوالعاص ابن الربیع، سیّدہ رقیہ (وصال ۲ھ) سیّدہ ام کلثوم (وصال ۹ھ) زوجین نورین سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما، سیّدہ زینب کے خاوند ابوالعاص جنگ بدر میں گرفتار ہو کر مدینہ آئے تھے۔ آزادی کے بعد مکہ پہنچے تو علی الاعلان اسلام قبول کیا۔ آپ 'الامین' کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ سیّدہ زینبؓ کا ایک بیٹا علیؓ اپنی والدہ کی وفات کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی پرورش میں رہا اور آغاز جوانی میں ہی انتقال کر گیا۔

سیّدنا عثمان غنیؓ، حضور نبی کریم ﷺ کے عزیز ترین صحابی، داماد، اسلام کے فداکار، بطل جلیل اور خلیفۃ المسلمین تھے۔ سیّدہ رقیہؓ اور سیّدہ ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ حضور ﷺ کو اپنے اس داماد پر اتنا فخر اور اعتماد تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے عثمان اتنے عزیز ہیں کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں عثمان سے یکے بعد دیگرے نکاح کر دیتا۔ حضور ﷺ کی یہ پیاری بیٹیاں ایک ہی چوکھٹے میں آرام فرما ہیں۔

شیر خوار لعاب زبان نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

اب چند قدم اور آگے بڑھیے۔ تو آپ کو ایک احاطے میں حضور نبی کریم ﷺ کی نو ازواج مطہرات آرام فرما نظر آئیں گی۔ یہ امہات المومنین کی قبریں ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے اہل خانہ کی قبریں ہیں۔ یہ حضور کی محبوب بیویوں کی قبریں ہیں۔ سیّدہ زینب بنت خزیمہ (۳ھ) سیّدہ زینب بنت جحش (۲۰ھ) سیّدہ سودہ بنت زمعہ (۲۰ھ) سیّدہ حفصہ بنت عمر ابن الخطاب (۴۱ھ) سیّدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان (۴۴ھ) سیّدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب (۵۰ھ) سیّدہ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار (۵۴ھ) سیّد عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق (۵۷ھ) سیّدہ ام سلمہ بنت سہیل بن مغیرہ (۶۲ھ) رضی اللہ عنہن کی آرام گاہیں ہیں۔

اہل اسلام کی مادرانِ شفیق — بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام
بنت صدیق آرام جان نبی — اس حریم برات پہ لاکھوں سلام
شمع تابان کاشانۂ اجتہاد — مفتیٔ چار ملت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس کی تسلیم نازل ہوئی — اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

اب آپ مشرق کی طرف مزید آگے بڑھیں تو دائیں ہاتھ ایک احاطے میں آپ کو سیّدنا علیؓ کے بھائی عقیل بن ابی طالبؓ، سیّدنا عبداللہ بن جعفر طیارؓ، سیّدنا سفیان ابن الحارث رضی اللہ عنہم آسودہ خاک دکھائی دیں گے، تھوڑا سا بائیں ہاتھ آگے بڑھیں تو سیّدنا امام مالک بن انس (وصال ۱۷۹ھ) شیخ القراء، سیّدنا امام نافع بن عبدالرحمٰن (وصال ۱۶۹ھ) رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوگی۔

ان مزارات کے تھوڑا سا آگے سیّد المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند سیّدنا ابراہیم محو خواب ہیں۔ یہ قبر چھوٹی ہے مگر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتنا بلند رتبہ بنا دیا کہ آج ہر زائر اس کی زیارت کرتے کرتے آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سیّدنا ابراہیمؑ کی عمر چھ ماہ تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ اسے دفنانے آئے قبر کی گود کے سپرد کرنے سے پہلے آپ نے پیشانی کو بوسہ دیا۔ حضرت ابراہیم کو حضرت عثمان بن مظعونؓ کے پہلو میں دفنایا گیا۔ حضرت عثمان حضور کے پہلے صحابی ہیں جنہیں سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ حضور کے حکم سے جنت البقیع کا آغاز آپ ہی کی آرام گاہ سے ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کا نام 'روحا' رکھا۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کو دفنانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ماتھے کو چوما اور فرمایا "نعم السلف سلفنا عثمان بن مظعون" قبر میں دفن ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے ایک بھاری پتھر اٹھا کر قبر پر نصب کیا۔ سیّدنا ابراہیم دفن ہوئے تو حضور نے اس چھوٹی سے قبر پر اپنے ہاتھ سے پانی چھڑکا۔ حضرت ابراہیم ام المومنین سیّدہ ماریہ قبطیہ کے بطن کا لطیف پھول تھے۔ ہم نے سیّدنا ابراہیم کی قبر پر فاتحہ پڑھی تو اپنے دوست حفیظ تائب یاد آئے جنہوں نے کہا تھا ؎

'ہاجرہ' بھی قبطیہ تھیں 'ماریہ' بھی قبطیہ
ان سے 'اسماعیل' تھے تو ان سے 'ابراہیم' تھے

حضرت ابراہیمؑ کی قبر سے چند قدم آگے بڑھیں تو بائیں ہاتھ پر کالے پتھروں کا ایک چوکھٹا نظر آئے گا۔ اس میں شہدائے احد کے چند افراد سوئے پڑے ہیں۔ کہتے ہیں ان شہداء کے عزیز انہیں میدان اُحد سے اٹھا لائے تھے اور یہاں دفنا دیا مگر بعد میں حضور نے حکم دیا کہ باقی شہداء کو میدان اُحد میں ہی دفنایا جائے۔ ان شہداء کے احاطے سے آگے بڑھیں تو آپ کو امام مظلوم سیّدنا عثمان بن عفان ذوالنورین (وصال ۳۵ھ) محو خواب نظر آئیں گے۔ آپ کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کے یکے بعد دیگرے خاوند تھے۔ ذوالنورین تھے، جامع آیات القرآن تھے، خلیفۃ الرسول تھے، محسن اسلام تھے اور جان نثار مصطفیٰ تھے۔

Marfat.com

در منشورِ قرآں کی سلک بہی　　زوج دونور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ھدیٰ　　حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

حضرت عثمان غنیؓ کا مزار جنت البقیع کے تمام مزارات سے نمایاں اور عالیشان تھا۔ بلند و بالا گنبد اور سنگ مرمر کے ستون۔ پھر مزار کے اردگرد صندل اور آبنوس کی لکڑی کی خوبصورت جالیاں ان پر سنہری مینا کاری تھی۔ اور مزار پر روشنیوں کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا۔ مگر نجدیوں کی تیغ ستم نے آپ کے مزار کو بلڈوز کر دیا تھا۔ جن دنوں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدینہ منورہ گئے سیّدنا عثمان غنیؓ کے مزار کی روشنیاں دیکھ کر خوش ہو گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضرا کے بعد سیّدنا عثمان غنیؓ کے مزار کا گنبد سب سے نمایاں تھا۔

اسی راہ پر چلتے چلتے چند لمحوں کے لیے رُک جائیں۔ یہاں حلیمہ سعدیہ خوابیدہ ہیں اس بی بی نے نبوت و رسالت کے چاند کو اپنی گود میں کھلایا تھا۔ یہ حضور کو دودھ پلانے والی مادر مہربان ہیں۔ چند قدم آگے بڑھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشفق چچی سیّدہ فاطمہ بنت اسد آرام فرما ہیں۔ آپ حضرت ابو طالب کی بیوی، سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ اور سید الانبیا کی مہرباں چچی تھیں۔ آپ نے ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش نگرانی اور شفقت میں وقف کر دی تھی۔ مکہ سے مدینہ آئیں تو کاشانۂ رسول اور خانہ علی المرتضیٰ کا اہم فرد تھیں آپ سیّدہ فاطمہ بنت اسد کو 'امی بعد امی' کہا کرتے تھے۔ جنازہ اٹھا تو سارا مدینہ امنڈ آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود کندھا دیتے آئے۔ قبر میں اتارنے سے پہلے اپنی مخدومہ، مشفقہ، محترمہ، مہاجرہ، فاضلہ چچی کی قبر میں اترے اور قبر کے اندر لیٹ گئے اور فرمایا میری چچی کو بہت اچھی آرام گاہ ملی ہے۔ اپنی قمیص کفن کے ساتھ رکھ کر مغفرت کی دعاؤں کے ساتھ سیّدہ فاطمہ بنت اسد کو جنت البقیع کی گود میں سلا دیا۔ یغفر اللہ لہا۔ آپ کی قبر کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیارے صحابی ابو سعید خدری کی قبر ہے۔

جنت البقیع کی شمالی دیوار کے ساتھ ساتھ آئیں تو آپ کی نگاہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں (عمات) کی قبروں پر پڑے گی۔ سیّدہ صفیہ بنت عبد المطلب (وصال ۲۰ھ) سیّدہ عاتکہ اور سیّدہ ام البنین آرام فرما ہیں۔ سیّدہ صفیہ بنت عبد المطلب وہ نامور خاتون ہیں جو شہدائے اُحد کو دیکھنے والی خواتین مدینہ میں شامل تھیں۔ سیّد الشہداء حمزہ آپ کے بھائی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ مگر قریشی عورتوں نے آپ کی نعش کو اس قدر مسخ کر دیا تھا کہ حضور کو

Marfat.com

خدشہ تھا کہ حضرت صفیہ اپنے بھائی کی حالت دیکھ نہ سکیں گی۔ ان کے بیٹے کو کہا والدہ کو روک دو۔ جب بیٹے نے حضور ﷺ کا فرمان پہنچایا تو حضرت صفیہ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں اللہ کی رضا اور قضاء پر صابر اور شاکر ہوں حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

یہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

نجدیوں کے قبضہ سے پہلے ایک ہزار چار سو سال تک جنت البقیع میں ان جلیل القدر حضرات کے مزارات پر شاندار گنبد (قبے) موجود تھے۔ مگر ان ظالموں نے 'نجدی مطوؤں' کے فتووں کی کدالیں لے کر ان تاریخی مزارات کو تہ و بالا کر دیا۔ آج یہاں دور دور تک ویرانی ہے۔ بکھرے ہوئے پتھر ہیں۔ گڑھے ہیں۔ مٹے ہوئے نشانات ہیں۔ روندے ہوئے مزارات ہیں۔ آج سے کئی سو سال پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدینہ پاک کے طویل قیام کے دوران ان عظیم الشان مزارات کو دیکھا اور اپنی کتاب ''جذب القلوب'' میں تفصیلات لکھیں۔ آج سے ۹۶ سال پہلے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ان مزارات کو دیکھا۔ زیارت کی، فاتحہ خوانی کی۔ آج سے ستاسی سال پہلے ۱۹۱۲ء میں بنگلور کے ایک عالم دین شمس العلماء سید شاہ عبدالغفار القادری نے ان مزارات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنی کتاب ''ہدیہ الحجاج والزائرین'' مطبوعہ ۱۹۱۲ء میں ان مزارات کی تفصیلات درج کی ہیں۔

جنت البقیع میں 'قبہ سیدنا عباس' تھا۔ اس گنبد میں اہلبیت کے اکثر افراد آرام فرما تھے۔ قبہ عمات النبی تھا۔ اس گنبد کے نیچے حضور ﷺ کی تین پھوپھیاں آرام فرما تھیں۔ قبہ ازواج مطہرات تھا اس میں حضور کی ازواج مطہرات، امہات المومنین محو خواب تھیں۔ قبہ عقیل بن ابوطالب تھا، اس گنبد کے نیچے حضرت عقیل کے علاوہ حضرت ابوسفیان بن الحارث، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر سوئے ہوئے تھے۔ قبہ عثمان غنی تھا۔ اس عظیم الشان گنبد کے نیچے سیّدنا عثمان غنی خلیفۃ المسلمین آرام فرما تھے۔ قبہ سیّدنا ابراہیم تھا اس گنبد میں حضور کے لخت جگر سیّدنا ابراہیم کے علاوہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن وقاص، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن مظعون، سعد بن زرارہ، خنیس بن حذافہ آرام فرما تھے۔ قبہ حلیمہ سعدیہ تھا۔ قبہ حضرت فاتح تھا (آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے نامور شاگرد تھے اور تابعی تھے)۔ قبہ سعد بن معاذ تھا۔ آپ لشکر اسلام کے نامور تیرانداز تھے۔ میدان جنگ میں آپ تیروں

Marfat.com

سے ہی کفار کی صفیں پلٹ دیتے تھے۔ قبہ امام مالک تھا۔ یہ تھے وہ قبے اور گنبد جو صدیوں تک اسلام کی عظمت کے نشان تھے۔ مگر نجدی بلڈوزروں نے انہیں پیوست زمیں کر دیا۔

بیا باہم درآویزیم ونالیم   زگیتی دل برانگیزیم ونالیم
یکے اندر حریم کوچۂ دوست   زچشماں اشک خوں ریزیم ونالیم

ہم حضور نبی کریم ﷺ کے الفاظ پر جنت البقیع سے رُخصتی کی اجازت چاہتے ہیں۔

السلام علیکم یا اھل المقابر بعین ما اصبحتم فیه مما أصبح الناس فیه اقلبت الفتن یقطع اللیل المظلم تیبع آخرها اولها الاخرة شرمن الاولی۔

''جہانِ رضا'' (مارچ 1999ء)

بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آن ختمِ رُسل امیرِ ایوانِ وُجود
دارائے سریرِ حُسن و سلطانِ وُجود

از بابِ کتابِ آفرینش پرسی
آن نامِ محمد ﷺ است عُنوانِ وُجود

وہ جو تمام انبیاءؑ پر آخری مُہر ہیں وہی وجود کے محل (کائنات) کے دُولہا ہیں
وہی اس کائنات کے مرکز اور خوبصورتی کے تخت پر جلوہ فرما ہیں
دُنیا کی ابتداء کی کتاب سے اگر تو پوچھے
تو (جواب ملیگا کہ) وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اسم گرامی ہے۔ جو عنوان ہستی ہے

Marfat.com

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر

مدینہ پاک بھی کیسی بستی ہے جہاں ہر طرف رحمتِ باری تعالیٰ کے چشمے رواں دواں ہیں۔ بارگاہِ نبوی میں بیٹھ جایئے، ہر چیز پُرنور دکھائی دیتی ہے۔ ہر چہرہ آفتاب اور ہر پیشانی ماہتاب نظر آتی ہے۔ مجھے ''اصحاب صفہ'' کی نشست گاہ پر تلاوت قرآن پاک کرتے ابھی ایک گھنٹہ نہ گزرا تھا کہ میرے ایک آفتاب رو دوست نے اشارۂ ابرو سے 'باب مجیدی' کی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر نکلا تو سامنے ایک گاڑی کھڑی دکھائی دی، مجھے اس میں بٹھانے کے بعد کہا کہ وہ سامنے دیکھو، میرے آقا کا پسندیدہ پہاڑ 'اُحد' نظر آ رہا ہے۔ آج ہم اس کے دامن میں چند لمحات گزاریں گے۔ میں ہر روز اس خوبصورت پہاڑ کو دیکھا کرتا مگر آج دوست مجھے اس کے دامن میں چند لمحات گزارنے کی دعوت دے رہا تھا، دل جھوم اُٹھا۔ گاڑی چلتی رہی، ہم جوں جوں وادی اُحد کی طرف بڑھتے گئے کوہ احد کی چٹانیں، پتھر حتیٰ کہ ذرّے نمایاں ہوتے نظر آنے لگے، میرے دوست نے میری مسرتوں میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا آج ہم 'دامن اُحد' میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیّد الشہدا حضرت امیر حمزہؓ کے مزار کی زیارت کریں گے اور ان کے ساتھ ہی رات گزاریں گے اور ان کے قرب و جوار میں ہی رہیں گے۔

میرے دوست نے چلتی ہوئی کار میں مجھے بتایا کہ سیّدنا امیر حمزہؓ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا تھے، رضاعی بھائی تھے (حضرت ثوبیہ کے شیر خوار) اور جان نثار صحابی تھے، بے مثال شمشیر زَن تھے۔ جری جنگجو تھے، بہادر مجاہد تھے، جب میدان جنگ میں اترتے تو دشمنوں پر شیروں کی طرح جھپٹتے، جب تلوار چلاتے تو کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔ ان کی تلوار بجلیاں برساتی چلتی جاتی۔ ان کی شمشیر کفار کے سر کاٹتی نکل جاتی۔ میرے دوست نے مجھے بتایا کہ سیّدنا حمزہ، حضور پاک کے ان صحابہ میں سے تھے جن پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نگاہ جلوہ باری فرماتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہر بات قبول فرماتے۔ تم نے تو خطیب مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری رضوی

Marfat.com

کی وہ بات اکثر علماء کرام سے سنی ہوگی کہ اگر کوئی مشکل حل نہ ہو تو سیّدنا امیر حمزہؓ کے مزار پر حاضری دو، پھر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر مواجہہ شریف پر کھڑے ہو کر سیّدنا امیر حمزہ کا نام لے کر بارگاہِ نبی ﷺ میں التجا کرو۔ مشکل سے مشکل کام آسان ہو جائے گا اور قبولیت کے فوری آرڈرز نافذ ہوں گے۔ حضور پاک اپنے چچا کی سفارش کبھی رَد نہیں فرماتے۔

ابھی میں یہ دل نشین باتیں سن ہی رہا تھا کہ ہماری کار دامن اُحد میں جا پہنچی اور میدان اُحد میں جا رکی، جہاں بے شمار اہل محبت جمع تھے۔ کار سے اُترے تو میرے دوست نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک وسیع احاطے کی طرف لے جاتے ہوئے بتایا دیکھو یہ ہے سیّدنا امیر حمزہ کا مزار، یہ ہے سیّد الشہداء کی آرام گاہ، یہ ہے عم رسول کی بارگاہ، یہ ہے شیر میدان اُحد کی زیارت گاہ، اور یہ ہے شہداء اُحد کی جلوہ گاہ!

دل و جاں وجد کناں جھک گئے بہر تسلیم

سیّدنا امیر حمزہؓ کا مزار ایک وسیع احاطے میں ہے جس کے ارد گرد لوہے کے جنگلے لگا دیے گئے ہیں اور لوگ ان جنگلوں کے باہر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں۔ میں کھڑا تھا، سامنے مزار مبارک تھا، میں بے خود تھا، نہ مجھے دعا کرنا آتی تھی نہ التجا، نہ سفارش کرنا آتی تھی نہ فریاد..........

سخن گفتن چہ مشکل بود آں جائے کہ من بودم!

ہوش سنبھالا تو میدان اُحد میں دور تک نظریں گئیں، میدان اُحد کے دامن میں حضور ﷺ کے جان نثار صحابہ آرام فرما ہیں، جانباز صحابہ سوئے ہوئے ہیں، مگر نجدی فتویٰ بازوں کے ہاتھوں ان مزارات کو پیوست زمین کر دیا گیا ہے، ان نادان دشمنوں کو کیا پتا کہ یہاں کون لوگ سوئے ہوئے ہیں۔

یہ ریگ و سنگ کے تودے یہ قبریں پاکبازوں کی
انہی سے آج دنیا بس رہی ہے سرفروشوں کی

پیام قسمت بیدار ہیں سوئے ہوئے غازی
انہی سے ہے نشان سرفروشی اور جانبازی

Marfat.com

یہی تھے شمع دین کے اولیں پر نور پروانے
صداقت کیش غازی، بادۂ غیرت کے مستانے

انہی روشن چراغوں سے زمانے میں اُجالا ہے
خدا کا اور محمد مصطفیٰ کا بول بالا ہے

اُحد میں سو رہی ہے آج بیشک مشت خاک ان کی
مگر گرم عمل ہے جاگتی ہے جان پاک ان کی

انہی کے جذبۂ ایثار سے لے کر توانائی
غلامانِ محمد کر گئے دنیا میں آقائی

اُحد کی تربتیں ہیں حریّت کے سنگ بنیادی
ہے جن پر استوار اسلام کا ایوانِ آزادی

آج ان جان نثارانِ رسول کے مزارات ریگ و سنگ کے تودے بن چکے ہیں۔ سیّدنا امیر حمزہؓ کا مزار مبارک اہل محبت کی زیارت گاہ ہے جہاں ہر روز سیکڑوں نہیں ہزاروں زائرانِ حرم فاتحہ خوانی کے لیے حاضری دیتے ہیں، دن رات آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

آپ بھی ان پاکبازان اُمت کے مٹے ہوئے مزارات دیکھ لیں۔ آپ بھی میدان اُحد کی ویرانیوں پر ایک نظر ڈال لیں، آپ بھی سیّدنا امیر حمزہؓ کی قبر کے احاطے کے پاس رُک کر دعا مانگ لیں۔ مگر میں تو آپ کو میدان اُحد کے ان معرکوں میں لے جانا چاہتا ہوں جہاں شمع رسالت کے پرسوز پروانے اپنی جانبازی کی تاریخ رقم کر رہے ہیں۔

آج تیسری سنہ ہجری کے ماہ شوال کی سات تاریخ ہے جب قریش مکہ کا زبردست لشکر بدر میں اپنی شکست کا انتقام لینے بڑھتا چلا آ رہا ہے، مکہ کی مشرکہ عورتیں دف بجا بجا کر اپنے لشکریوں کے حوصلے بڑھا رہی ہیں۔ انہیں غیرت دلا رہی ہیں، انہیں بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے اُکسا رہی ہیں، پھر اپنے حسن و شباب کے انعامات بانٹنے کا اعلان کر رہی ہیں۔

وہ دیکھو لشکر قریش کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ آگے بڑھتا آ رہا ہے اور اسلامی لشکر کو للکار رہا

Marfat.com

ہے، حضرت علی مرتضٰی نے نگاہ رسول سے اجازت پیکار طلب کی، اشارہ پاتے ہی شیر خدا کی تلوار چمکی تو طلحہ کا سر چیرتی ہوئی کمر تک جا پہنچی اور اسے دو حصوں میں کاٹتی زمین پر آ گئی، آپ شیر خدا کی تلوار کا وار تو دیکھیں۔

اُٹھی، اُٹھ کر کھنچی، کھنچ کر گری لوہے کے مغفر پر
یہ مغفر کٹ گیا آئی ہوئی اب آ گئی سر پر

سر خود سر کا توڑا، چہرہ کاٹا، حلق سے نکلی
صدائے الحذر ہر سو زبانِ خلق سے نکلی

طلحہ کا مردار لاشہ زمین پر تڑپ رہا تھا، مشرکین مکہ نے ذوالفقار علی کی کاٹ دیکھی تو دم بخود رہ گئے، اب طلحہ کا بھائی ابوشیبہ مشرکین مکہ کا علم اٹھائے آگے بڑھا اور عورتیں رجز (جنگی گیت) گاتی ہوئیں اس کے اردگرد ناچ رہی تھیں۔ وہ آگے بڑھا اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

پکارا میں ابوشیبہ ہوں ، میں طلحہ کا بھائی ہوں
مجھے سب جانتے ہیں، سنگدل ہوں اور قصائی ہوں

اس کی لافیں سن کر مسلمان لشکر کے ہر ایک مجاہد کی نگاہ چہرہ رسول ﷺ پر تھی اور حضور پاک ﷺ سے اذن جنگ طلب کر رہی تھی۔ حضرت علیؓ آگے بڑھے مگر حضور ﷺ نے رُک جانے کا اشارہ کیا، ادھر سیّدنا امیر حمزہؓ اشتیاق جہاد میں تڑپ رہے تھے، اجازت طلب نظریں بار بار التجا کرتیں، صف سے دو قدم آگے بڑھ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی۔

گزارش کی کہ اے سچے رسول اے ہادی کامل
جہاد فی سبیل اللہ میں اک بوڑھا بھی ہے شامل

عم پیغمبر سیّدنا امیر حمزہؓ نے اس انداز سے اجازت مانگی کہ رحمت دو عالم کی نگاہیں بار بار اُٹھتیں، لب خاموش رہتے، ادھر ابوشیبہ میدان جنگ میں کھڑا دھاڑ رہا تھا، ادھر سیّدنا امیر حمزہؓ اجازت طلب کر رہے تھے اور یہ سوالی کوئی روایتی آدمی نہ تھا، عرب کا بہادر انسان۔

سوالی کون؟ اپنی جان دینے کا تمنائی
سوالی کون؟ ابوطالب کا عبداللہ کا بھائی

Marfat.com

وہ حمزہ ناز تھا اہل عرب کو جس کی طاقت پر
فدا ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صداقت پر

سرکارِ دو عالمؐ نے میدان جنگ میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا

ہوا ارشاد اے عمِ خجستہ نام 'بسم اللہ'!
خدا حافظ ہے کیجیے نصرت اسلام 'بسم اللہ'!

حضرت حمزہؓ اذن جہاد پا کر میدان جنگ کی طرف بڑھے تھے، اب تیغ و سنان کے معرکے تھے۔

کھنچیں تیغیں، اٹھے خنجر، چلے نیزے، تنیں ڈھالیں
کٹے مغفر، پھٹے سینے، چھٹے بازو، نچیں کھالیں

وہ دیکھیں مشرکین مکہ کے علم بردار طلحہ کا بیٹا آگے بڑھ رہا ہے، پھر دیکھیں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی کمان سے برق رفتار تیر نکلا اور اس علمبردار کا حلق چیرتا گیا، اب طلحہ کے دوسرے بیٹے مسافع نے علم اٹھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار ابن افلح کی تلوار نے اسے ڈھیر کر دیا، اب طلحہ کے تیسرے بیٹے کلاب نے علم اٹھایا تو زبیر ابن عوام کی تلوار نے اسے دو ٹکڑے کر دیا، قریش مکہ کے ایک اور قریشی پہلوان نے علم اٹھایا ہی تھا کہ حضرت علی شیر خداؑ کی تلوار چمکی اور اسے ڈھیر کر دیا۔ اب کفار کے لشکر کا جھنڈا اٹھانے والا کوئی نہ تھا۔

مسلمان کفار مکہ کے لشکر کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے، کفار ایک ایک کر کے بھاگنے لگے، جان بچانے لگے، ان کی تلواریں ان کے گلے کا ہار بن گئیں، ان کے خود ان کی آنکھوں پر ڈھلک گئے، ان کے قدم اکھڑ گئے، نہ ان کی تلواریں کام آئیں، نہ زرہیں بچا سکیں، نہ نیزے اٹھا سکے، نہ تیر چلا سکے، وہ بزدل بھیڑوں کی طرح بھاگنے لگے، میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ تھا، دشمنوں سے خالی ہو رہا تھا، وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگنے لگے، اب مجاہدین اسلام ان کا تعاقب کر رہے تھے اور دور دور تک پیچھا کر رہے تھے۔

خالد بن ولید نے بھاگنے والے مکی جیالوں کو دیکھا تو حیران رہ گیا، سوچنے لگا یہ کیا ہو گیا، ادھر مسلمانوں میں نو وارد مجاہدین مال غنیمت سمیٹنے لگے تھے، اس نے ان مسلمانوں کو لوٹ مار میں مصروف پایا تو ایک دستہ لے کر اس ٹیلے پر چڑھ آیا جو مسلمان تیر اندازوں نے خالی کر دیا تھا،

Marfat.com

خالد کیا پلٹا جنگ کا پانسا پلٹ گیا، مکی پیچھے سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں تہ تیغ کرنے لگے، ادھر بھاگے ہوئے مکی واپس آنے لگے اور مسلمانوں پر اتنا زوردار حملہ کیا کہ کسی کو خبر نہ تھی کہ کیا ہو گیا ہے۔

اس حملے نے کئی مسلمانوں کو حواس باختہ کر دیا۔ وہ میدان جنگ چھوڑ کر مدینے کا رُخ کرنے لگے، وہ گرتے پڑتے ادھر ادھر بکھر گئے، کفار کا ایک ریلا سیّد الانبیاء پر ٹوٹ پڑا، کفر کا سارا زور رحمت عالم کی ذات پر تھا، باطل کا سارا طوفان سیّد الانبیاء ﷺ پر امنڈ پڑا تھا۔ صحابہ گرتے پڑتے، سنبھلتے، سنبھالتے ادھر ادھر تھے۔ مگر اس افراتفری کے باوجود میدان جنگ میں حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھیں، حضرت سعد کو دیکھیں، حضرت ابودجانہ کو دیکھیں، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن، ابوعبیدہ، حارث، عاصم، سہیل، خباب، سعید و طلحہ، ابن مسلمہ، معاذ بن جبل اور کعب رضی اللہ عنہم کھڑے داد شجاعت دے رہے تھے اور اپنے آقا پر جان قربان کر رہے تھے۔ ان حالات میں حضرت حمزہ کا جلال دیدنی تھا۔ ان کا چہرہ مہر تاباں کی طرح درخشاں تھا، وہ کفار کے جمگھٹے میں اپنی دودھاری تلوار سے لڑ رہے تھے۔

سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا

جہاں غالب نظر آتا تھا انبوہ قریش ان کو
بپھر کر اس پہ جا پڑتے تھے آ جاتا تھا طیش ان کو

حضرت حمزہؓ جنگ مغلوبہ میں چوکھی لڑ رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ مکہ میں ختنہ کرنے والی ایک عورت کا بیٹا سباع غبشانی بھی تلوار پکڑے لڑ رہا ہے، حضرت حمزہؓ اسے دیکھ کر حیران رہ گئے، اب ''ختانت النساء'' کے بیٹے بھی میدان جنگ میں نکل آئے ہیں۔ آپ نے اسے للکارا اور کہا او فرزند ختانہ تم بھی یہاں آ گئے، تلوار کا ایک وار کیا اور دو ٹکڑے کر دیا۔

اٹھایا خاک سے اس طرح گویا خاک کر ڈالا
گرایا اور لٹایا اور قصہ پاک کر ڈالا

حضرت حمزہؓ کی تلوار نے سباع کا قصہ پاک کیا ہی تھا کہ مکے کے چند قریشی نوجوان آپ کے سامنے آ گئے، آپ نے ان کو اپنی شمشیر کی نوک پر رکھنا چاہا تو وہ وہاں سے بھاگ نکلے۔

Marfat.com

اب آپ کفار کے ایک اور جمگھٹے کی طرف بڑھے تو راستہ میں وحشی دو چٹانوں کے پیچھے گھات لگا کر بیٹھا تھا اس نے دور سے اپنا مخصوص بھالا پھینکا جو حضرت امیر حمزہ کے پیٹ کو چیرتا ہوا نکل گیا، آپ نے وحشی کا تعاقب کیا مگر وہ دور بھاگ چکا تھا۔ آپ اس مہلک زخم سے زمین پر گر گئے۔ وحشی نے پلٹ کر آپ کا پیٹ چاک کیا اور آپ کا جگر نکال کر ہندہ کو تحفۃً پیش کیا۔

ہندہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ حضرت حمزہ سے اپنے باپ، بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کے قتل کا بدلہ لیگی، اس نے وحشی کو اس کام کے لیے تیار کر رکھا تھا، جونہی حضرت حمزہ کا جگر ہاتھ میں آیا وہ خوشی سے دیوانہ ہوگئی، غصے میں جگر کو چبانا چاہا مگر اسے نگل نہ سکی، پھر دوڑی دوڑی آپ کی لاش کے پاس آئی اور مکی عورتوں کے ساتھ مل کر حضرت حمزہ کے اعضائے بدن کو کاٹ کر گلے کا ہار بنالیا۔ یہ جوش انتقام کی ایک خوفناک صورت تھی اور حضرت حمزہ کی لاش کو مسخ کرنے کا بدترین طریقہ تھا۔

میدان احد کے ایک کونے میں حضرت حمزہ کی نعش مکہ کی سفاک عورتوں کا نشانہ بنی ہوئی تھی، دوسری طرف سارا میدان اُحد جنگ مغلوبہ کی زد میں تھا۔ نبی کریم کی ذات پاک پر حملے ہو رہے تھے، صحابہ کرام کی جان نثاری کے مناظر تھے، حق و باطل کے معرکے تھے اور ظلمت و نور کے حلقے تھے۔

سمٹتے، پھیلتے، بڑھتے ہوئے، گھٹتے ہوئے حلقے
ابھرتے، بیٹھتے، ملتے ہوئے، پھٹتے ہوئے حلقے

حضرت حمزہؓ جو میدان بدر کے مجاہد اوّل تھے۔ جن کی شمشیر نے بڑے بڑے سورماؤں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ آج معرکۂ اُحد میں بجلی بن کر خرمن کفر کو خاکستر بنا رہے تھے۔ جن کی تلوار جدھر جاتی کفار کے لشکر کٹ جاتے یا چھٹ جاتے۔ مگر آج وہی حمزہ بے گور و کفن پڑے ہیں اور مکہ کی سفاک عورتیں گدھوں کی طرح ان کی لاش مبارک کو نوچ رہی ہیں۔

پڑا تھا وہ جسد آغشتہ خون و خاک کے اندر
کہ جس کے دبدبے کی دھاک تھی افلاک کے اندر

وہی شیرانہ صورت تھی وہی مردانہ چہرہ تھا
شعاعیں مہر کی بکھری تھیں یا دولہا کا سہرا تھا

Marfat.com

لہو سے غسل فرما کر نہا کر باوضو ہو کر
خدا کے روبرو آئے تھے حمزہ سرخرو ہو کر

فرشتے بھی یہاں کرتے نہ تھے اقدام سرگوشی
مسلسل ایک سناٹا مسلسل ایک خاموشی

شام سے پہلے پہلے جنگ کے بادل چھٹ گئے، قریش مکہ میدان اُحد چھوڑ کر بھاگ گئے، میدان اُحد لاشوں سے اَٹا پڑا تھا۔ حضور نبی کریم صحابہ کے ساتھ اپنے ایک ایک جان نثار کی نعش پر جاتے اور یہ خونچکاں مناظر دیکھ کر رحمت عالم کی آنکھیں ڈوب ڈوب جاتیں۔

بہر سو خونچکاں لاشے پڑے تھے ان شریفوں کے
جو حامی بن کے آئے تھے غلاموں کے ضعیفوں کے

یہ بندے اس زمیں پر فرض ادا کرنے کو آئے تھے
قضا کو زندگی کا قرض ادا کرنے کو آئے تھے

جب رحمت دو عالم ﷺ اپنے عم محترم کی لاش پر پہنچے تو یہ منظر دیدنی تھا۔ صبر وضبط کا یہ درس شاید ہی کسی نے پڑھایا ہوگا۔ صحابہ کرام کھڑے ہیں، حضور پاک ﷺ خود حضرت حمزہؓ کی نعش کو دیکھ رہے ہیں۔ ان کی مسخ شدہ لاش کو دیکھ کر صبر وضبط کی مثال ہیں اور صحابہ کرام کو صبر کی تلقین ہو رہی ہے۔ ادھر سے حضرت حمزہؓ کی ہمشیرہ حضور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضرت حمزہؓ کی میت کی طرف آ رہی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے بیٹے زبیر کو حکم دیا کہ اپنی والدہ کو دور ہی روک لیں۔ وہ یہ منظر دیکھ نہ سکیں گی، وہ اپنے بھائی کا یہ حال دیکھ کر برداشت نہ کر سکیں گی، بیٹا والدہ کو روکنے کے لیے گیا، حضور ﷺ کا فرمان سنایا مگر اللہ کی رضا پر اس صابر خاتون نے انا للہ وانا الیہ رٰجعون پڑھا، حضور پاک ﷺ سے اذن زیارت طلب کیا، حضور رحمت عالم ﷺ نے اجازت دی، وہ اپنے بھائی کی نعش پر آئیں مگر مجال ہے کہ صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے چھوڑا ہو، نہ روئیں، نہ چلائیں، چہرے پر ایک نگاہ ڈالی اور دعا کر کے لوٹ آئیں۔

یہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

Marfat.com

حضرت حمزہؓ کو جائے شہادت پر ہی دفنانے کا حکم دیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہادر صحابہ کو اپنے ہاتھوں دفن کیا۔ اسلام کی شجاعت اور بہادری کا یہ نشان آغوش اُحد میں لٹا دیا گیا۔

آج ہم اسی مقام پر کھڑے حضرت حمزہ کی زیارت کر رہے تھے۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ اسلام کی عظمت کو سلام کر رہے تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں اور جانبازوں کو ہدیۂ تحسین پیش کر رہے تھے، واپس ہونے کے لیے کار میں بیٹھے، ٹیپ کی آواز کھولی تو اپنے قاری غلام رسول صاحب کی آواز میں اس آیت کریمہ کی تلاوت سنائی دے رہی تھی۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیآء و لکن لا تشعرون ۔

''جہانِ رضا'' (اپریل، مئی 1999ء)

Marfat.com

تیری محفل میں بیٹھنے والے کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں

آج دل چاہتا ہے کہ آپ میرے پاس بیٹھ جائیں چُپ چاپ، صم صام، زباں بکام، ساکت وصامت اور دَم بخود۔

"نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا"

یہ دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہ ایوان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہاں اہل محبت کی ہزار ہا زبانیں ہیں مگر خاموش، یہاں ستر (۷۰) ہزار فرشتے سر جھکا کر آتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں۔ یہاں جبرئیل علیہ السلام جیسے اولوالعزم فرشتے پہرہ دیتے ہیں پر بچھاتے ہیں۔ آپ نظریں اُٹھائیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گنبدِ خضریٰ نظر آئے گا، یہاں میرے آقا و مولا جلوہ فرما ہیں، ساتھ ہی آپ کے یارِ غار سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ آپ کے صحابہ کا ایک وسیع حلقہ موجود ہے جس میں سیّدنا فاروق اور سیّدنا عثمان غنی نمایاں ہیں۔ اسد اللہ الغالب سیّدنا علی ابن ابی طالب ممتاز نظر آرہے ہیں۔ وہ دیکھیے حضور کے عم محترم سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ حد نگاہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق صحابہ صف در صف دکھائی دے رہے ہیں۔

الصلوة والسلام علیك یا سیّدی یا رسول اللّٰه وعلی آلك واصحابك و اهل بیتك و ازواجك و ذریاتك اجمعین!

آپ نور بصیرت اور ایمانی آنکھ سے سب کو پہچانتے جایئے، ایک ایک کے چہرہ انور پر نگاہ ڈالیں، ایک ایک کے رُخ زیبا کو پہچانیے، ایک ایک کی پیشانی پر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار دیکھیے۔ آپ کی خاموش نظریں گھومتی جائیں گی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک صحابی کی زیارت کرتی جائیں گی اور ہر ایک کو ایمانی بصیرت سے پہچانتی بھی جائیں گی۔

اس محفل کی وسعت پر نظر محبت ڈالیں دُور دُور تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بلند قدر افراد

Marfat.com

اپنے اپنے مراتب اور مناصب کے اعتبار سے اپنے اپنے مقام پر کھڑے نظر آئیں گے۔ کس کس کا نام لیں، کس کس کی بات کریں، کس کس کی شان بیان کریں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں، کھربوں اگرچہ اپنی جگہ موجود نہیں مگر میں آپ کی نگاہ شوق کی وسعت کو بھی داد دوں گا کہ آپ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ان نورانی چہروں کو اپنی محبت وعقیدت کی نظروں سے پہچان رہے ہیں۔

دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں بیٹھنے والے یہ قدسی حضرات عالم ارواح کی مخلوق ہیں، نہ جگہ گھیرتے ہیں، نہ لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ تنگ کرتے ہیں، نہ آپ کے آنے جانے اُٹھنے بیٹھنے عبادت کرنے وردو وظائف پڑھنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور نہ دوسروں کے معمولات میں مخل ہوتے ہیں، یہ دربار مصطفیٰ ﷺ کا نظام ہے کہ جسمانی زائرین مہمان رسول ﷺ ہیں مگر روحانی حضرات حاضرین محفل بھی ہیں اور آپ لوگوں کے میزبان بھی۔ آپ لوگوں کے لیے کھلی جگہ بھی ہے، آپ کے لیے کشادہ راہیں بھی، آپ لوگوں کے لیے منقش قالین بچھے ہوئے ہیں، آپ کے لیے مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام کی بڑی پروقار جگہ ہے، آپ کے لیے قدمین شریفین میں حاضری کی جگہ ہے، آپ کے لیے اصحاب صفہ نے جگہ خالی کر دی ہے، آپ کے لیے ''ریاض الجنت'' کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں، آپ ''باب السلام'' سے آئیں، مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھیں، اشک آلود نظروں سے باہر نکل کر واپسین نظروں سے گنبد خضرٰی دیکھتے جائیں۔

آپ میرے ساتھ آ جائیں، باب جبرئیل سے ہوتے ہوئے ترکوں کے تعمیر کردہ برآمدوں میں آ بیٹھیں، جہاں پر نور صحن اپنا دامن پھیلائے آپ کو دعوت عبادات دیتا ہے، صحن پر بڑی بڑی خوبصورت چھتریاں سایہ فگن ہیں تا کہ حضور کے مہمانوں کو تکلیف نہ ہو، آپ یہاں ہی میرے ساتھ بیٹھ جایئے یہاں سے گنبد خضرٰی سامنے نظر آتا ہے، یہاں سے دربار مصطفیٰ ﷺ کی ساری رعنائیاں اور رونقیں دکھائی دیتی ہیں، آپ اپنے اردگرد نگاہ ڈالیں، آپ کو عاشقانِ رسول کا ایک جم غفیر دکھائی دے گا، آپ کو دنیا کے گوشے گوشے سے آنے والے محبان رسول ﷺ بیٹھے نظر آئیں گے۔ ویسے دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضری دینے والا ہر انسان عظمت کی مثال ہے، بلندی کا نشان ہے، مگر میں آپ کو ان حضرات سے ملوانا چاہتا ہوں جو میرے شناسا ہیں اور ان کی شناسائی صرف دربار مصطفوی ﷺ میں رفاقت کی شناسائی ہے۔

Marfat.com

تیری محفل میں بیٹھنے والے آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

یہ بینظیر آدمی، یہ بینظیر لوگ، یہ بینظیر اہل دل حضور کی نگاہوں کے پیاسے گردن جھکائے بیٹھے ہیں، ان کے دل روشن ہیں، چہرے درخشاں ہیں۔

تیری محفل میں بیٹھنے والے کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں

آپ چند لمحات کے لیے ان روشن ضمیر لوگوں سے ملاقات کریں۔ میری ہم نوائی کریں، میرے ساتھ رہیں، میرے پاس بیٹھیں اور دیکھیں کہ کیسے کیسے لوگ کہاں کہاں سے کھنچے چلے آئے ہیں۔ یہ دربار مصطفیٰ ﷺ ہے، یہ محفل جو آج لگی ہے آپ شاید پھر نہ دیکھ سکیں گے، یہ گھڑیاں جو آج میسر آئی ہیں، ہمیں پھر میسر نہیں آئیں گی، یہ لمحات جو آج نصیب ہوئے ہیں پھر نہیں ملیں گے، یہ صورتیں جو آج دکھائی دے رہی ہیں پھر دکھائی نہیں دیں گی، آپ چراغ رُخ لے کر بھی تلاش کریں گے تو یہ لوگ نہیں ملیں گے۔

ان سے ملیے یہ ہیں ڈاکٹر نور محمد ربانی صاحب، بیس سال سے شہر حبیب میں قیام پذیر ہیں اور بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔ زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزارتے ہیں، مقامِ صفہ کے پیچھے چند صفیں چھوڑ کر چھتریوں کے مشرق میں نماز ظہر سے نماز عشاء تک بیٹھتے ہیں۔ سامنے گنبد خضرٰی اور نماز کے وقت مزار مصطفیٰ ﷺ کے عقب سے رو بہ قبلہ ہو کر نمازیں ادا کرتے ہیں۔ میرے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے ہیں، مجھے عصر کے بعد آپ کے پہلو میں بیٹھنے کا کئی بار شرف حاصل ہوا، آپ راج کوٹ انڈیا میں پیدا ہوئے، قیام پاکستان کے بعد کراچی میں قیام رہا، میڈیکل کالج کراچی سے ایم بی بی ایس کیا، ایک وقت آیا کہ مدینہ پاک کے ایک ہسپتال میں تقرری ہوگئی، سترہ سال ملازمت کی، اہل مدینہ کی خدمت کی، ریٹائرمنٹ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی بس گئے، اب آپ کا زیادہ تر وقت دربار نبوی میں گزرتا ہے، نعتوں کا ایک خوبصورت مجموعہ چھاپ کر مفت تقسیم کیا، ایک نہیں کئی ایڈیشن چھپوائے اور تقسیم کرتے گئے، لاکھوں روپے خرچ کر کے نعت مصطفوی بانٹتے جاتے ہیں، رمضان شریف میں ایک سو مہمانانِ حرمِ نبوی کی افطاری کراتے ہیں اور سابقہ بیس سال سے رمضان المبارک کے آخری ہفتہ میں حرم نبوی میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔

بارگاہ نبوی ﷺ کے صحن میں جہاں چھتریوں کا مغربی دامن پھیلنے لگتا ہے، الشیخ حکیم محمد عارف ضیائی القادری لاہوری رمضان المبارک میں افطاری کے لیے ایک سو مہمانوں کے لیے

Marfat.com

دستر خوان (سفرہ) بچھاتے ہیں۔ آپ کسی زمانے میں ''مرکزی مجلس رضا لاہور'' کے صدر تھے اور حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کے ابتدائی ساتھی تھے۔ جو آپ سے مل کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کتابیں شائع کر کے تقسیم کیا کرتے تھے، مدینہ پاک پہنچے تو مولانا ضیاء الدین قادری خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے دامن سے وابستہ ہو گئے، سابقہ تیس سال سے در مصطفیٰ پر پڑے ہوئے ہیں، اچھا مکان، اچھی گاڑی، خوبصورت بچے، نیک سیرت بیوی اور اچھے اچھے احباب کا حلقہ قائم ہے، اعلیٰ حضرت کی کئی عربی کتابوں کو چھپوا کر دیار حبیب میں تقسیم کر چکے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے اکثر مجاورین آپ کے حلقۂ عقیدت میں بیٹھتے ہیں جن میں میاں اویس، میاں محبوب، میاں خادم حسین، لال بادشاہ، میاں صادق، میاں اعجاز کے علاوہ حافظ فیاض اور صاحبزادہ اویس ''معارف نعمانیہ'' شاد باغ لاہور بھی صف بستہ نظر آئے۔ آپ نے اپنے تیس سالہ قیام مدینہ کے دوران سیدی ضیاء الدین قادری رضوی پر ایک اعلیٰ کتاب لکھی ہے۔

پیر سیّد محمد حسن شاہ گیلانی نوری باب مجیدی میں داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ بیٹھتے ہیں۔ ان کے احباب یہاں ہی ملنے آجاتے ہیں۔ مریدین کی نشست بھی ہوتی ہے، آپ لاہور کے سیّد پیر محمد معصوم شاہ گیلانی کے فرزند ارجمند ہیں۔ ''نوری کتب خانہ لاہور'' کے مالک ہیں۔ قادری نوشاہی سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ سابقہ چوالیس سال سے دیارِ حبیب میں حاضری کے لیے آتے ہیں۔ حج وعمرہ کے ساتھ ساتھ قیام مدینہ کی سعادتیں حاصل کرتے ہیں۔ مجھے ہر بار ان کی رفاقت میسر رہتی ہے، آپ نے بتایا کہ میں پہلی بار 1955ء میں سمندری راستہ سے دیارِ حبیب میں آیا تھا۔ ان دنوں جدہ اور مدینہ کے درمیان بسیں چلتی تھیں، سڑکیں کچی تھیں، خاک حجاز کی فراوانیاں حاجیوں کے چہروں پر غازہ محبت بن کر نظر آتیں، مسجد نبوی کے ارد گرد تنگ تنگ گلیاں اور کچے مکانات میں اہل محبت کو رہتے دیکھا، آج چالیسویں بار عمرہ کر کے حضور کی بارگاہ میں پہنچا ہوں۔

لندن سے آنے والے جناب انصار اللہ صدیقی صاحب ہر سال بارگاہ رسول کی حاضری دیتے ہیں اور حرم نبوی میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ علماء کی قدر کرتے ہیں، نعت رسول سن کر باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں آئے تو اپنی قیام گاہ پر ایک محفل نعت منعقد کی، جس میں پاکستان، امارات، سعودیہ اور برطانیہ میں مقیم نعت خوانوں نے مدحت

Marfat.com

رسول سنا کر دل خوش کر دیا۔ آپ سابقہ بیس سال سے ہر سال حاضری دے رہے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ انصار اللہ صدیقی لندنی نہیں ''مدنی'' ہیں۔

قدمین شریفین بھی عاشقان رسول کا مخصوص زاویہ ہے۔ قدمین شریفین میں بیٹھے ایک دن ایک خوبصورت اور خوش لباس شخص نے مجھے بار بار دیکھا اور یوں دیکھا جیسے مجھے پہچانتا ہو۔ میں اس کے چہرے پر نظر ڈالتا پھر آنکھیں چرالیتا۔ آخر وہ اس بے التفاتی کے باوجود نشانہ تیر نگاہ بنتا رہا۔ میرے ایک دوست میرے پاس آئے اور کہنے لگے وہ دیکھو حافظ محمد یونس سیالکوٹی بیٹھے ہیں، میں اُٹھا، قریب جا بیٹھا، دست بوسی کی، مسکرا کر کہنے لگے مجھے پہچانا نہیں؟ میں ابھی خاموش تھا، تو کہنے لگے میں حافظ محمد یونس ہوں، آج سے چالیس سال قبل آپ لاہور کی مسجد نبویہ میں تقریر کیا کرتے تھے تو میں اعلیٰ حضرت کی نعت پڑھا کرتا تھا، میں فرط مسرت سے جھوم اُٹھا، ان کے رُخسار گل رنگ کو بوسہ دیا، اگر چہ قدمین شریفین کے اس زاویہ نشین کی داڑھی سفید ہو چکی تھی مگر رُخسار ابھی تک گل رنگ تھے اور چہرے پر حب رسول کا نور چھلکتا تھا۔

میں ۱۹۶۰ء میں لاہور کی جامع مسجد نبویہ سٹی کوتوالی میں جمعہ کے اجتماع میں خطاب کرتا تھا، حافظ محمد یونس اعلیٰ حضرت کی نعت ''چنیں و چناں تمہارے لیے'' اس دل آویزی اور خوش آوازی سے پڑھتے کہ دل جھوم جھوم جاتا، وہ اعلیٰ حضرت کی ایک ہی نعت پڑھتے یا ان کو دوسری نعت آتی نہ تھی یا ان کی پسندیدہ یہی تھی، ہمارے بعض دوستوں نے پیار سے ان کا نام ''حافظ چنیں و چناں'' مشہور کر دیا تھا، آج مجھے وہ بہت اچھے لگے وہ اپنی جگہ سے اٹھنے سے معذور تھے۔ میں نے نعت سنانے کی درخواست کی تو میرے کان سے ہونٹ لگا کر صرف دو اشعار سنائے۔

زمین و زماں تمہارے لیے ،مکین و مکاں تمہارے لیے
چنیں و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اُٹھیں گے وہاں تمہارے لیے

اس شعر پر حضورِ انور کے روضۂ مبارک کی طرف ہاتھ اُٹھا تو میں جھوم اُٹھا۔

اب میں تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں تھا، حافظ محمد یونس تھے اور دبی دبی سسکیوں کی آواز تھی، چند لمحوں بعد انہوں نے بتایا میں اٹھارہ سال سے شہر رسول ﷺ میں مقیم

Marfat.com

ہوں، سارے اہل وعیال کے ساتھ رہ رہا ہوں اور عصر سے عشاء تک قدمین شریفین میں حاضر ہوتا ہوں۔

''اے خوش آں شہرے کہ دروے دلبر است''

پیر سیّد محمد حسین صاحب گیلانی نوری سجادہ نشین سادہ چک گجرات سابقہ چالیس سال سے دربار نبی میں ہر سال آ رہے ہیں، وہ اہل وعیال سمیت آتے ہیں، مریدوں کا ایک مختصر سا قافلہ بھی ساتھ ہوتا ہے، وہ حضرت سیّد محمد معصوم شاہ گیلانی بانی نوری بک ڈپو لاہور کے بڑے بیٹے اور سیّد محمد حسن شاہ گیلانی کے بڑے بھائی ہیں۔ بڑے عبادت گزار اور پیر طریقت ہیں۔ آپ کے ہزاروں مرید پاکستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں، ہم ان کے دستر خوان کی مجالس میں بیٹھتے، وہ ہر سال آتے اور کئی ماہ حضور کی بارگاہ میں حاضر رہتے۔

صفہ پر ایک ترکی بزرگ اپنے ساتھیوں سمیت روزانہ ملتے، یہ سیّد محمد حسن شاہ گیلانی کے دوست تھے، بڑے وجیہ، خوبصورت لباس شخص تھے، ہم ہر روز صفہ پر حاضری دیتے تو ان کی دست بوسی کا شرف حاصل کرتے، مجھے سیّد محمد حسن شاہ صاحب گیلانی نے بتایا کہ میں سابقہ دس سال سے انہیں صفہ پر بیٹھے دیکھتا ہوں اور جب قریب سے گزرتا ہوں تو ان کی مسکراتی نگاہیں دعوت دست بوسی دیتی ہیں۔

سیّد محمد حسن گیلانی صاحب مجھے ہر روز باب عمر کی طرف لے جاتے، وہاں بلالی رنگ کے عمر رسیدہ مگر لمبے قد کے منحنی بزرگ سے ملاتے، یہ بیٹھے بیٹھے ہمیں اپنی لمبی لمبی بانہوں میں سمیٹ کر سر چومتے اور ہم خوش خوش لوٹ آتے، یہ تو ہمارا ہر روز کا معمول تھا، وہ سابقہ بیس سال سے بارگاہ مصطفیٰ میں مقیم ہیں، کہاں کے ہیں؟ کیا نام ہے؟ نہ ہم نے پوچھا نہ انہوں نے بتایا، میرے دوست سیّد محمد حسن گیلانی انہیں ہر سال ایک گرم شال کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

مولوی فقیر محمد صاحب پچھلی چھتریوں سے ملحقہ برآمدے میں بیٹھتے تھے، ہم ہر روز ملتے، وہ ایسی جگہ بیٹھا کرتے جہاں سے گنبد خضرا ی دعوت نظارہ دیتا ہے، بڑے محبت والے اور بڑے پیار والے، مدینہ پاک میں ملازمت کرتے رہے مگر سابقہ دس سال سے ''حرم نبوی'' میں ظہر سے عشاء تک اپنی نشست گاہ میں بلاناغہ بیٹھتے ہیں، ان کے قریب ہی ڈاکٹر نور محمد ربانی صاحب کی نشست گاہ ہے۔ مسکرا کر کہنے لگے شاہ صاحب آپ نے مجھے چار جیبوں والا 'سلوکا' دیا تھا، مجھے بڑا کام آیا، اب ضعیف ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے اب کی بار پانچ پانچ

Marfat.com

جیبوں والے ''دوسلوکے'' پیش کروں گا۔

باب مجیدی میں داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ عربی مخطوطات کی ایک لائبریری ہے، یہاں غالباً کبھی سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، لائبریری کی دیوار کے ساتھ پیر طریقت جناب محمد صدیق صاحب مرولہ شریف کی زیارت ہوتی، وہ چند روز قیام کرتے پھر امارات کی طرف روانہ ہو جاتے، حضرت پیر محمد صدیق صاحب کی نشست گاہ سے گنبد خضریٰ کی طرف چند صفیں آگے بڑھیں تو ہمیں صاحبزادہ پیر علاء الدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف آزاد کشمیر بیٹھے نظر آتے۔ کبھی رات کو ''عنابیہ'' میں ایک بلند و بالا بلڈنگ میں ان کی قیام گاہ پر حاضری ہوتی، پیر علاء الدین صدیقی عالم دین بھی ہیں اور شیخ طریقت بھی۔ ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ آزاد کشمیر پاکستان سے باہر یورپ کے ممالک اور امریکہ کی ریاستوں میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے نیریاں شریف میں ایک دینی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی ہے۔ جس پر آج تک چھبیس کروڑ روپے صرف بلڈنگ پر خرچ آ چکا ہے، صاحبزادہ صاحب نے مجھے بتایا کہ اس یونیورسٹی میں چار ہزار طلباء کی تعلیم و تدریس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ الحمدللہ اس سال تعلیم و تدریس کا آغاز ہو چکا ہے۔ پاکستان اور مصر و حجاز سے اساتذہ کا تقرر ہو چکا ہے۔ پیر صاحب نے مجھے یہ بتا کر خوش کر دیا کہ وہ ہر سال مدینہ منورہ آتے ہیں دربار مصطفیٰ میں ﷺ حاضری دیتے ہیں اور بارگاہ رسول سے تعلیمی اور روحانی پروگراموں کی منظوری لے کر جاتے ہیں۔

چھتری نمبر سات کے زیر سایہ مجھے ہر روز ایسا شخص ملتا جس سے مجھے صبح کی نماز اور شام کی نماز کے بعد دست بوسی کا شرف حاصل ہوتا۔ یہ شخص اصغر علی نظامی تھا، جو حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری بھیروی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید، ان کے مدرسہ سے فیض یافتہ اہل اللہ اور درویشوں کی محبت سے سرشار اور اپنے مختصر کمرے کے وسیع دستر خوان پر مہمانان رسول ﷺ کی تواضع کرتا ہے، نظامی بیس سال سے دیارِ حبیب ﷺ میں قیام پذیر تھا اور سابقہ سات سال سے شہر محبت میں ''عنبریہ'' میں ''الحب الرتج'' کی ایک خوبصورت بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔ بات کرتے کرتے جب میری عربی ختم ہو جاتی تو نظامی کی عربی شروع ہوتی۔ اس طرح مجھے اس کی رفاقت میں عربی داں دانشوروں سے بات کرنے میں بڑا سہارا ملتا۔ وہ پنجابی زبان کا بڑا اسکالر ہے، جہاں اس کی پنجابی ختم ہوتی تو میری اُردو زبان بڑھ کر اس کے جملے پورے کرتی، مجھے اس کے سنائے ہوئے کئی عربی اشعار اور پنجابی بول ابھی تک یاد ہیں۔ ''نظامی'' میری دلدہی کے لیے

Marfat.com

ایسے شعر سنا دیتا جن کا لطف و سرور کافی دنوں تک میرے دل و دماغ پر چھایا رہتا۔ یہ ساری رات جاگتا، بعض اوقات میں رات کے دو بجے اس کے گھر جا دھمکتا تو وہ آنکھیں فرش راہ کرتا میرے سامنے خشک میووں کی پلیٹ سجا کر خوشبودار قہوے کی فنجان سامنے لا رکھتا۔ وہ اس وقت نہ آنکھیں ملتا، نہ انگڑائی لیتا، نہ تھکاوٹ کا اظہار کرتا اور نہ نیند کو اپنے نزدیک پھٹکنے دیتا، جب تک میں وہاں رہتا میرے دل میں کئی بار خیال آتا یا رسول اللہ! آپ کے شہر میں ایسے ایسے لوگ بھی رہتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد فیض احمد صاحب اویسی بہاولپوری رمضان شریف کے آخری عشرہ میں بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرور حاضری دیتے ہیں اور کئی سالوں سے ان کا یہ معمول ہے، اعتکاف بیٹھنے کے لیے حرم نبوی کے کسی گوشے میں جا بیٹھتے ہیں تا کہ کسی کی نظر نہ لگ جائے، مگر سعودی مطوے ان کی نگرانی کرتے ہیں، انہیں ڈر ہے کہ یہ شخص سرکار دو عالم کی عدالت میں کوئی مقدمہ نہ کھڑا کر دے مگر وہ ہیں کہ امیر خسرو کے اس شعر کی تصویر بنے رہتے ہیں ۔

رقیباں گوش برآواز، تو در ناز و من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم!

حافظ حمید اختر آف گکھڑ کا بھی ذکر خیر خالی از خیر نہیں۔ آپ ہمارے رفیق حرم نبوی تھے۔ ہماری نشست گاہ کے ساتھ ہی ان کا مصلیٰ بچھا رہتا تھا۔ اعتکاف بیٹھے تو بیمار ہو گئے مگر بیمار لگتے نہ تھے۔ بات کرتے تو منہ سے پھول جھڑتے۔ مسکراتے تو کلیاں کھل اٹھتیں۔ حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتے۔ کبھی کبھی مجھے پکڑ کر بٹھا لیتے اور کئی کئی سیپارے سنا جاتے۔ جمعیت العلماء پاکستان گوجرانوالہ کے صدر رہے ہیں اور الشاہ احمد نورانی الصدیقی کے محب خاص ہیں۔ افطاری ہمارے ساتھ کرتے، دستر خوان پر بادام آتے تو ہمیں کھلا دیتے، پستہ اور کا جو خود کھا لیتے اور کہتے کہ میرے دانت کمزور ہیں۔ ہم انہیں کھانا کھلانے کے لیے 'حرم نبوی' سے دور باہر لے جاتے، کبھی کبھی ہم کہتے کہیں آپ کا اعتکاف نہ ٹوٹ جائے، فرماتے! دربار مصطفیٰ کے فرش کی اینٹیں جہاں جہاں تک بچھی ہیں وہاں تک حرم نبوی ہے وہاں تک چلا جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، تم فکر نہ کرو حرم نبوی کی وسعتیں بڑی دور تک ہیں۔

صاحبزادہ محب اللہ صاحب نوری بصیر پوری دربار مصطفیٰ کے ان حاضرین میں شمار ہوتے ہیں جو ہر سال ایک مختصر سا قافلۂ احباب لے کر مصری جہازوں پر آتے ہیں اور دربار مصطفیٰ کی

Marfat.com

حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آپ بصیر پور کے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے ناظم اعلیٰ اور ماہنامہ ''نورالحبیب'' کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ آپ کے قافلہ کے ساتھ ہمارے ایک دوست چودھری حاجی محمد اسحاق نوری صاحب آتے ہیں۔ کئی بار براستہ مصر، شام، عراق آئے۔ صاحبزادہ محب اللہ نوری صاحب سابقہ کئی برسوں سے حاضری کے لیے آ رہے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ وقت بارگاہ رسول ﷺ میں گزرے۔ وہ شہر محبوب میں مختصر سا وقت گزارتے ہیں پھر پاکستان چلے جاتے ہیں۔

بارگاہِ مصطفیٰ میں قدمین شریفین کے اردگرد بیٹھنے والے ایک بزرگ 'ہیرو' کا ذکر بھی ان اخبار کے ذکر کا حصہ ہے جو حرم نبوی میں بیٹھتے ہیں۔ 'ہیرو' چھ سات سال سے مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔ رات مسجد نبوی میں جاگتے، چلتے پھرتے، آتے جاتے گزارتے ہیں۔ دن کو جہاں جگہ ملی سو گئے، وہ بلال گنج لاہور کے رہنے والے ہیں۔ سیّد محمد حسن شاہ نوری گیلانی صاحب کے محلّہ دار ہونے کی وجہ سے ان کی خدمت گزاری کرتے ہیں۔ سارا رمضان ہیرو نے ہمارے قافلے کی بڑی خدمت کی۔ مرغ بریانی کا ایک دیگچہ ہر شام لاتے اور باب مجیدی کے باہر ایک دروازے کی جالی کے ساتھ باندھ جاتے۔ ہم نماز مغرب کے بعد حرم شریف کے باہر جب دسترخوان بچھاتے اور پندرہ بیس آدمی مل کر کھانا کھاتے تو 'ہیرو' صاحب کا دیگچہ آتا تو سب مرغ بریانی کھاتے۔ دیگچہ خالی ہوتا تو اسی جگہ باندھ دیا جاتا جہاں سے کھولا جاتا تھا۔ دوسرے دن شام کے وقت پھر بھرا ہوا دیگچہ بندھا ہوتا اور ہمارا آدمی جا کر لے آتا۔ اس طرح سارا مہینہ گزر گیا۔ ایک سر درات سحری سے پہلے ہماری آرام گاہ پر آدھمکے اور بکروں کے پائے کا دیگچہ بھر کے لے آئے۔ اس لجاجت سے ہمیں کھانے پر مجبور کیا اور کہا کہ حضور نے خصوصی طور پر آپ لوگوں کے لیے بھیجے ہیں۔ وہ ساری ساری رات بیٹھتے اور ہمیں حضور کی زندگی، حضور کے صحابہ کے تذکرے، حضور کی جنگوں کے واقعات سناتے جاتے۔ غلط واقعات، غلط روایات بھی سناتے جاتے مگر محبت سے بیان کرتے اور ساری ساری رات بیان کرتے۔ ہماری مجال تھی کہ بایں علم و دانش اس بہتے ہوئے دریا کی موجوں کے سامنے کھڑے ہوں، وہ بات کرتے جاتے، ذکر کرتے جاتے، بیان کرتے جاتے، یوں محسوس ہوتا جیسے......

''بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں''

مجھے کہتے فاروقی صاحب! ہر سال آجایا کرو یہاں حضور کی بارگاہ میں سخاوت و غنا کے

Marfat.com

دریا بہ رہے ہیں لاہور میں کیا رکھا ہے۔ یہاں آ کر رہا کرو، نہ غم، نہ فکر، نہ رنج، نہ ملال، نہ گلہ نہ شکوہ۔

دربارِ مصطفیٰ میں بیٹھنے والے اس شخص کو میں کن الفاظ میں یاد کروں اور کن الفاظ میں دعا دوں جس نے ہم چار ساتھیوں کو حرم نبوی سے اشارۂ ابرو سے اٹھایا، باب مجیدی کے باہر اپنی کار میں بٹھایا اور برق رفتاری سے 'مسجد قبا' میں لے گیا۔ نوافل ادا کیے، زیارت کی، حضور کی اونٹنی جہاں پہلی بار مسجد قبا کی جگہ بیٹھی تھی وہاں نفل پڑھنے کا موقع دیا، پھر حضور کے صحابہ کے بچے ہوئے کھجوروں کے باغات میں لے گیا، ہم ہر باغ میں چند لمحے بیٹھتے، جو صحابہ کی زیر کاشت رہے، ان قدیم ٹوٹی ہوئی مساجد میں نوافل پڑھنے کا موقع دیا جو صحابہ کرام نے اپنے اپنے باغات میں بنائی تھیں۔ وہ ہمیں بعض ایسے کنوؤں پر لے گیا جہاں حضور نبی کریم خود تشریف لاتے، صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھتے، آرام فرماتے، ہم شام تک ایسے مقامات کو دیکھتے رہے، مسجد نبوی کے مؤذن نے بلایا تو ہم حرم نبوی میں آ بیٹھے۔

چودھری حاجی محمد اسحاق نوری صاحب بڑے عاشق رسول ہیں۔ ان کی جوانی مدینہ پاک کے گلی کوچوں میں گزری، جوانی ڈھلنے لگی تو دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑے رہنے کو ہی حاصل زندگی بنا لیا۔ ان کے دو بیٹے شہر محبت میں رہے، شادیاں بھی وہاں ہی ہوئیں، پوتے پوتیاں بھی پھلتے پھولتے رہے، عربی میں فرفر باتیں کرتے، یوں لگتا کہ سارے بچے حافظ قرآن ہو گئے ہیں، جب لاہور آتے ہیں تو مسجد نبوی کی اذان کی آواز ان کے فونوگرام میں سنائی دیتی ہے۔ چائے بھی پلاتے ہیں اور اذان بھی سناتے ہیں۔ جب مدینہ پاک میں ہوتے ہیں تو ہم جیسے ناواقف مہمانوں کو عربوں کی مجالس نعت میں لے جاتے ہیں۔ ساری ساری رات جگاتے ہیں۔ اس سال دربار مصطفیٰ میں باب مجیدی کے پاس اعتکاف بیٹھے، فرمانے لگے اس سال مجھے ڈاکٹروں نے جو کی روٹی کھانے کا پابند کر دیا ہے۔ آپ ہر سحری کے وقت میرے ساتھ جو کی روٹی کھایا کریں۔ ہم سحری تو خیر اپنے انداز میں کرتے مگر جو کی ایک روٹی کھانے کے بہانے حاجی محمد اسحاق نوری صاحب کے دستر خوان پر چلے جاتے۔ 'قوت حیدری' کے لیے نان شعیر کھاتے رہے، دوسری طرف حضور کے دستر خوان پر مرغ بریانی سے بھی لطف اندوز ہونے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

یہ تو وہ روشن ضمیر لوگ تھے جو ہمیں دربارِ مصطفیٰ میں سر جھکائے نظر آتے مگر بعض ایسے حضرات بھی دربار مصطفیٰ میں دیکھے گئے جو چند روز کے لیے آئے، ہم نے ان کے رُخ زیبا کی

Marfat.com

جھلکیاں دیکھیں اور پھر وہ اڈاری مار کر یورپ، امریکہ اور پاکستان کا رُخ کر لیتے تھے۔ ان زائرین شہر حبیب کا اپنا مقام ہے، علامہ پروفیسر محمد سعید اسعد فیصل آبادی، مولانا الٰہی بخش صاحب ضیائی، پیر عبداللطیف خان صاحب نقشبندی کو مسجد نبوی میں دیکھا۔ سردار حسن اختر موکل ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی (بعد میں وزیر پنجاب) اور ان کے دوست خالد صاحب کو سیّد محمد حسن شاہ صاحب کی محافل میں اکثر دیکھا اور کئی افطاریاں ایک ہی دستر خوان پر کیں۔ سانگلہ ہل کے ملک عبدالمجید صاحب کئی دنوں تک دربار مصطفیٰ میں دیکھے گئے، اپنے دوست علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی نگاہیں ریاض الجنت میں بیٹھے بیٹھے ہمارا تعاقب کرتی رہیں۔ اگر ہم انبوہ عاشقان میں گم ہو جاتے تو وہ ہمیں ڈھونڈ لیتے۔

مولانا محمد عبداللہ قصوری کے بیٹے مفتی سعادت علی کئی بار ملے۔ شیخ عبداللطیف چشتی مرحوم آف کامونکی کے فرزندار جمند محمد امجد چشتی کو جب بھی دیکھا حرم نبوی میں قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ 'حزب القادریہ' کے ناظم عزیز احمد خاں صاحب قادری حکیم عارف ضیائی صاحب کی محفل میں اکثر ملتے رہے۔ صاحبزادہ پیر منور حسین شاہ علی پوری مدیر اعلیٰ ماہنامہ 'امیر ملت' لاہور بھی کبھی کبھی کرم فرماتے اور نگاہ محبت سے نوازنے آجاتے۔ سیّد محمد حسن شاہ گیلانی صاحب کے وطنی دوست محمد اکرم، محمد افضل، حافظ شان محمد اور محمد امین تو ہر روز ملتے اور خدمت کرتے، ہم جناب محمد اکرام قادری صاحب کو بارگاہِ مصطفیٰ میں سر جھکائے بیٹھا دیکھتے، پیر نذر حسین شاہ جماعتی آف علی پور بیماری کے باوجود حرم نبوی میں آتے، بیٹھتے اور ملتے۔ میرے اپنے عزیز جمشید اکبر صدیقی اور ان کے والد جناب اکبر علی صدیقی، رئیس احمد صدیقی اور غلام رسول بٹ تو بار بار ملتے، ہمارے دوست خان عبدالکریم اور برادر عزیز محمد اعجاز نے تو کئی افطاریاں مل کر کیں۔ جامع مسجد داتا گنج بخش کے خطیب حضرت علامہ مقصود احمد چشتی صاحب کی زیارت ہوئی۔ علامہ طاہر القادری کو دیکھا، صاحبزادہ پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی کی زیارت ہوئی۔ پیر عارف حسین شاہ بخاری صاحب مشیر تعلیم وزیر اعلیٰ پنجاب دربار مصطفیٰ میں کئی بار ملے۔

دربارِ مصطفیٰ ﷺ پر حاضری دینے والے یہ چند حضرات ہیں جنہیں ہم نے ایک نظر دیکھا مگر ان کے علاوہ لاکھوں ایسے حضرات بھی دربار رسول میں حاضر پائے گئے جو خود تو نہیں آئے مگر ہماری یادوں کے ہم سفر بن کر ہمارے دامن دل میں سمٹ کر دربار مصطفیٰ ﷺ میں آپہنچے۔ ایک ایک کی شکل سامنے آئی۔ ہر ایک کا سلام پیش کیا گیا۔ ان کی حاضری لگائی گئی،

Marfat.com

'جہانِ رضا' کے قارئین اور 'مرکزی مجلس رضا' کے معاونین بھی یاد آئے اور ہماری یادوں میں بس کر در رسول کی حاضری میں حصہ پاتے رہے۔ آپ بارگاہ رسول کی وسعتیں دیکھیں! اکرام مصطفیٰ کی بارشیں دیکھیں! نگاہ مصطفیٰ کی کرم نوازیاں دیکھیں! اپنے عاشقوں پر حضور کی توجہ دیکھیں۔

''ہراک کو ہے یقیں کہ مخاطب ہمیں سے ہیں''

اب دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اور نگاہ ڈالیں، ہر رنگ و نسل، ہر ملک و قوم کے لوگ حاضر ہیں۔ گورے کالے، قد آور، پستہ قد، نوجوان، بوڑھے، توانا، کمزور، ادنیٰ و اعلیٰ، آقا و مولیٰ، محتاج وغنی، فقیر و درویش سب اپنے اپنے رنگ میں ڈیرے جمائے بیٹھے ہیں۔ ہر دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعیں روشن ہیں۔ ہر ایک کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دھڑکنیں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ ہر ایک زبان پر درود پاک کے الفاظ ہیں۔ ہر ایک لب پر 'الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ' کا ورد ہے۔ ترکی سے آنے والے قافلے قطار در قطار دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دے رہے ہیں۔ مصر سے آنے والے کاروان صف بہ صف نظر آ رہے ہیں۔ پاکستان سے آنے والے اہل دل ایسے نظر آتے ہیں جیسے سارا پاکستان سمٹ کر دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ بسا ہے۔ رات کو عربی نژاد اہل محبت دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں قطار در قطار رکوع و سجود میں نظر آتے ہیں۔ انڈونیشیا اور تھائی لینڈ سے آنے والے حضرات صف بستہ کھڑے ہیں۔ یورپ اور امریکہ سے آنے والے گورے گورے چہرے اشک آلود آنکھیں لیے دست بستہ کھڑے ہیں۔ افریقہ کے حبشی عجز و انکساری کی تصویر بنے کھڑے ہیں۔ یہ تمام لوگ نگاہ رسول کے طلبگار ہیں اور حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم آفتاب جہاں تاب کی کرنوں کی طرح ہر ایک پر یکساں کرم فرما رہی ہے:

اے ترا با ہر کسے رازے دگر
ہر گدا را بر درت نازے دگر

''جہانِ رضا'' (جون 1999ء)

Marfat.com

دربارِ نبی ﷺ کی رعنائیاں

دربار نبی ﷺ کی رعنائیاں اور اس میں اہل محبت کی قلبی کیفیتیں زبان و بیان میں نہیں آ سکتیں۔ دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضرین کے چمکتے ہوئے چہرے، پھر گنبد خضرا ی پر اٹھتی ہوئی نگاہیں، کیف و سرور کی لطیف داستانیں ہیں، ہم ان کیفیات کو سابقہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔ آج دل چاہتا ہے کہ آپ کو اپنے ساتھ ان مجالس میں لے جائیں جو شہر محبت کے مختلف علاقوں میں منعقد ہوتی ہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ شہر محبت میں عید کا سماں لے کر آتا ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے سے عاشقان رسول ﷺ کے قافلے کاروان در کاروان چلے آتے ہیں اور شہرِ محبت کے گلی کوچوں میں آ بستے ہیں۔ یہ گلی کوچے ان مہمانان بارگاہ رسول ﷺ کے لیے اپنے بلند و بالا مکانات میں آرام گاہیں مہیا کرتے ہیں۔ جو صبح و شام دیارِ حبیب ﷺ میں رہنا چاہتے ہیں۔ پھر حرم نبوی ﷺ میں حاضری کے لیے آنے جانے والوں سے شہر حبیب کی گلیاں سج جاتی ہیں۔

تیرے کوچے اس بہانے میرا دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

حضرت امیر ملت پیر طریقت حافظ سیّد جماعت علی شاہ علی پوری نے تقریباً اسی بار حج کیا اور اسی (۸۰) بار شہرِ حبیب ﷺ میں حاضری دی، یہ وہ زمانہ تھا جب عرب بے سر و سامانی کے دور سے گزر رہا تھا، ابھی تیل کی نہریں جاری نہیں ہوئی تھیں، حافظ پیر جماعت علی شاہ اپنے مریدوں کا ایک قافلہ لے کر حاضری دیتے۔ اشراف مکہ، سادات مدینہ اور غربائے حرمین، میں اشرفیاں بانٹتے، اس لیے عربوں نے آپ کو ''شیخ العرب'' کا خطاب دیا ہوا تھا۔ آپ نے زائرین مدینہ کے قیام کے لیے ایک رباط (سرائے) تعمیر کروائی اور وقف کر کے زائرین کو قیام و طعام کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ یہ رباط ابھی تک زائرین شہر محبت کی خدمت سرانجام دے رہی

Marfat.com

ہے۔ ''شاہراہ ستین'' پر ''مسجد اجابہ'' کے سامنے ''رباط امیر ملت'' حرم شریف سے صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ یہاں شہزادگان علی پور، پیر نذر حسین شاہ، پیر افضل حسین علی پوری اور پیر منور حسین شاہ علی پوری کی فرمائش پر امیر، غریب ہر قسم کا زائر قیام کر سکتا ہے۔ اس رباط میں ذکر وفکر کی مجالس کے علاوہ نوافل اور عبادات کی ادائیگی کا پورا پورا اہتمام ہوتا ہے اور پاکستان و ہندوستان کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے نعت خوان مجالس نعت کی رونقیں بنتے ہیں۔ صاحبزادگان علی پور سے جو بزرگ بھی موجود ہوں وہ مجلس نعت کی صدارت کرتے ہیں۔ نعت خوانوں سے نعتیں سنی جاتی ہیں اور انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے دنوں میں اکثر شب ہائے بیدار کے دوران، ہم بھی ایسی مجالس میں شریک ہوئے اور ایسے ایسے خوش آواز نعت خوانوں سے مدحت رسول کی سماعت کی سعادت حاصل کی کہ قیام مدینہ کا لطف دوبالا ہو گیا۔ ان مجالس کی کشش تھی کہ ہم کئی احباب کئی روز تک رباط علی پوری (جماعت منزل) میں قیام پذیر رہے (اب یہ توسیعات حرم میں آ کر ختم ہو گئی ہیں)

مدینہ پاک میں مولوی ہدایت اللہ صاحب کا گھر مجالس نعت کا مرکز ہے۔ ہر ہفتہ ایک پرہجوم مجلس نعت کا اہتمام ہوتا ہے۔ مدنی، مکی اور پاک و ہند کے نعت خوان تشریف لاتے ہیں اور یہ مجلس تقریباً سحری تک چلتی ہے۔ ہر مجلس میں تقریباً ایک سو سے زائد اہل محبت جمع ہوتے ہیں اور پر لطف کھانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ مولانا ہدایت اللہ صاحب میں ایسی کشش ہے یا ان کو دعوت پر بلانے کا ایسا انداز آتا ہے کہ شاید ہی کوئی زائر مدینہ ہوگا جو آپ کی مجلس میں حاضری نہ دیتا ہوگا، ہم نے اس محفل میں بڑے بڑے نعت خوانوں کو مدحت سرا ہوتے سنا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے خلیفہ خاص قطب مدینہ، مولانا ضیاء الدین قادری صاحب کے فرزند ارجمند فضیلت الشیخ مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی کا گھر مدینہ منورہ میں ''کاشانہ نعت'' ہے۔ یہ کاشانہ، حرم نبوی سے تقریباً دو میل دور ''حراہ شرقیہ'' میں ہے، جہاں نعت خوانوں کا جھمگٹا لگا رہتا ہے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی صاحب بذات خود مجالس نعت کی صدارت فرماتے ہیں اور معذوری اور بیماری کے باوجود ساری رات نعت شریف کی مجالس کی رونق کو خوشگوار بناتے ہیں۔ ہم نے ان مجالس میں بھی حاضری دی۔ ہم نے اس مجلس نعت میں محمد اعظم چشتی مرحوم کے بیٹے ارشاد حسین چشتی کو نعت پڑھتے سنا۔ محمد افضل نوشاہی کو سنا، شارجہ سے آئے ہوئے نعت خوانوں کو سنا، ہندوستان کے خوش آواز اور خوش ادا نعت خوانوں کو

Marfat.com

سنا، لاہور کے ثناء اللہ بٹ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی مشکل ترین نعتوں کو سنا، نور محمد صاحب جرال نے جدہ سے آ کر نعت سنائی۔ حضرت مولانا مدنی نعت کی مجالس میں آئے ہوئے علمائے کرام کو تقاریر کرنے کا موقع بھی دیتے، میں نے لاہور سے آئے ہوئے مولانا الٰہی بخش ضیائی صاحب کی تقریر سنی۔ ہندوستان سے آئے ہوئے علمائے کرام کا بیان سنا۔ پھر جب حضرت مدنی نے مجھے گوشہ ابرو سے اشارہ کر کے تقریر کرنے کا موقع دیا تو میں نے پاک و ہند میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر ہونے والے کام پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ خصوصاً ''مرکزی مجلس رضا لاہور'' کی خدمات کو بیان کیا۔ میری تقریر دراصل ''عالمانہ'' تقریر نہ تھی بلکہ یہ ''مرکزی مجلس رضا لاہور'' کی کارکردگی کی رپورٹ تھی۔ حضرت نے بڑی مسرّت کا اظہار فرمایا اور مجھے اتنی ہی داد دی جتنی کسی واعظ خوش بیان کو دیتے تھے۔

''کاشانہ فضل الرحمٰن'' علم و عرفان کا ایسا مرکز ہے جہاں دنیا بھر کے سنی حضرات آتے ہیں۔ میں نے یہاں مصری، ترکی، یمنی، افغانی، ہندوستانی، پاکستانی حتیٰ کہ امریکہ، روس اور یورپ سے آئے ہوئے علمائے کرام کو آپ کی مجالس میں دیکھا اور آپ کو ہر زبان میں گفتگو کرتے پایا۔ مولانا ضیاء الدین مدنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ خاص تھے۔ وہ ساٹھ سال مدینہ منورہ میں صرف اس لیے مسلسل قیام پذیر رہے کہ موت آئے تو مدینہ منورہ میں، جنازہ اُٹھے تو مدینہ منورہ میں اُٹھے، جنازہ پڑھایا جائے تو سرکار کے قدموں میں پڑھایا جائے اور تدفین ہو تو خاک مدینہ میں۔

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو

گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

آج اسی عاشق رسول ﷺ کی مسند کو ان کے بیٹے مولانا فضل الرحمٰن مدنی سجائے ہوئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا حق ادا کر رہے ہیں۔

قیام مدینہ منورہ کے دوران ہماری ایک نجی محفل ''محلہ عنبریہ'' میں ایک بلند و بالا بلڈنگ کے ایسے کمرے میں سجتی جہاں اصغر علی نظامی صاحب ہمیں چائے کی ایک پیالی کا ''تمغہ'' دے

Marfat.com

کر ''دعوت سخن'' دیتے۔ مگر ہر روز کوئی نہ کوئی نفیس آواز والا نعت خوان ان کی مجلس میں موجود ہوتا اور کام و دہن کی آزمائش کے ساتھ ساتھ نعت وسخن کی نور باریاں بھی میسر آتیں، ہم نے اس محفل میں جدہ سے آئے ہوئے مشہور نعت خوان نور محمد جرال کو سنا، لاہور سے آئے ہوئے نعت خواں محمد افضل نوشاہی کو سنا، فیصل آباد کے ایک خوش آواز نعت خوان کو سنا، سعودی عرب کے مختلف خطوں سے آئے ہوئے نعت خوانوں کو سنا، اسی محفل میں مدنی اور مکی نعت خوانوں کو سنا، نعت سنانے والے نعت خوانوں کی خوش آوازی شنیدنی تھی۔ مگر سننے والوں کا انداز تحسین بھی دیدنی ہوتا تھا۔ میں سامعین کی صفوں میں بیٹھا ہوتا مگر انتہائے شوق میں دل جھوم جھوم جاتا اور انتہائے جوش میں مچل مچل جاتا، پھر دل چاہتا کہ خود نعت سناؤں مگر آواز اور طرز اپنا ساتھ نہ دیتی تو میزبان گرامی کے اشارۂ ابروئی شہ پاکر ''نثری نعت'' سناتا اور اس طرح سامعین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نعت کے گلدستے اور مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہار لانے والوں کی موجودگی میں ''نثری زبان'' سے مدحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول پیش کرتا، سامعین بکھرے ہوئے پھولوں کو اپنے ذوق وشوق کی جھولیوں میں سمیٹتے جاتے اور میں کئی کئی گھنٹے بولتا جاتا۔ یہ محفل رات کے آخری حصہ تک چلتی، ابھی تک اس مجلس کی یادیں دل و دماغ میں گل تر کی طرح تازہ بتازہ ہیں اور مجلس نشینوں کے حسین چہرے یاد آتے ہیں۔

پیر طریقت صاحبزادہ علاء الدین صدیقی صاحب چانسلر نیریاں یونیورسٹی آزاد کشمیر کی بلند آستانہ نشست گاہ کی خوبصورت یادیں ابھی تک دل و دماغ کو سرور بخشتی رہتی ہیں۔ دوسرے نعت خوانوں کے علاوہ خواجہ محمد شفیع صاحب کا مثنوی مولانا روم سنانے کا انداز ابھی تک یادوں میں زندہ ہے۔ آپ ایسی نفیس آواز میں مثنوی سناتے کہ مولانا رومی کی روح کو خوش کر دیتے اور ہم عش عش کر اُٹھتے۔

مدینہ پاک میں رہیں اور ''بابا بکریوں والے'' کی مجالس نعت سے محروم رہیں، بڑی محرومی کی بات ہے۔ ''بابا بکریوں والا'' ولی اللہ تھے۔ کئی سال تک شہر محبت میں رہے۔ ان کی روحانی مجالس ذکر وفکر کی مجالس ہوتی تھیں۔ اہل محبت دور دور سے آتے اور آپ کی صحبت میں روحانی تربیت پاتے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے نوعمر بیٹوں نے اپنے والد کی روحانی یادوں ہصلوٰۃ وسلام کی محفلوں اور نعت رسول کی مجالس کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ 'باب مجیدی'' کے باہر ایک فرلانگ کے فاصلہ پر'' بکریوں والے بابا'' کی نشست گاہ ہے جواب بھی روحانی اذکار کا

Marfat.com

مرکز ہے۔ مجالس صلوٰۃ وسلام ہر بدھ کی رات منعقد ہوتی ہیں۔ اور مجالس نعت ہر جمعرات کی رات کو جمتی ہیں مگر ان مجالس کا آغاز آدھی رات کے بعد ہوتا ہے اور تہجد کی اذان تک جاری رہتی ہیں۔ مجھے میرے رفیق مدینہ سیّد محمد حسن شاہ گیلانی صاحب جب بھی لے گئے ہماری ان بکریوں کے دودھ سے تواضع کی گئی جو شہر مدینہ میں بکریوں کی بندش کے باوجود As a Special Caseایک صحن میں موجود رہتی ہیں۔ ہم ان بکریوں ''بابا کی بکریوں'' کا نفیس اور لطیف دودھ پیتے اور اشربوا الحليب و صلّوا علی الحبيب کا نعرہ لگاتے اور جب محفل صلوٰۃ وسلام جمتی تو مزہ آجاتا۔

''باب مجیدی'' کے شمال کی طرف ایک اونچی بلڈنگ میں ''سیالویوں کا ڈیرہ'' بڑا مشہور ڈیرہ ہے۔ یہاں سلسلہ چشتیہ کی قوالی اور ذکر بالجہر کی محفلیں تو نہیں جمتیں ہاں مجالس نعت کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔ سیالوی مشائخ طریقت ہر سال حاضری کے لیے آتے ہیں اور مریدان باصفا کے نعت کے حلقے جماتے ہیں جہاں مدحت رسول اور صلوٰۃ و سلام بر سیّد الخیر الانام کی نورانی بارشیں ہوتی ہیں۔ مہمانوں کے لیے اختتام مجلس پر ضیافت کا بھی خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔

شہرِ محبت میں ایک سعودی شہزادے کی محفل نعت

حاجی محمد اسحاق نوری صاحب کو خدا خوش رکھے اس سال بھی مجھے نماز تراویح کے بعد انہوں نے شہر محبت کے گلی کوچوں میں گھومتے دیکھ کر اپنی کار میں بٹھایا اور دامن اُحد میں لے گئے، جہاں ایک سعودی شہزادہ الشیخ العادل الفہمی کے باغات ومحلات ہیں۔ یہ سعودی شہزادہ خانوادۂ آل سعود سے نسبت کے باوجود اپنے محلات میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور محفل نعت کا اہتمام کرتا ہے۔ وہ محفل میلاد میں ''جشن نعت'' منعقد کراتا ہے، ایک ایئر کنڈیشنڈ وسیع ہال ہے جس میں منقش قالین بچھی ہوتی ہے، علمائے کرام، نعت خوانانِ محترم، قاریان کرام اور اشراف مدینہ کے لیے چاروں طرف صوفے سجے ہوتے ہیں، پانچ سو سے زائد مہمانانِ گرامی جمع ہوتے ہیں ان مہمانوں میں ترکی، یمنی، مکی، مدنی، پاکستانی، ہندوستانی اور دوسرے کئی ممالک کے مہمان ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے قاری، نعت خوان، قصیدہ خوان اور خوش آواز مدحت سرایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہوتے ہیں، تمام نعتیں عربی میں سنائی جاتی ہیں، ''قصیدہ بردہ

Marfat.com

شریف'' تمام حاضرین مجلس جھوم جھوم کر مل کر پڑھتے ہیں، صحابہ رسول ﷺ کے بارہ گاہ نبوی ﷺ میں کہے گئے قصائد سنائے جاتے ہیں، حضرت حسان اور حضرت زبیر بن کعب کا کلام اہتمام سے سنایا جاتا ہے، سبحان اللہ یہ محفل نور و سرور ساری رات برپا رہتی ہے۔ یہ سعودی شہزادہ ایسی محافل نعت پر بے پناہ خرچ کرتا ہے، تمام مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھتے ہیں، شیخ عادل کے چاق و چوبند خادمین خوبصورت ٹرے اُٹھائے محفل میں گھومتے رہتے ہیں، وہ ٹھنڈا پانی، خوشبودار شربت کے پیالے کوکا کولا کی بوتلیں، جوس کے گلاس اور قہوے کی رنگین پیالیاں ہر مہمان کو پیش کرتے جاتے ہیں، ہر مہمان اپنے ذوق کے مطابق جس چیز کو پسند کرے اُٹھالیتا ہے۔ مگر محفل کے آداب میں کسی قسم کا خلل نہیں آنے پاتا اور کسی پیالے کے ٹکرانے یا کھنکنے کی آواز سنائی نہیں دیتی۔

شیخ عادل خود مجلس میں موجود ہوتا ہے، اور عام لوگوں میں سر جھکائے فرش پر بیٹھا رہتا ہے، اس کا خوبصورت چہرہ اس طرح نمایاں ہوتا ہے کہ ہر مہمان پہچان جاتا ہے کہ یہ ہے ہمارا میزبان۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیا جاتا ہے تو سارے مہمان کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہیں، ترک ایک حلقہ میں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سلام پیش کرتے ہیں، یمنی ایک حلقہ میں سر جھکائے ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں، مصریوں کا ایک حلقہ مولویاں، رقص کناں سلام عرض کرتا ہے دعا کے بعد مجلس کا اختتام ہوتا ہے۔

سحری کے قریب دعوت طعام کا اہتمام ہوتا ہے، دسترخوان بچھ جاتے ہیں، خادمان شیخ دسترخوانوں پر اُبلے ہوئے زعفرانی چاولوں کے تاش بچھا دیتے ہیں، چاولوں کی ہر تاش پر ایک ایک ''مسلم بزغالہ'' عربوں کے انداز میں تیار کردہ رکھ دیا جاتا ہے۔ سرکے میں تیار کردہ اچار کی پلیٹیں سجادی جاتی ہیں، مدینہ منورہ کی سرزمین کے پودینے کھیرے اور دوسری سبزیوں کے سلاد سجائے جاتے ہیں، اور اس طرح مہمانان عزیز اپنی اپنی مرضی اور ذوق کے مطابق ضیافت سے لطف اندوز ہوتے ہیں، پانچ سو مہمانوں کی دعوت میں کہیں کوئی کمی نہیں ہوتی، طلب کرنے سے پہلے ہر چیز دسترخوان پر موجود ہوتی ہے۔

ایسی ایک دعوت میں جب ہم پاکستانی زائرین شریک ہوئے تو مجھے پاکستان کے کئی احباب یاد آئے کاش! وہ ہمارے ساتھ شریک دعوت ہوتے اور عربوں کا انداز مہمانداری دیکھتے، ہم نے پاکستان آکر ایسی محفل اپنے گھر منعقد کرنا کا ارادہ کیا مگر نہ ایسے زعفرانی چاول،

Marfat.com

نہ ایسے پکانے والے، نہ سرکہ میں تیار اَچار، نہ مدینہ کے پودینہ کی سلاد اور نہ عربی نعت خوان، شیخ عادل فہمی کی مجلس نعت وصلوٰۃ بڑے باقاعدہ طریقے سے قائم ہوتی ہے۔ مجال ہے کہ کوئی ''مطوع نجدی'' شرک وبدعت کی میلی آنکھ اٹھا کر ادھر دیکھ جائے بلکہ میں نے کئی خبیث مطوؤں کو شریک دعوت خورونوش دیکھا، جو شرک وبدعت کے سارے فتوے الشیخ عادل کے محل سے باہر ہی چھوڑ آئے۔

پہلے جناب شیخ نے دیکھا اِدھر اُدھر
پھر سر جھکا کے داخلِ میخانہ ہو گیا

مجالس کے اختتام پر قہوے کا ایک اور دور چلتا ہے، سفید الائچیاں اور خوشبودار لونگ چھوٹی چھوٹی پلیٹوں میں سجائے قہوے کی پیالیوں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ مجالس کے خاتمے پر میزبان گرامی الشیخ العادل کی گاڑیاں مہمانوں کو ''حرم نبوی'' پہنچانے کے لیے رواں دواں نظر آتی ہیں۔

مدینہ رسول میں نعت خوانی کی نجی محفلیں

شہرِ محبت کا انتظام وانصرام نجدیوں کے پاس ہے مگر حضور سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی مجالس کی رونقیں اپنی اپنی جگہ نور افشانی کرتی رہتی ہیں۔ کسی نجدی مطوے کی مجال نہیں کہ اذکارِ مصطفیٰ کی طرف نجدی آنکھ سے دیکھے۔ ان کے فتوے، بن باز کے پمفلٹ نجدی مولویوں کی کتابیں سارے شہر میں پھیلی ہوئی ہیں مگر ذکر رسول ﷺ کی محفلیں اپنی شان وشوکت لیے ہوئے باقاعدہ منعقد ہوتی رہتی ہیں۔

ان مجالس نعت کے علاوہ اس سال وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب، ابرائے ہوٹل اور گوجرانوالہ کے ایک نوجوان صنعت کار عبدالوحید صاحب نے عنبریہ کے ''الشریف ہوٹل'' میں بڑی زبردست مجالس نعت کا اہتمام کیا تھا مگر یہ محافل صرف نعت خوانوں کو انعام واکرام بانٹنے کا بہانہ تھیں ورنہ جو لطف شہر محبت کی نجی مجالس نعت میں آتا ہے وہ ان ''زرپاش'' اور ''ریال نواز'' مجالس میں نہیں آتا۔

مدینہ پاک کے عربی النسل مدنی عاشقان رسول ﷺ کے خانوادوں کے گھروں کی محافل نعت اپنا منفرد مقام رکھتی ہیں۔ یہ لوگ میلاد النبی یوم ہجرت رسول ﷺ اور یوم بدر پر ان محافل

Marfat.com

کا انعقاد کرتے ہیں ان کی علیحدہ تفصیلات ہیں۔ حضرت علامہ مالکی علوی جیسے عالم دین مکہ مکرمہ سے تشریف لا کر ایسی مجالس میں مقام رسول پر فصیح تقریر کرتے ہیں تو ہزاروں عربی نژاد اہل محبت کا مجمع ہوتا ہے، ترکی کے علمائے کرام اپنی اپنی قیام گاہوں پر ذکر رسول کی پر نور محافل منعقد کرتے ہیں کسی دوسری فرصت میں ہم ایسی محافل کا تذکرہ بھی کریں گے۔

مدینہ منورہ میں نجدی مطوؤں کے فتوؤں کے باوجود ذکرِ رسول کی محفلیں جمتی اور بجتی ہیں، ان مطوؤں اور شُرطوں کی پکڑ دھکڑ کے باوجود نعت مصطفیٰ ﷺ کی مجالس کی رونقیں کم نہیں ہوتیں، نجدی جاسوسوں کی رپورٹوں کے باوجود اہل محبت شہر محبت میں صلوٰۃ وسلام کی محفلیں بپا کرنے سے باز نہیں آتے، ہمیں ایک دردمند ثناء خوان رسول نے نجدیوں کی داستان ظلم وستم سناتے ہوئے رُلا دیا۔ جب اسے اس ''جرم'' میں دیارِ حبیب ﷺ سے نکال دیا گیا کہ وہ میلاد النبی ﷺ کی محفل کا اہتمام کرتا تھا۔ اس کا مال ومتاع، گھر کا اثاثہ سب کچھ ضبط کر لیا گیا، بالکل اسی طرح جس طرح کبھی مکہ میں مکہ کے سرداران قریش ان مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھاتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے۔ ایسے مسلمان چھپ چھپ کر حضور ﷺ کی محفل میں حاضر ہوتے، رات کے اندھیروں میں مکہ کی گلیوں میں دبے پاؤں، ''دارالارقم'' میں پہنچتے۔ ان کے لیے اذان دینا جرم تھا، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز بھی ناگوار تھی، آج ذکرِ رسول کرنے والوں پر نجدیوں کی تیز اور خشمگیں نگاہیں نئی بات نہیں، ذکر رسول تو ہر حال میں جاری وساری رہے گا ان شاء اللہ اس بندش کے باوجود......

بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو۔ تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

بندھ گئی تیری ہوا ''ساوہ'' میں خاک اُڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیاء آتش پہ پانی پھر گیا

Marfat.com

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کنکریاں کیسی تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

کیوں جناب ''بوہریرہ''! تھا وہ کیسا جامِ شیر؟
جس سے ''ستر صاحبوں'' کا دودھ سے منہ پھر گیا

''جہانِ رضا'' (جولائی 1999ء)

بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اُمّی لقبی کہ عرش یک پایۂ اوست
احمد نامی صلی اللہ علیہ وسلم کہ نقد جاں مایۂ اوست
گویند کہ آں مظہر جاں سایہ نداشت
ویں طرفہ کہ عالم ہمہ در سایۂ اوست

وہ اُمّی لقب، کہ تختِ الٰہی، اُن کا مقام ہے۔
وہ احمدؐ نام والے کہ ہماری جان کی قیمت اُن ہی کی مِلک ہے۔
کہا جاتا ہے کہ نورِ الٰہی کے پرتو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا سایہ نہ تھا '
یہ عجوبہ اس لیے کہ کُل عالم ہی اُن کے سایۂ عاطفت میں ہے۔

مولد النبی مکہ مکرمہ میں چند لمحات

کعبۃ اللہ کے تمام دروازوں سے بارونق اور پر ہجوم دروازہ باب عبدالعزیز ہے۔ یہ دروازہ ہزاروں اہل محبت کی گزرگاہ ہے۔ نماز باجماعت کے اختتام پر لوگ جب کعبۃ اللہ سے باہر نکلتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ نمازیوں کا ایک بہتا ہوا دریا ہے جو بیت اللہ شریف کے پر نور منبع سے امنڈا اچلا آ رہا ہے۔ باب عبدالعزیز کے سامنے چند فلک بوس اور عظیم الشان عمارتیں ہیں، جن میں ہزاروں افراد بہ یک وقت قیام کرتے ہیں۔ اور ہزاروں تجارتی دفاتر کاروبار کرتے ہیں۔ ان عظیم الشان عمارات کے پیچھے ایک تاریخی محلہ ہے جسے 'مسفلہ' کہتے ہیں۔ اس محلے میں اکثر پاکستانی، ہندوستانی اور بنگلہ دیش سے آئے ہوئے لوگ رہائش پذیر ہیں اور اس سارے علاقے کا کاروبار بھی ان ہی ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا قیام مسفلہ کے ایک خوبصورت مکان میں تھا۔ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے یار غار سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر بھی اسی محلے کے قریب واقع تھا۔ شب ہجرت کو حضور پرنور ﷺ دشمنوں سے گھرے ہوئے اپنے گھر سے تن تنہا نکل کر اپنے یارِ غار صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لائے تھے اور یہاں سے ہی سفر ہجرت کا آغاز فرمایا تھا۔ آج یہی راستہ ''شاہراہِ ہجرت'' کہلاتا ہے۔

مجھے مسفلہ میں قیام کا خاصا طویل وقت ملا۔ قیام مکہ کے دوران احباب کا ایک حلقہ قائم ہو گیا تھا۔ مکی احباب یہیں آتے اور ہم بھی یہاں سے نکل کر بیت اللہ شریف میں جاتے اور جب عبادت سے فرصت کا موقع ملتا تو مکہ مکرمہ کے مختلف محلوں میں قیام پذیر احباب سے ملاقات کرتے۔ یہ شب و روز اتنے حسین اور شہر مکہ کے گلی کوچے اتنے دلکش تھے کہ اب ان کے دیکھنے کو اکھیاں ترستیاں ہیں۔

ہمارے احباب میں سے میرے ایک دوست فضیلت الکسب والاعمال الشیخ الاشرف

Marfat.com

الجندل دامت برکاتہم العالیہ کبھی کبھی تشریف لاتے۔ ابھی حج کو ایک ماہ باقی تھا۔ ہم حج کی تیاریاں کر رہے تھے۔ مکہ مکرمہ کے گلی کوچے دیکھ لیے تھے مگر اطراف مکہ کی زیارات سے محروم تھے۔ حضرت شیخ اکثر احوال مکہ مکرمہ پر گفتگو فرماتے۔ وہ میدان عرفات کی توسیعات و تعمیرات کے ایک بہت بڑے ادارے میں کام کرتے تھے اور جب میدان عرفات کے فضائل و برکات پر روشنی ڈالتے تو دل چاہتا کہ ان کا دامن پکڑ کر میدان عرفات میں چل نکلیں۔

ایک دن وہ سیّدنا آدم علیہ السلام اور سیّدہ حوا علیہا السلام کی دُنیائے ارضی میں پہلی ملاقات کا ذکر فرما رہے تھے اور عرفات کی وجہ تسمیہ پر روشنی ڈال رہے تھے تو ہمارا دل مچلنے لگا۔ جھجھکتے ہوئے ان کا دامن پکڑ کر التجا کی کہ اگر آپ ہمیں بھی میدان عرفات میں لے چلیں تو ''حج کا ثواب نذر کریں گے حضور کی''۔ ہماری التجا میں وہ لجاجت تھی کہ الشیخ الاشرف نے اسی وقت ہمیں اپنی کار میں بٹھایا اور ہم شاہراہ عرفات پر رواں دواں تھے۔ ہم نماز عصر پڑھ کر چلے تھے مگر اللہ کے گھر کے اردگرد میلوں پھیلے ہوئے مقامات اور شعائر اللہ سے گزرتے ہوئے حضرت شیخ مختلف مقامات کے متعلق ہمیں بریف کرتے جاتے مگر وقت مکروہ کے عذر پر کہیں نوافل ادا نہ کرنے دیتے۔

ہم جبل نور اور جبل ثور کو دور سے دیکھتے منیٰ میں جا پہنچے۔ منیٰ عرفات کے راستہ میں پہاڑوں کے درمیان وہ متبرک مقام ہے جہاں پر حاجی میدان عرفات کو جاتے ہوئے ایک رات اور واپسی پر تین چار روز ضرور قیام کرتا ہے۔ آج منیٰ ایک خوبصورت شہر بنتا جا رہا ہے۔ جہاں مسجد خیف اپنی پوری برکات کے ساتھ موجود ہے اور یہاں ہی تین شیطان حاجیوں کے پتھراؤ کا نشانہ بنتے ہیں۔ اب ہزاروں محلات، دفاتر، بازار اور ہموار سڑکیں بن چکی ہیں جو ایام حج میں آراستہ پیراستہ ہو کر حجاج کرام کو سہولتیں بہم پہنچاتی ہیں۔

شیخ صاحب ہمیں ہر مقام پر ٹھہراتے، تعارف کراتے گفتگو کرتے اور مختلف زاویوں سے ان مقامات کی زیارت کرنے کا موقع دیتے۔ آپ نے بتایا کہ اس وادی کا نام منیٰ اس لیے رکھا گیا ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا ''تمن'' آپ اپنی تمنا کا اظہار کریں تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا ''اتمنی الجنۃ'' مجھے تو جنت کی تمنا ہے، جسے چھوڑے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اب تو آپ اس کائنات ارضی کو ہی جنت بنائیں گے۔ اس دن سے اس وادی کا نام منیٰ ہو گیا۔ شیخ صاحب نے مسجد خیف کے عقب میں ''غار مرسلات'' بھی دکھائی جہاں ''سورہ مرسلات'' نازل ہوئی تھی۔ مسجد الکوثر، مسجد النحر

Marfat.com

دکھائی جہاں سورہ کوثر نازل ہوئی تھی۔ مسجد کبش دکھائی جہاں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا تھا۔ وادی منیٰ سے آگے بڑھے تو مزدلفہ میں سے گزرتے ہوئے میدان عرفات میں جا پہنچے۔

میدانِ عرفات مزدلفہ سے تین میل منیٰ سے چھ میل اور مکہ مکرمہ سے نو میل کے فاصلے پر پھیلا ہوا ہے۔ میدان عرفات مصدر ’نوار و برکات ہے۔ مہبط تجلّیات خداوندی ہے۔ یہ وسیع ریگستانی میدان ہے جہاں لاکھوں حجاج 9 ذوالحجہ کو صبح سے مغرب تک بحالت احرام اس میں قیام کرتے ہیں اور اس قیام ’’وقوف‘‘ کا نام ہی ’’حج‘‘ ہے۔ صدیوں سے یہ میدان لق و دق رہا مگر آج حد نگاہ تک ہرے بھرے میدان میں تبدیل ہو چکا ہے۔ نیم کے سرسبز درخت حاجیوں کے سروں پر چھتریاں بن جاتے ہیں اور اپنے ایک دن کے مہمانوں پر سایہ فگن ہوتے ہیں۔ سنا ہے کہ پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے شاہ فہد کے مشورے سے نیم کے درختوں کا یہ جنگل لگانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ جو ہر موسم میں سرسبز و شاداب رہتا ہے۔

’’میدان عرفات‘‘ کا چپہ چپہ انوار خداوندی سے منور ہے۔ یہاں ’جبل عرفات‘ ہے جسے ’’جبل رحمت‘‘ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سیّدنا آدم علیہ السلام نے خطبہ حج پڑھا تھا۔ ہزاروں پیغمبروں کی آمد نے اس مقام کو ان کی اُمتوں میں متعارف کرا دیا۔ صدیاں گزرنے کے بعد سرورِ دو عالم نور مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناقہ ’قصوٰی‘ پر سوار ہو کر ’’خطبہ حجتہ الوداع‘‘ ادا فرما کر اسے قیامت تک وہ عظمت دی کہ آج خطبہ حج سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت سے ادا کیا جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں اُمتی حاضری فرض جان کر دیتے ہیں۔

میدان عرفات کے ایک کنارے پر مسجد نمرہ اپنی شان و شوکت سے سر اٹھائے ہوئے ہے۔ اسے ’’مسجد آدم اور مسجد عرفات‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں ہی خطبہ حج پڑھا جاتا ہے۔ حج کے موقع پر قیام عرفات کے دوران ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر پڑھی جاتی ہیں اور یہ دعاؤں کی قبولیت کا مرکز ہے۔ جس طرح حجاج کرام کے قافلے صبح سے میدان عرفات میں داخل ہونے شروع ہوتے ہیں اسی طرح یہ کاروان حج کے دن سورج غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا کیے بغیر واپس مزدلفہ کو روانہ ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں بیک وقت ادا کی جاتی ہیں۔

ہم میدان عرفات میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتے تھے۔ ہم نے وہ مقام دیکھا

Marfat.com

جہاں دنیائے ارضی پر پہلی بار حضرت آدم علیہ السلام اور سیدہ حضرت حوا علیہا السلام کی ملاقات ہوئی۔ یہ مقام تعارف ہی کے سبب 'عرفات' کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ہم نے وہ جگہ بھی دیکھی جہاں ابرہہ کا بے پناہ لشکر ابابیلوں کی سنگ باری سے نیست و نابود ہو گیا تھا۔ ہم نے وہ وادی دیکھی جہاں ابرہہ کے لشکری اور ہاتھی 'اصحاب فیل' ابابیلوں کی کنکریوں سے چبائے ہوئے بھوسے کی طرح تباہ ہو گئے تھے۔ ہم نے وہ مقام بھی دیکھا جہاں سیدنا عبدالمطلب اپنے اونٹوں کی بازیابی کے لیے ابرہہ کی لشکر گاہ میں تشریف لائے تھے۔

سورج غروب ہو رہا تھا۔ میدان عرفات کی ہموار اور دلکش سرزمین ہمارے واپسی کے قدموں کو روک رہی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ آج رات یہاں ہی گزرے (آپ تو یہاں کئی بار آئے ہوں گے اگر نہیں آئے تو آپ بھی ہمارے ساتھ رُکتے رُکتے قدم اٹھائیں۔ حج نہ سہی مگر ہماری رفاقت میں تو ہمارا ساتھ دیں۔) یہ شام اگرچہ خوشگوار ہے مگر اس میدان عرفات میں دور دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ بس کام کرنے والے کچھ مزدور اور مستری (مہندس) واپس جانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ یہ لوگ سارا دن کام کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ یہ ہمارے لیے آرام و آسائش کی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔ سڑکیں بنا رہے ہیں۔ پانی کے پائپ بچھا رہے ہیں۔ انہیں جانے دیں مگر آپ قارئین جہان رضا تو ہمارے ساتھ رہیں۔ شام کے اندھیرے چھا رہے ہیں۔ وقوف عرفات کا تو ایک دن مقرر ہے۔ مگر آپ تو شام کے چند لمحات ہمارے ساتھ گزاریں گے۔ ہم اب جبل رحمت یا جبل عرفات کے دامن میں آ گئے ہیں۔ آپ ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں قدم قدم ساتھ چلیں یہاں رحمت للعالمین نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تھا۔ لاکھوں اہل ایمان آپ کا خطبہ سن رہے تھے۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ اس مقام پر کھڑے ہیں۔ جہاں ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب سن رہے تھے۔ اس نرم نرم ریت پر بیٹھ جائیے اور دیکھیں کہ طائف کی وادیوں سے آنے والے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کس طرح ہمارے مونس جان بن رہے ہیں۔

کس کی زلفوں کی مہک لائی ہے بطحا سے نسیم
دل و جاں وجد کناں جھک گئے بہر تعظیم

ابھی ہم اس باد خنک سے لطف اندوز ہو ہی رہے تھے۔ کہ الشیخ الاشرف نے مشورہ دیا کہ اب جبل رحمت کے دامن سے اُٹھ کر جبل رحمت کی چوٹی پر جانا ہے۔ سبحان اللہ! ہم سیڑھیاں

Marfat.com

چڑھتے ہوئے جبل رحمت پر جا پہنچے۔ آپ ہمارا ساتھ نہ چھوڑنا جبل رحمت کی بلندیوں پر ایک ہموار قطعہ ارضی ہے۔ جہاں حاضرین چند لمحات رُک کر اس مقام کی عظمتوں کو سلام کرتے ہیں اور دور دور تک نگاہ ڈالتے ہیں، ہم چوٹی پر پہنچے تو مغرب کی اذان ہو چکی تھی۔ اذان ہوتے ہی جبل رحمت کے دامن میں جماعت کے لیے لوگ صف بندی کرنے لگے۔ مگر امامت کے لیے کوئی شخص نہیں تھا۔ میرے رفیق سفر صاحبزادہ سلیم حماد، سجادہ نشین بارگاہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہور نے اپنا مصلیٰ بچھا کر مجھے اشارہ کیا کہ میں امامت کراؤں۔ میں کانپ گیا، لرز گیا، میں اور جبل رحمت، میں اور امامت نماز، میں اور اس مقام پر یہ عظمت، میں ابھی اسی لیت ولعل اور دہشت وحیرت کے عالم میں تھا کہ صاحبزادہ صاحب نے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے میرا بازو پکڑا اور مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔

سبحان اللہ! میں نے اپنے سارے گناہوں اور کوتاہیوں کا بوجھ لیے تکبیر کہی اور نماز شروع کی اور بڑے اطمینان سے جماعت کرائی۔ بڑے سکون سے نماز پڑھی۔ بڑے عجز سے سجدے کیے بڑے اطمینان سے التحیات پڑھی اور بڑے سکون سے سلام پھیرا۔ جب میرے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھے اور میری نگاہیں نمازیوں کے روشن چہروں پر پڑیں تو میں نے دیکھا کہ سیکڑوں لوگ میرے پیچھے صف بستہ تھے۔ ان کے پرنور چہرے، ان کی محبت آمیز نگاہیں میری امامت میں ان کی سجدہ ریزی مجھے اُٹھا کر بلندیوں پر لے گئی۔

وہ ایک ایک کر کے جانے لگے مگر میں سنتیں اور نوافل ادا کرنے کے بعد شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگا۔ یہ مقام، یہ وقت، یہ عظمت، یہ اعزاز، اللہ اللہ! میں اُٹھا اور میاں سلیم حماد ہجویری کا سر چوم لیا جنہوں نے مجھے بازو سے پکڑ کر جبل رحمت کے دامن میں پر امام بنا دیا تھا۔

''کس بلندی پہ ہے مقام اپنا''۔

رات کا پہلا پہر اور طائف سے آنے والی ٹھنڈی ہوائیں۔ حد نگاہ تک پھیلا ہوا میدان عرفات دل نہیں چاہتا تھا کہ یہاں سے اُٹھا جائے مگر الشیخ الجندل نے اشارہ کیا، اُٹھے اور ان کی گاڑی پر بیٹھ کر میدان عرفات کو پیچھے چھوڑ کر مزدلفہ کے پہاڑوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے مسجد مشعر الحرام کی روشنیوں کو سلام کرتے ہوئے وادی منیٰ میں آن پہنچے اور وادی منیٰ کو عبور کرتے ہوئے ہم نے رات کے اندھیروں ہی میں تین شیطانوں کو گھور گھور کر دیکھا جن کو ہم نے سنگسار کرنا تھا۔ اب ہم مضافات مکہ کی چکا چوند چاندنیوں میں آ پہنچے تھے۔

Marfat.com

اب ہم تھے اور خانہ کعبہ کے روشن مینار تھے، ہم تھے اور بیت اللہ شریف کا باعظمت باب عبدالعزیز تھا، ہم تھے اور خانہ کعبہ کی عظیم الشان عمارت تھی ہم تھے اور سامنے مطاف میں طواف کرنے والوں کا عظیم سیلاب تھا، ہم تھے اور لبیک، اللھم لبیک کی صدائیں تھیں، ہم تھے اور خانہ کعبہ کے چاروں طرف عبادت گزاروں کا بے پناہ ہجوم تھا اور ان عبادت گزاروں کے چمکتے ہوئے نورانی چہرے تھے، سجدے تھے قیام تھے، رکوع تھے تشہد تھے، تسبیح اور تہلیل کے نظارے تھے، ہم تھے اور آب زم زم پینے والوں کا شوق نوشا نوش!

ہم نے نوافل شکرانہ ادا کیے۔ طواف کیا، زمزم پیا، بیت اللہ کے بلالی لباس پر بار بار نظریں پڑیں اور اس طرح ساری رات گزر گئی۔ نوافل، طواف، ملتزم، مقام ابراہیم، حطیم، میزاب رحمت، رکن یمانی، حجر اسود، زمزم کی فراوانی، اہل محبت کا ذوق عبادت گوروں اور کالوں کی یکجہتی، بندہ و صاحب محتاج و غنی سب ایک تھے۔

کیا کیا ہمیں یاد آیا جب یاد تیری آئی

''جہانِ رضا'' (اگست 1999ء)

(جولائی 2005ء)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي شَانِ حَبِيْبِهٖ

بسم الله الرحمٰن الرحيم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

Marfat.com

لو دیکھو مجھے ''شہرِ محبت'' نے پکارا

رمضان کے شروع ہوتے ہی زائران حرمین الشریفین کے قافلے روانہ ہونے لگے جہاز بھر بھر کر دیارِ حبیب کا رُخ کرنے لگے کارواں در کارواں اہل محبت ہوا کے دوش پر اُڑتے دکھائی دینے لگے ہم شکستہ، پاختہ حال، ان خوش بختوں کو دیکھتے رہتے اور دل پکڑ کر بیٹھ جاتے کہ اے قافلے والو! ذرا رُکئے جاؤ! دیکھو ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں! نہ مال نہ زر نہ ویزا نہ ٹکٹ دن گزرتے گئے۔ رمضان گزرتا گیا اور دیارِ محبوب کی نسیم جانفزا کے نرم نرم جھونکے دل کو بہلاتے رہے۔ میرا ایک غم خوار جو لوگوں کو دیارِ مصطفیٰ ﷺ بھیجنے پر مامور ہے، ڈوبتے سورج کی شفق کی لالی میں آ پہنچا، پاسپورٹ، ویزا، ٹکٹ اور دوسرے کاغذات پکڑا کر کہنے لگا کہ ''آج اندھیری رات کے تین بجے دیارِ محبوب کو جہاز اُڑے گا۔ بارہ بجے رات سے پہلے پہلے ایئر پورٹ پہنچ جانا'' بس کچھ نہ پوچھیں، ہمارے قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے، دائیں بائیں کی پروانہ رہی، شام وسحر کی گردش کی پروانہ کرتے ہوئے، جہاز میں جا بیٹھے اور چند گھنٹوں میں جدہ پھر اور ایک گھنٹے میں کعبۃ اللہ جا پہنچے طواف کی لطافتیں اور زم زم کی نہریں ''رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت'' پھر ''آب زم زم جو پیا خوب بجھائی پیاسیں'' چند لمحوں بعد جب مطاف سے باہر ایک نگاہ ڈالی تو 'دھوم دیکھی ہے تیرے کعبہ میں بے تابوں کی' طواف کر چکے تو ''خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ'' سے چند قدم ہٹ کر ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارمان مگر ابھی غلاف کعبہ پر نظر پڑی ہی تھی تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی یاد آئی۔

غور سے سن تو اے ''رضا'' کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

اب مدینہ منورہ جانے والی راہیں، باہیں کھول کر دعوت سفر دینے لگیں، دل مچلنے لگا، نماز

Marfat.com

پڑھی تو 'ناقۂ تیز گام' نے اپنے کجاوے میں بٹھالیا، حرمین شریفین کی وادیاں طے کرتی ہوئی شہر حبیب میں جا پہنچی۔ سحری کے وقت در حبیب پر دستک دی تو آواز آئی۔

کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو!

''جہانِ رضا'' (جنوری، فروری 2000ء)

اِلتجاء

یَارَب چُو مُصطفےٰ رَا مَن بَہرِ تُو سَتُودَم
تُو ہَم بَمُصطفےٰ بَخش، اِیں مُصطفےٰ سَتارا

—— علامہ رومیؒ

ترجمہ

اے باری تعالیٰ جب تیرے محبوب کی میں نے صرف تیرے لیے ستائش کی ہے تو تو بھی روز قیامت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے والے کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بخش دے آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

Marfat.com

کعبۃ اللہ میں گذرے لمحات

کعبۃ اللہ اپنے جاہ وجلال میں اپنی مثال آپ ہے۔ اسے دنیا کے کسی دوسرے بلند و بالا محل سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ عالم اسلام اس کے طواف کے لیے پروانہ وار اُمنڈا چلا آتا ہے۔ کالے، گورے، ادنیٰ، اعلیٰ، مشرق و مغرب کے اہل ایمان، کارواں در کارواں اللہ کے گھر کی طرف لبیک اللھم لبیک کہتے چلے آتے ہیں اور اس مرکز اسلام کو اپنا مرکز ایمان بنا کر اپنے اللہ کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں۔

اللہ کے اس گھر میں ہمیں تین ماہ سے زیادہ قیام کا موقع ملا۔ قدم قدم پر سجدے کرنے کی سعادت ملی۔ کعبۃ اللہ کی چاروں دیواروں کے سایہ میں نوافل ادا کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حجرِ اسود کے بے شمار بوسے لیے اور اسے دل بھر کر چوما لیکن ہمارا مستقل قیام ''باب الصفا'' کے ایک ایسے مقام پر تھا، جہاں سے طواف کرنے والوں کا سیلابِ نور نظر آتا تھا۔ جہاں سے حجر اسود کے اردگرد بوسہ لینے والوں کا ہجوم دیدنی ہوتا، جہاں سے غلافِ کعبہ سے لپٹ لپٹ کر دعائیں مانگنے والوں پر رشک آتا، جہاں سے مقامِ ابراہیم پر نوافل ادا کرنے والوں کی قطاریں دکھائی دیتیں، جہاں سے ملتزم کی طرف بڑھتے ہوئے اہلِ محبت نظر آتے۔ ''باب الصفا'' میں بیٹھے ہوئے ہماری نگاہیں اٹھتیں تو یہ سارے نظارے دل و دماغ کو روشن کرتے اور سکون قلب کا یہ ساماں ہمارے جان و دل کو دولت ایمان سے مالا مال کر دیتا۔

''دار الصفا'' کا یہ مقام دراصل ہمارے ایک رفیق حج و عمرہ پیر سیّد محمد حسن شاہ صاحب گیلانی النوری مدظلہ العالی نے منتخب کیا تھا۔ وہ سابقہ چالیس سال سے اسی مقام پر بیٹھتے ہیں۔ عرب ممالک میں پھیلے ہوئے ان کے ہزاروں مرید جمعہ کی نمازیں یہاں ہی آ کر پڑھتے ہیں۔ وہ اسی دن اپنے پیر و مرشد سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔ حضرت سیّد النوری تو عمرہ کے بعد پاکستان واپس آ گئے مگر ان کے بیس مریدین جو حج تک مولد النبی میں قیام کرنا چاہتے تھے،

Marfat.com

میرے ساتھی بن گئے۔ اہلِ وطن کا یہ حلقہ صبح وشام قائم رہتا۔ یہ درویش صفت لوگ دن رات کعبۃ اللہ میں ہی رہتے لیکن ہم لوگ آرام کرنے کے لیے کچھ وقت اپنی خواب گاہ میں جا کر گزارتے۔ نماز عصر کے بعد 'باب الصفا' میں ہمارا ایک خصوصی حلقہ ہوتا۔ دستر خوان بچھتا، مدینہ منورہ کی کھجوروں کے شیرے سے بنے ہوئے میٹھے کیک، جو کے آٹے کے بنے ہوئے خستہ بسکٹ، طائف کے حلیب کے ڈبے دستر خوان پر سج جاتے اور ہم ''اشربوا الحلیب وصلوا علی الحبیب'' کا نعرہ لگا کر نوشِ جان کرتے۔ مدینہ پاک کے باغوں کی کھجوریں سامنے آتیں تو دل باغ باغ ہو جاتا اور منہ شہد سے بھر جاتا۔ یہ حلقہ درویشاں کتنا صابر وشاکر تھا۔ مجال ہے کوئی ہاتھ اپنے حق سے بڑھ کر کوئی چیز اٹھانے کی جرات کرتا۔ کوئی آنکھ دوسرے درویش کے سامنے کی کسی چیز پر تیز نگاہی پر مائل ہوتی۔ ایثار ومحبت کا یہ حلقہ، صبر وسکون کی یہ تصویریں ابھی تک ہمارے سامنے ہیں۔ ہر شخص اپنے دوسرے ساتھی کے لیے اپنا حصہ پیش کرتا۔ اس دستر خوان پر ضرورت سے زائد چیزیں آتیں اور ہم آب زم زم سے بھری ہوئی سفید گلاسیاں بھر بھر کر ''عصرانہ'' کرتے۔

''باب الصفا'' کی نشست پر ہمارے اپنے درویشوں کے علاوہ پاکستان سے آئے ہوئے کئی دوست بھی ملنے آ جاتے۔ ان میں علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی ہوتے۔ ہم لوگ بھی جہاں جہاں کسی عالم دین کا قیام ہوا خود جا حاضر ہوتے۔ ان کی مجلس میں بیٹھتے اور ان کی گفتگو سے دامنِ دل و دماغ کو پُر کرتے۔ ان حضرات میں پاکستان کے علاوہ ہندوستان، مقبوضہ کشمیر، بنگلہ دیش، افغانستان، مصر وشام حتیٰ کہ یورپین ممالک سے آئے ہوئے مشائخ کی زیارت بھی ہوتی۔ ہمارے ایک پاکستانی بزرگ ہر روز یہیں ملنے آتے اور ''باب الصفا'' کے ''عصری دستر خوان'' میں شرکت کرتے۔ وہ بہت قد آور بزرگ تھے۔ انہوں نے پاکستانی لباس بدل کر لمبی عربی توب (الثوب) زیب تن کی ہوتی۔ ریش مبارک قبضہ سے بڑھ کر لمبی ہو گئی تھی۔ ان کے ہاتھ میں سوڈان کے درختوں کے دانوں کی لمبی تسبیح ہوتی۔ وہ مسکراتے آتے، خوش خوش بیٹھتے اور شریک دعوت ہوتے۔ وہ کعبۃ اللہ کی مختلف سمت میں بیٹھے ہوئے علماء کرام اور مشائخ کے پاس جاتے اور حلقہ باب الصفا کا تعارف کراتے۔ ان حضرات میں سے کئی حضرات آئے دن ہمارے حلقہ میں تشریف لاتے اور اس طرح ہم بیٹھے بٹھائے ایسے ایسے بزرگوں کی زیارت کر لیتے جنہیں دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں۔ وہ ہمیں بھی اطلاع دیتے کہ

Marfat.com

فلاں گوشے میں فلاں فلاں ملک سے آئے ہوئے بزرگ تشریف فرما ہیں۔ اور فلاں ستون کے پاس فلاں بزرگ قیام فرما ہیں۔ ہم لوگ ان کی رہنمائی میں ان حضرات کی زیارت کو حاضر ہوتے اور علم و فضل کے موتی چنتے۔

تین ماہ کے قیام نے ہمیں دنیا کے حالات اور اہل و عیال کی یادوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔ ہماری نگاہیں غلاف کعبہ پر ہوتیں، مطاف پر ہوتیں، حجرِ اسود کے ہجوم پر ہوتیں، ملتزم پر آہ و زاری کرنے والوں پر ہوتیں، مقام ابراہیم پر ہوتیں۔ پھر آب زم زم کے کنویں پر جانے والوں کا جوشِ نوشا نوش نظر آتا۔ ایک دن ہمارے "متعارفی دوست" ایک ایسے بزرگ کو لے آئے جو فلسطین سے آئے تھے۔ خدا معلوم انہیں ہمارے متعلق کیا کیا کہا گیا کہ بذات خود وہ بزرگ سبز عمامہ پہنے اور سبز لباس میں خراماں خراماں جلوہ فرما ہو گئے۔ ہم احترام کو اٹھے، استقبال کیا، دست بوسی کی اور نہایت عجز و انکساری سے ان کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔ وہ بیٹھ گئے۔ آب زم زم کی سفید گلاسی پیش کی تو خوش ہو گئے۔ عطر کی ایک شیشی ہدیہ کی تو ان کی آنکھیں جذبات تشکر سے چمک اٹھیں۔ وہ فلسطین کے اس علاقہ سے آئے تھے جو بیت المقدس کے مضافات میں ہے اور ابھی تک یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ میں ان سے عربی میں باتیں کرتا رہا۔ ان کا شکریہ ادا کرتا رہا۔ ان کی آمد پر اظہارِ مسرت کرتا رہا۔ مگر انہیں محسوس ہوا کہ میری عربی ختم ہو رہی ہے اور میں بات کرتے کرتے رکنے لگا ہوں وہ مسکرائے اور کھل کر اردو میں باتیں کرنے لگے تو میرا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

انہوں نے بتایا کہ اگر چہ میں بیت المقدس کے مضافات میں پیدا ہوا اور اب وہاں ہی قیام پذیر ہوں مگر مجھے دس سال تک کراچی کے دینی مدارس میں پڑھنے کا موقع ملا تھا اور میں نے وہاں سے ہی اردو زبان پر عبور حاصل کیا۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ فضیلت الشیخ الفلسطینی (نام دیدہ دانستہ تحریر نہیں کیا جا رہا) رواں اردو میں بات کرتے ہیں۔ اب میں نے اپنے پاکستان کے دینی اور اعتقادی حالات پر گفتگو کی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ میرا شکریہ ادا کیا اور میرے طویل القامت، طویل اللباس، طویل اللحیہ اور طویل التسبیح ساتھی کا بھی شکریہ ادا کیا جن کی وساطت سے وہ تشریف لائے تھے۔

اب وہ اٹھے میرا بازو پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور باب الصفا سے اٹھا کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے والوں کے ہجوم سے گزر کر باب ارقم سے

Marfat.com

باہر لے گئے۔ باب ارقم کے باہر چند قدم پر سفید مرمریں فرش پر رُک گئے اور فرمانے لگے یہاں دو نفل ادا کر لیں۔ ہم دونوں نے نوافل ادا کیے تو شیخ زمین پر نشان لگا کر فرمانے لگے جس جگہ ہم بیٹھے ہیں یہ دارارقم ہے۔ یہ حضور کے پیارے صحابی حضرتِ ارقم کا گھر ہے۔ وہ جگہ ہے جہاں تاج رسالت سر پر رکھنے کے بعد حضور اپنے چند ساتھیوں کو لے کر رات کے وقت مجلس جماتے اور اللہ کی وحدانیت اور دینی عقائد پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ سارے مکہ میں ابھی انتالیس اہل ایمان تھے۔ چھپ چھپ کر آتے اور حضور کی خدمت میں بیٹھ جاتے۔ جب چالیسویں مسلمان نے بیت ارقم میں داخل ہو کر کلمہ پڑھا تو ایک نعرہ بلند ہوا۔ مجلس میں تہلکہ مچ گیا۔ بیت ارقم میں ہی نہیں بیت اللہ میں تہلکہ برپا ہو گیا۔ بیت اللہ ہی نہیں سارے مکہ میں تہلکہ برپا ہو گیا۔ حضرت عمر نے کعبۃ اللہ میں تلوار لہرا کر کفار کو للکارا اور اعلان کیا آج کے بعد ہمیں اللہ کا نام لینے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ فلسطینی شیخ یہ بات کہنے کے بعد اُٹھے اور ایک دوسری جگہ کھڑے ہو کر مجھے بتایا کہ یہاں بیت ارقم کا دروازہ تھا جہاں سے حضرت عمر فاروق تلوار لے کر داخل ہوئے تھے اور چند لمحوں بعد اسی دروازے سے دولتِ ایمان لے کر باہر نکلے تھے۔ میں نے اس جگہ کو بوسہ دیا تو کہنے لگے 'نجدی مطوعے' اسے بھی 'شرک اکبر' کہتے ہیں۔

میں اُٹھا، میری نگاہ تصور میں وہ پاکباز صحابہ نظر آئے جو بیت ارقم میں حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ مجھے سیّدنا ابوبکر صدیق نظر آئے، مجھے سیّدنا حضرت علی نظر آئے، حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر کو دیکھا، مجھے مکہ کے دولت مند خاندان کے ایک فرد حضرت سیّدنا عثمان بن عفان نظر آئے۔ میں نے حضور کے پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام کو دیکھا۔ میں نے سعد بن ابی وقاص کو دیکھا، طلحہ بن عبید اللہ، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدہ بن جراح، اسما بنت عمیس، ابوسلمہ، عثمان بن مظعون، عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب، سعید ابن زید، عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، خباب بن الارت، صہیب رومی، بلال حبشی اور اس گھر کے ارقم دکھائی دیئے۔ پھر مجھے اسی محفل میں سیّدنا حمزہ اپنے جاہ وجلال سے دکھائی دیئے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ سارے ''السابقون الاولون'' تھے۔ یہ صحابہ رسول کا ہراول دستہ تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ حضرت ارقم پریشان ہیں۔ کبھی اندر جاتے ہیں کبھی باہر آتے ہیں۔ ڈرے ڈرے، سہمے سہمے، چاروں طرف نظر دوڑاتے، گھبرائے گھبرائے۔ میں بیت ارقم کے دروازے پر کھڑا رہا۔ فلسطینی شیخ مجھے وہاں ہی تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ خدا معلوم انہوں نے مجھے واپسی میں کیوں

Marfat.com

ساتھ نہ لیا۔ شاید میری حالت دیکھ کر اپنے حال پر رہنے دیا تھا۔ مجھے یہ نظارہ بیان کرنے دیں مگر میں کیا کروں؟

میں یہ سب کچھ بیاں کرتا مگر ہمت نہیں پڑتی
یہ نازک مرحلے ہیں اور مری جرات نہیں پڑتی

ادب اے خامہ گستاخ! جھک جا سرنگوں ہوجا
تحیر خیز نظاروں میں عقل و ہوش کو کھوجا

میں بیت ارقم کے دروازے پر تن تنہا بیٹھا تھا۔ میں اس وقت ڈر گیا جب میں نے حضرت عمر فاروق کو ننگی تلوار پکڑے حضرت ارقم کے گھر کی طرف آتے دیکھا۔ آپ بھی چند لمحے رُک جائیں اور میرے ساتھ کھڑے ہو کر یہ نظارہ تو دیکھیں۔

عمر آئے! مسلح آئے، دروازے پہ دی دستک
اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک

صحابہ نے جونہی سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا
چمک تلوار کی آئی نظر رُوئے عمر دیکھا

کئی صحابہ کانپتے حضور کے پاس آئے، صورتحال سے آگاہ کیا اور کہا عمر دروازے پر ننگی تلوار لیے کھڑے ہیں۔ حضور خاموش تھے۔ صحابہ گھبرا رہے تھے۔ حضرت حمزہ اُٹھے اور فرمایا جاؤ دروازہ کھولو، اسے اندر آنے دو۔

ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اس کو ہم خُلقِ محمد کا دکھائیں گے

اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دوں گا

حضرت عمر ارقم کے گھر کی دہلیز پر کھڑے تھے۔ اندر داخل ہوئے۔

عمر داخل ہوئے گھر میں تو اُٹھے حضرت والا
ہوا ضوریز سرِ شاخ طوبیٰ پر قدبالا

Marfat.com

حضور نے عمرؓ کی چادر کا دامن تھام کر جھٹکا دیا۔ پوچھا تم کس نیت سے آئے ہو؟ حضرت عمر کانپ گئے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، سر جھکا دیا۔

ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خدا پر اور رسولِ پاک پر ایمان لانے کو

یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدائے مرحبا گونجی
فضا میں نعرۂ اللہ اکبر کی صدا گونجی

میں نعرۂ تکبیر کی صدا سے جھوم اُٹھا، میں محو نظارہ تھا کہ کعبۃ اللہ میں اذان کی آواز گونجی۔ میں حضرت ارقم کے گھر کا دروازہ چھوڑ کر بیت اللہ شریف میں آ گیا۔

"جہانِ رضا" (اپریل، مئی 2000ء)

پھر دیکھو مجھے ''شہرِ محبت'' نے بلایا

اس سال پھر میرے دیرینہ دوست علی بشر آغا نے درِ دل پر دستک دی، ویزا لگوایا، ٹکٹ دی اور جہاز پر بٹھا کر ہاتھ ہلاتے ہوئے'' بہ سلامت روی و باز آئی'' کہہ کر گھر آ گئے اور ہم دن ڈھلنے سے پہلے احرام زیب تن کیے "لبیك اللهم لبیك" کہتے ہوئے گھر سے نکلے اور چھ سات گھنٹے میں کوئے یار میں جا پہنچے۔

''یوں جائیے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو''

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کے نذرانے کے ساتھ سلام پیش کیا۔

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سری کی ہے

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام
مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے

شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام
خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

ان پر درود جن کو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشقانِ رسول سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا۔ دنیا کے گوشے گوشے سے اہلِ محبت قطار در قطار، قافلہ در قافلہ، کارواں در کارواں چلے آ رہے ہیں اور درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھولیاں پھیلائے بیٹھے ہیں۔ ذرا نظر اُٹھا کر دیکھا تو

Marfat.com

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

منگتے کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دُوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

کیوں تاجدار خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے

ہم نے یہ منظر غور سے دیکھا، عاشقان رسول ﷺ کے اس عظیم اجتماع پر ایک طائرانہ نظر ڈالی تو یوں محسوس ہوا کہ۔

''جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے''

بادشاہانِ جہاں حضور ﷺ کے دربار میں جاروب کشوں میں نظر آئے۔ سرفرازان زمانہ گدایانِ حرم میں دکھائی دیئے۔ صدر نشینانِ عصر بوریا نشینی پر فخر کرتے دکھائی دیئے۔ جس طرف نگاہ اُٹھتی دھڑکتے دل، اشک آلود آنکھیں، پھیلے ہوئے دامن اور کھلی ہوئی جھولیاں نظر آئیں۔

''لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں''

اسی عالی دربار میں کئی صبحیں، کئی شامیں، کئی راتیں، کئی دن اور کئی ہفتے گزر گئے، ہر روز ایک نئی شان نظر آئی۔ ہر شب ایک نیا جلوہ سامنے آیا۔ ہر لمحہ ایک نیا نور دکھائی دیا اور ہر آن ایک نیا نظارہ نظر نواز ہوا۔

تو بر نخل تمنا بے محابا شعلہ می ریزی
تو بر پروانگان خویش صورت شمع می آئی

ہمارا معمول تھا کہ اکثر اوقات صفہ پر دو نوافل ادا کرتے، پھر وہاں ہی قرآن پاک کھول کر کاشانہ رسول ﷺ کو قبلہ جان و دل بنا کر تلاوت کرتے رہتے، یہ مقام اس لیے پسند تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ صاحب کوثر و تسنیم کے غریب صحابہ اسی مقام پر بیٹھا کرتے تھے تا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی الفتیں اور محبتیں ان کو اپنے دامن میں سمیٹتی رہیں۔ پھر یہ بھی خیال تھا کہ اس طرح مقام صفہ پر چند لمحات تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے جب نظر رحمت مسکین نوازی

Marfat.com

فرمائے گی تو ہمیں بھی حصہ مل جائے گا۔

نظرا ے شہ عرب وعجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم
وہ گدا کہ جن کو عطا کیا تو نے جلالِ سکندری

ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپ بھی بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مقام صفہ پر چند لمحات ہمارے ساتھ بیٹھیں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسکین مگر پیارے صحابہ کرام بیٹھا کرتے تھے۔

جب مسجد بنی تو مسجدِ نبوی کے پچھلے شمالی حصہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سائبان لگوا دیا تھا، جس میں غرباء و مساکین صحابہ کرام یا دُور دراز سے آنے والے ایسے مسافر قیام کیا کرتے تھے، جنہیں مدینہ میں کوئی دوسری جگہ نہ ملتی تھی۔ اسی جگہ کا نام ''صفہ'' تھا اور یہاں رہنے والے اہل صفہ ''اصحابِ صفہ'' کہلاتے تھے۔ مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو جہاں کسی کی جان پہچان نہ ہوتی وہ مسجد نبوی کے اس سائبان کے نیچے ٹھہرتے۔ پھر ایسے لوگ بھی گردونواح سے مدینہ منورہ چلے آتے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کا علم حاصل کرنے کے مشتاق تھے۔ ایسے تمام حضرات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہوتے اور اسی سائبان کے نیچے ٹھہرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کی دیکھ بھال فرماتے۔

حضرت طلحہ بن عبداللہ بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں پہلی بار مدینہ منورہ آیا تو میرا کوئی بھی شناسا نہ تھا، میں بھی ''اہل صفہ'' میں شامل ہو کر اسی مقام پر ٹھہرا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے وہیں کھانا بھیج دیتے اور کھجوروں کے خوشے عنایت فرماتے۔

''صفہ'' 2 ہجری میں قائم ہوا تھا جب کہ تحویل قبلہ کا اعلان ہو چکا تھا۔ یہ مقام سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ستون کے شمال میں پانچویں ستون کے قریب تھا۔ مگر 7 ہجری میں مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو ''صفہ'' کو قدرے مزید شمال کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ کرام قیام پذیر ہوتے جن کا نہ گھر بار تھا، نہ خاندان، نہ کاروبار، نہ کوئی رشتہ دار اور نہ آشنا ہوتا تھا۔ روایت سے پتا چلتا ہے کہ ''اصحابِ صفہ'' کی تعداد 360 کے لگ بھگ تھی۔ مگر بیک وقت ستر سے زیادہ کبھی قیام پذیر نہیں ہوئے۔ اصحاب صفہ میں سے جب کسی کو سفر پیش آتا یا جہاد میں شریک ہوتے یا کوئی اپنا گھر بسا لیتا تو تعداد میں کمی بیشی ہو جایا کرتی تھی۔ مگر بعض اوقات اصحاب صفہ کی تعداد ستر سے بھی تجاوز کر جایا کرتی تھی۔ ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں اصحابِ صفہ کی تعداد اور اسماء کی ایک فہرست دی ہے۔

Marfat.com

صحیح بخاری شریف میں ''باب نوم الرجال فی المسجد'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (جو خود بھی اصحاب صفہ میں سے تھے) کی ایک روایت بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں ''میں نے ایسے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا جن کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کپڑے بھی موجود نہ تھے۔ وہ مشکل سے ادائیگی نماز کے لیے ستر ڈھانپا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے اسلام لانے سے پہلے ایسے ستر صحابہ کے اسماء لکھے ہیں جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت کے لیے ''بیر معونہ'' میں بھیجا تھا۔ وہاں بنو سلیم کے قبیلوں نے دھوکے سے ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شہید کر دیا تھا۔ انہیں اصحاب صفہ کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔

''**ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا**'' جو اللہ کے راستہ میں قتل کیے گئے ہیں انہیں مردہ خیال نہ کیا جائے''

اسلامی تاریخ کی معتبر کتابوں میں اصحاب صفہ کی تعداد چھ سات سو کے قریب لکھی گئی ہے اور ان کے اسمائے گرامی بھی ریکارڈ میں موجود ہیں۔ بایں ہمہ ستر سے زیادہ بیک وقت اصحابِ صفہ کبھی نہیں رہے۔ ابن الاعرابی ابو عبدالرحمٰن سلمی، حاکم اور ابو نعیم نے اپنی اپنی تحریروں میں اصحابِ صفہ کی پوری تاریخ مرتب کر دی ہے مگر ہم یہاں چند مشہور اصحابِ صفہ کے اسمائے گرامی لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ آپ ان سے ملاقات کا شرف حاصل کر لیں۔

حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت سلمان فارسی، حضرت حنظلہ بن ابی عامر، حضرت حارثہ بن نعمان، حضرت حذیفہ بن الیمان، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت صہیب رومی، حضرت سالم مولیٰ، حضرت ابی حذیفہ، حضرت بلال بن رباح، حضرت سعد بن مالک، حضرت ابو سعید خدری رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں انصار اور مہاجر مختلف کاموں میں مشغول ہو گئے۔ مہاجرین نے تجارت اور انصار نے کھیتی باڑی کو اپنے مشاغل کا حصہ بنایا۔ مگر اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جو اپنا سارا وقت علم دین کی تحصیل یا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات سے خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ ان کے پاس آ کر بیٹھتے، انہیں تعلیم دیتے، قرآن پاک کی آیات پڑھاتے ان سے قرآن سنتے اور لطف و محبت کا خصوصی حصہ عطا فرماتے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ اپنے دوسرے صحابہ کرام کو ان پر توجہ دینے کا حکم دیتے۔ کئی صحابہ

Marfat.com

کرام ان میں سے کچھ صحابہ کو اپنے اپنے گھروں میں لے جاتے اور گھر لے جا کر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ حضور نبی کریم خود خاصی تعداد میں اپنے گھر لے جاتے اور مہمان نوازی فرماتے۔ کئی صحابہ کرام اپنے باغات سے کھجوروں کے خوشے لا کر مسجد کی دیواروں پر لٹکا دیتے جہاں سے یہ حضرات حسب ضرورت اپنا پیٹ بھرتے۔

اصحابِ صفہ میں سے اکثر حضرات جہاد میں شرکت کرتے اور لشکر اسلام کے ساتھ مہمات جہاد میں جاتے۔ تبلیغ کے لیے جو وفود جاتے تھے ان میں شرکت کرتے۔ یہی لوگ ہمہ وقتی حضور نبی کریم ﷺ سے قرآن پاک سنتے، پڑھتے اور ان کے مطالب پوچھتے، احادیث یاد کرتے۔ ان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے صحابی تھے جنہوں نے سرور کائنات کی بے شمار احادیث از بر کر کے آگے پہنچائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کثرت سے احادیث یاد کرنے کی وجہ خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مہاجرین وانصار زیادہ احادیث اس لیے یاد نہیں رکھ سکے کہ ان میں اکثر لوگ بازاروں میں تجارتی کاروبار میں مشغول رہتے، کھیتی باڑی میں مصروف رہتے تھے۔ مگر میں ہر وقت حضور رحمت للعالمین ﷺ کے دامن رحمت کے ساتھ رہتا۔ میں صفہ کا ایک مسکین آدمی ہوں۔ جہاں دوسرے صحابہ کرام اپنے مشاغل میں مصروف رہ کر احادیث بھول جاتے ہیں میں وہ احادیث اپنے حافظے میں محفوظ رکھتا ہوں۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا! آج میرا خطاب جو بھی سنے گا اور جس قدر اپنا دامن پھیلائے گا اسے علم کا وافر حصہ ملے گا۔ میں نے سرور کائنات کے سامنے اپنی چادر پھیلا دی، خطاب ختم ہوا تو چادر اٹھا کر اپنے سینے سے لپیٹ لی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میری یہ ادا دیکھی تو میرے حافظے کے لیے دعا کی۔ واللہ آج تک مجھے حضور کا پورا خطاب (وعظ) لفظ بہ لفظ یاد ہے۔ (صحیح البخاری باب البیوع)

حضرت امام مالک بن انس (م 79 ہجری) فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کے پیارے صحابی ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، آپ نے دیکھا، حضور ﷺ کھڑے اصحاب صفہ کو قرآن کریم پڑھا رہے ہیں۔ پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا ہے تاکہ نقاہت اور کمزوری آپ کی کمر پر اثر انداز نہ ہو۔ اصحابِ صفہ کا قرآن کریم پڑھنا، اس کو سمجھنا، اس کو لکھنا، خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا، اس کا ورد کرنا، یہ سارے مشاغل اصحابِ صفہ کے شوق و ذوق کے بہتے

Marfat.com

ہوئے چشمے تھے۔ جو نبی کریم ﷺ کے منبع علم و فضل سے پھوٹ کر نکلتے۔

یہی اصحابِ صفہ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو دین اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وطن کو خیر باد کہا، اہل و عیال کو چھوڑا، اعزہ و اقرباء سے رشتہ توڑا، مال و جائیداد سے ہاتھ دھوئے اور دنیا و جہان کی تمام نعمتوں سے منہ موڑ کر خالی ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑے رہتے۔ قرآن کریم نے اصحاب صفہ کی عظمتوں کا اعلان کیا ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت 273) میں فرمایا ''تمہارا مال ان فقرا کے لیے وقف ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مقید ہو گئے ہیں۔ وہ زمین پر چل پھر کر کاروبار دنیا میں مشغولیت اختیار نہیں کرتے۔ ناواقف مالدار ان کی خودداری کا ادراک نہ کرتے ہوئے انہیں نظر انداز کر جاتے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نگاہ لطف تو ان لوگوں کو پہچانتی ہے جو لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں ایک معتبر نام ہے بلکہ اس کاروان صبر و غنا کے قافلہ سالار ہیں۔ وہ ان حضرات کی تنگ دستی، فاقہ کشی اور صبر و تحمل کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

مجھے اپنے اللہ کی قسم کہ بعض اوقات ہم لوگ کئی کئی دن کھانے سے محروم رہتے۔ میں خود بھوک کی شدت سے زمین پر لیٹ جاتا۔ کبھی پیٹ پر پتھر باندھ کر اپنے بدن کو عبادت کے لیے آمادہ کرتا۔ ایسی کیفیت میں ایک دن میں اس راستہ پر بیٹھ گیا جہاں سے حضور نبی کریم ﷺ گزرا کرتے تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گزرتے ہوئے دیکھا تو ان سے ایک آیت کا مفہوم پوچھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ میری آواز کی نقاہت اور کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے مجھے کچھ کھانے کو دیں گے، مگر انہوں نے میری طرف توجہ نہ فرمائی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے بھی ایک آیت کریمہ کا مطلب پوچھا اب بھی میرا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے دیکھ کر کچھ کھانے کے لیے دیں گے، لیکن وہ بھی گزر گئے، تھوڑی دیر بعد حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے گزرے آپ نے میرے چہرے پر نگاہ ڈالی اور میری پژمردگی کو بھانپ کر میرے دل کی شکستگی کو پا لیا۔

فرمایا! میرے ساتھ آؤ، حضور رحمت للعالمین ﷺ آگے آگے جا رہے تھے اور میں پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ آپ ﷺ اپنے گھر پہنچے اور میں دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ آپ اپنے حجرہ میں داخل ہوئے اور دودھ کا ایک چھلکتا ہوا پیالہ لائے، یہ کسی نے حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ

Marfat.com

بھیجا تھا۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں دودھ سے بھرا ہوا پیالہ دیکھا میں بھوک سے نڈھال کھڑا ہونے سے بھی قاصر تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا، ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فرمایا! وہ جو ستر افراد ہیں سب کو بلالاؤ، میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ تو ستر افراد ہیں، آپ نے فرمایا! سب کو بلالاؤ، یہ بات مجھے بڑی گراں گزری، مگر حضور ﷺ کا فرمانا تھا، دوڑا دوڑا گیا اور ستر اصحاب صفہ کو بلالایا اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ میرا کیا بنے گا۔ تمام حضرات آ گئے تو سارا دودھ پی جائیں گے۔ تمام افراد آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے حجرے میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ابو ہریرہ! پیالہ لو اور ان کو پلاتے جاؤ، میں تعمیل ارشاد کرتے ہوئے ایک ایک کو پیالہ پکڑاتا اور وہ سیر ہو کر مجھے لوٹا دیتا اور پھر میں دوسرے کو پلاتا مگر پیالہ جوں کا توں دودھ سے بھرا ہوا رہتا۔ اب حضور نبی کریم ﷺ نے پیالہ میرے ہاتھ سے لے لیا اور نگاہ محبت میرے چہرے پر ڈالی، تبسم فرماتے ہوئے فرمایا، ابو ہریرہ! اب تم پیو، میں پیتا گیا یہاں تک کہ سیر ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو، بیٹھ کر پیو، آپ بار بار فرماتے پیو پیو اور خوب پیو، میں نے سر اٹھایا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان اب تو کوئی گنجائش نہیں رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ، مجھے دو، میں نے دیکھا کہ ابھی تک پیالہ لبالب بھرا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر خود پیا۔ فاضل بریلوی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

نبی کریم ﷺ کے یہ پیارے صحابی ایک منفرد مقام پر فائز تھے اور حضور ﷺ کی نگاہ التفات سے خصوصی حصہ پاتے تھے۔ محمد بن سیرین بصری رحمۃ اللہ علیہ (م 110 ہجری) اس دور کی تصویر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جب شام ہوتی حضور سرور کائنات ﷺ اصحاب صفہ کو اپنے صحابہ کرام پر تقسیم فرما دیتے۔ کوئی صحابی ایک آدمی لے جاتا، کوئی دو، کوئی تین اور کوئی چار۔ بعض خوشحال صحابہ کرام دس دس مہمان بھی گھر لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (م 15ھ) تو کمال کرتے روزانہ شام کو اسی آدمیوں کو کھانا کھلاتے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ شام ہوتی تو ہم حضور نبی کریم کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے۔ آپ صحابہ کرام میں ایک ایک، دو دو

Marfat.com

تقسیم فرماتے اور جو بچ جاتے تمام کے تمام حضور کے دستر خوان پر کھانا کھاتے۔ کھانا کھا لیتے تو آپ فرماتے مسجد میں جا کر سو جاؤ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (یہ انصار کے خزرج قبیلہ کے فرد تھے، جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں، یہ ان تین جانبازوں میں ایک تھے جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا تھا) نے اصحابِ صفہ اور دیگر آنے والے حضرات کے بارے میں ایک تجویز پیش کی جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرما کر منظور فرمایا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مدینہ کے انصار کے کھجوروں کے باغ ہیں، ہم ان باغات سے کھجوروں کے خوشے لا کر مسجد نبوی کی دیوار کے ساتھ لٹکا دیا کریں گے، اصحاب صفہ اور باہر سے آنے والے خود اپنی ضرورت کے مطابق ان کھجوروں سے ضیافت کر لیا کریں گے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باغ سے نفیس کھجوروں کے خوشے لا کر لٹکا دیئے۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے صحابہ کرام بھی نخلستان سے کھجوریں لا کر لٹکانے لگے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس ضیافت خرما کے نگران تھے۔ بعض اوقات وہ خود اٹھتے اور لکڑی مار مار کر کھجوریں گراتے جاتے اور مہمان رسول اللہ بلاتردد اپنا حصہ لے کر سیر ہو جاتے۔

ہمیں کئی بار مقام صفہ پر روزہ افطار کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، ہمیں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے باغات کی کھجوروں کے خوشوں سے جھاڑی ہوئی کھجوریں تو نہ مل سکیں مگر جب افطار کا دستر خوان بچھتا تو ایسی ایسی نفیس کھجوریں سامنے آتیں کہ دل خوش ہو جاتا۔ برف پر لگی ہوئی ٹھنڈی ٹھنڈی کھجوریں، کھجوروں سے لدی ہوئی ٹہنیاں، ٹہنیوں سے لٹکی ہوئی کھجوریں، رنگ برنگی کھجوریں، وادی بطحا کی کھجوریں، مضافات مدینہ کی کھجوریں، باغاتِ مدینہ کی کھجوریں۔

یہ دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، دستر خوان بچھا ہوا ہے۔ جس پر اڑھائی لاکھ روزہ دار افطاری کر رہے ہیں۔ کالے گورے، ادنیٰ اعلیٰ، چھوٹے بڑے، شاہ و گدا، امیر غریب، مکی مدنی، چینی روسی، مشرق و مغرب سے آنے والے روزہ دار حد نگاہ تک بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہاتھ بڑھا کر روزہ افطار کرتے ہیں۔ مجال ہے کسی کو ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت پیش آئے۔ ایک دن مقام صفہ پر ایک دستر خوان ایسا بھی سامنے آیا جس پر ان کھجوروں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ کھجور) کے خوشے عطا ہوئے۔ آب زمزم کے ساتھ دودھ کے پیالے عطا ہوئے تو فوراً زبان سے نکلا

Marfat.com

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر!

آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھے رہیے اور آج ہمارے ساتھ ہی مقام صفہ پر روزہ افطار کیجیے۔ کھجوروں کے خوشے یہاں ہی بیٹھ کر کھائیے۔ ذرا چشم تصور سے دیکھیں تو سہی آپ کے ساتھ کون کون بیٹھا ہے۔ یہ ابو ہریرہ ہیں، یہ ابوذر غفاری، سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود اور کعب بن مالک انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھے ہیں۔ پھر حضور کی نگاہ التفات ہے۔

اگر آپ کو جلدی نہ ہو تو فکر نہ کریں آپ میری دعوت پر یہاں آئے ہیں اور ایک لمحہ میں پاکستان پہنچ جائیں گے۔ آپ کی خدمت میں جہان رضا اصحاب صفہ کی یادیں لے کر آپ کے گھر آئے گا اور آپ دربارِ رسول اللہ کی باتوں سے دل و دماغ کو روشن کریں گے۔

استفادہ: جذب القلوب (شیخ محدث دہلوی) تہذیب التہذیب، حلیۃ الاولیاء، معارف، وفاء الوفا، صحیح بخاری، طبقات کبریٰ، بیوت الصحابہ، (الشیخ محمد الیاس عبدالغنی) الاصابہ، اسد الغابہ اور وہ مدنی شیخ جو مجھے ساتھ رکھتے۔

''جہانِ رضا'' (جنوری، فروری 2001ء)

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

حدیث

ہاں میں (خدا کا) نبی ہوں اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں
ہاں میں ہی عبد اللہ بن عبد المطلب کا فرزند دلبند ہوں

Marfat.com

حکیم نذیر احمد چشتی ...... جدہ میں زائرین حرم کا ایک میزبان

اے خوشا شہرے کہ دروے دلبر است، دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں ہجوم عاشقاں دیدنی ہوتا ہے۔ بارگاہ نبوی ﷺ کی رونقیں اپنی مثال آپ ہوتی ہیں۔ مسجد نبوی حد نگاہ تک بھری نظر آتی ہے۔ روشن چہرے خوبصورت صورتیں ہر طرف دل نوازی کرتی ہیں۔ مسجد نبوی کا وہ ٹکڑا جہاں گنبد خضریٰ اپنی تابانیوں سے نظروں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے، اہلِ دل سے بھرا بھرا نظر آتا ہے۔ ریاض الجنۃ اور محراب و منبر کی جلوہ سامانیاں دل و دماغ کو روشن کرتی جاتی ہیں۔ ''استن حنانہ در ہجرِ رسول۔ نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول'' ابھی تک ہجر و فراق کی داستان سناتا ہے۔ مواجہ شریف، بابِ جبرئیل، قدمین شریفین، مسکن فاطمہ، زینہ اصحاب صفہ۔

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

جمعۃ الوداع یہاں پڑھا اور ختم تراویح یہاں سنا۔ سماعت قرآن یہاں ہوئی۔ پھر عید الفطر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں ادا کی۔ شوال کی صبح آئی تو لوگ اپنے اپنے ملکوں کا رُخ کرنے لگے۔ قافلے روانہ ہونے لگے۔ کارواں ترتیب دیے جانے لگے مگر......

پایم بہ پیش زیں سر کو برنمی رود
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہ کیست!

بارگاہِ رسول ﷺ میں رمضان گزرا تھا۔ شوال کا پہلا ہفتہ گزر گیا مگر شہر محبت چھوڑ کر جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ آخر میرے رفیق سفر ثناء خوانِ رسول محمد ثناء اللہ بٹ سواری لے آئے۔ سامان لپیٹا۔ گاڑی میں رکھا اور اگلی سیٹ پر بٹھا کر کہا چلو جدہ چلیں۔ گاڑی مدینہ کے کوچہ و بازار سے گزرتی ہوئی روانہ ہوئی۔

ٹھہر جا ساربانا، مہربانا، رو تو لینے دے!

چند لمحوں میں گاڑی مدینہ کی وادیوں اور نخلستانوں کو سمیٹتی ہوئی رواں دواں تھی۔ اور چند

Marfat.com

گھنٹوں بعد ہم اپنی دادی کے گھر جدہ میں آ گئے۔

حکیم نذیر احمد چشتی بڑے مہمان نواز انسان ہیں۔ مشائخ، علماء اور فقراء سب ان کے مہمان ہوتے ہیں اور وہ ہر مہمان کے لیے بچھے بچھے جاتے ہیں۔ ان کا گھر ''اشرافیہ'' میں ہے۔ ان کے گھر کے سارے دروازے مہمانوں کے لیے کھلے رہتے ہیں۔ ان کے گھر کے در و دیوار کے دامن مہمانوں کے لیے کھل جاتے ہیں۔ اس میزبانِ زائرانِ حرمین کے گھر میں قدم رکھا ہی تھا کہ خلوص و محبت کی خوشبوؤں نے گھیر لیا۔ نہایت تپاک سے خوش آمدید کہا۔ بڑی محبت سے اھلاً و سہلاً کہا۔ ابھی ہم ستانے نہ پائے تھے کہ حکیم صاحب کے مقامی احباب کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں اس گھر میں نووارد تھا۔ بلا تکلف کہا ''آج رات میں فلاں دوست کے ہاں گزاروں گا''۔ حکیم صاحب نے کہا ''ہاں رات آئے گی آپ دوست کے پاس چلے جانا''۔ جوں جوں رات کے اندھیرے چھانے لگے حکیم صاحب کا گھر روشنیوں سے جگمگانے لگا لوگ آنے لگے، دوست آنے لگے، احباب آنے لگے، دیکھتے دیکھتے حکیم صاحب کا گھر روشنیوں سے چکا چوند ہو گیا۔ اور یہ گھر بقعہ نور بن گیا۔ میں رات کا منتظر تھا مگر یوں محسوس ہونے لگا کہ صبح نمودار ہو رہی ہے۔ روشنیاں پھیلنے لگی ہیں۔ وڈیو کیمرے کام کرنے لگے دھیمی آواز کے سپیکر نصب ہو گئے۔ حساس مائیک سامنے آ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے حکیم صاحب کا گھر روشن چہروں سے جگمگانے لگا۔ یہ سب ان کے احباب تھے۔ یہ سب ثناء اللہ بٹ کی نعت سننے کے مشتاق تھے۔ یہ سب شمع رسالت ﷺ کے پروانے تھے۔ جو حضور ﷺ کی مدحت سننے کے لیے دُور، دُور سے آئے تھے۔

یہ لو! نور محمد جرال آ پہنچے۔ لوگوں کی نگاہوں نے اُٹھ اُٹھ کر انہیں سلام کیا۔ نور محمد جرال پاکستانی نعت خواں ہیں۔ محمد اعظم چشتی مرحوم کے شاگرد ہیں۔ ایک عرصہ سے جدہ میں مقیم ہیں۔ جب نعت پڑھتے ہیں خوب پڑھتے ہیں اور مجالس نعت میں جان محفل بن جاتے ہیں۔ نعت رسول کے لیے کنج لب کو وا کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ بادِ نو بہاری چل پڑی ہے۔ محفل پر پھول برسنے لگے ہیں۔ تعارف ہوا تو میرے پاس آ بیٹھے، ثناء اللہ بٹ کے دیرینہ آشنا ہیں۔ آج کی محفل میں مجھے مہمان سپیکر کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا۔ آغاز یہ نعت نور محمد جرال کی خوش آوازی سے تھی۔ جناب جرال اپنی شیریں آوازی اور دلنوازی سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا کلام سنانے لگے۔

Marfat.com

سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

دل بستہ و خون گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

دندان و لب و زُلف و رُخ شہ کے فدائی
ہیں درِ عدن، لعلِ یمن، مشکِ ختن پھول

نور محمد جرال نعت پڑھتے جا رہے تھے۔ محفل میں پھول بکھیرتے جا رہے تھے۔ دل چاہتا تھا کہ وہ پھول بکھیرتے جائیں۔ پھول برساتے جائیں۔ پھول لٹاتے جائیں اور ہم پھول سمیٹتے جائیں۔ پھولوں سے جھولیاں بھرتے جائیں اور دل و دماغ کو خوشبوؤں سے معمور کرتے جائیں۔

مجھے اشارہ ہوا کہ میر محفل جناب محمد ثناء اللہ بٹ کو دعوت نعت خوانی دوں۔ نور محمد جرال نے محفل کا رنگ حضور سرور کائنات کے سراپا سے گلگوں کر دیا تھا۔ میں نے محمد ثناء اللہ بٹ کے سامنے مائیک رکھتے ہوئے کلام رضا سے حضور کے سراپا پر نعت پڑھنے کی فرمائش کی۔ محمد ثناء اللہ بٹ رمضان کا سارا مہینہ میرے ساتھ شہر حبیب میں رہے۔ رات کو محافل نعت کی رونق ہوتے تھے۔ شاید ہی مدینہ کی کوئی رات آئی ہو جب ثناء اللہ بٹ نے کسی نہ کسی محفل میں نعت نہ سنائی ہو۔ وہ گویا ہوئے۔

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمان نقصِ جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہ شمع ہے جس کا دھواں نہیں

وہ اعلیٰ حضرت کی یہ نعت سناتے گئے اور گرہ پر گرہ لگاتے گئے۔ سامعین لطف اندوز ہی نہیں محظوظ ہوتے گئے۔ اور ایک ایک مصرع پر داد دیتے گئے۔ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ نعت ختم ہوئی تو نعت خوان گرامی نے ایک اور نعت کا آغاز کیا۔ جس میں حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کے سراپا کو ایک اور انداز سے پیش کیا۔

مشک سا زُلف شہ و نور فشاں روئے حضور
اللہ اللہ حلب حبیب تتار دامن

یہ اتنی مشکل نعت تھی جس میں حضور کی زلف مشکبار اور روئے اقدس کو نہایت لطیف انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگس مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

حضور کے سرو قد کو کس انداز میں بیان کیا جا رہا ہے۔

تیرا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

بے مثل آقا کے بے مثل قد کو نادر دہر کہہ کر اس کی تشبیہ لانے سے عجز کا اظہار کر دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم کے عارض، گیسو، ہاتھ اور ایڑیوں کی اعلیٰ حضرت نے ان سراپائی الفاظ کو کئی کئی ردیفوں میں بیان کیا ہے۔ نعت خوان گرامی ان نعتوں کو پڑھتے گئے اور اہل مجلس کے لطف میں اضافہ کرتے رہے۔

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور نے بڑھ کے شکن ناز سے وارے گیسو

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگ ریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوش تر ایڑیاں

نار دوزخ کو چمن کر دے بہار عارض
ظلمت حشر کو دن کردے نہار عارض

ان مطالع کی پوری پوری نعت پڑھتے گئے اور رنگ محفل میں اضافہ کرتے گئے۔ امام احمد رضا نے حضور کی بارگاہ میں سلام رضا پیش کیا ہے جو ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے مطلع کمال سے فضاؤں میں نور بکھیرتا رہتا ہے۔ اہل تحقیق بتاتے ہیں کہ سلام رضا میں حضور کے سراپا پر ایسے ایسے اشعار ہیں، جنہیں اہل محبت حرزِ جان بناتے ہیں۔ قد و قامت، طلعت فرق اقدس، گیسوئے

Marfat.com

معنبر، زلفوں میں شانہ کا انداز، زلفوں کے درمیاں مانگ کا حسن و جمال، گوش مبارک، جبین کمال، بھنووں، پلکوں، آنکھوں، ناک، رخسار، رنگت، جسامت، ریش خوش معتدل، لب، دندان، دہن، زبان، شکم، کمر، زانو، مہر نبوت، پشت مبارک، دست پاک، بازو، کلائی، ہتھیلی، انگلیوں، انگلیوں کے ناخن کو جس انداز سے بیان کیا ہے وہ اہل تحقیق و تجسیس ہی جانتے ہیں یا اہلِ ذوق کو اندازہ ہے۔

حکیم نذیر احمد چشتی صاحب کے گھر کی یہ نورانی محفل ابھی نعت اور سرور محبت رسول سے سرشار تھی۔ سامعین کاسۂ چشم کھولے اور دامن سماعت بچھائے، حضور کی نعت سن رہے تھے۔ رات کا ایک بج چکا تھا۔ رات ڈھلنے لگی تھی۔ مجھے جدہ میں جس دوست کے پاس رات گزارنے جانا تھا وہ انتظار کرتے کرتے خود اسی محفل میں آ پہنچا تھا۔ اور رنگ محفل دیکھ کر شریک محفل ہو گیا۔ مجھے تسلی ہو گئی ادھر ہمارے میزبان گرامی جناب حکیم نذیر احمد چشتی کی لحہ بہ لحہ خدمت گزاری کے لیے مہمانوں کی آمد، شرکاء محفل پر نگاہ، نعت خوانان گرامی پر محبت کی نظر پھر ویڈیو کیسٹ لاوڈ سپیکر کے نظام پر تکنیکی نظر تھی، رات ڈھلتے جا رہی تھی، خوشبودار قہوے کا ایک دور چلنے لگا۔ سامعین خوش کلامی کے ساتھ شیریں دہنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ثناء خوان رسول کے سامنے سے مائیک ہٹایا گیا۔ سپیکر کی آواز بند ہو گئی تو نور محمد جرال صاحب نے اپنی گفتگو کو نسیم بہاری بنا کر محفل کو کشت زعفران بنا دیا۔

اللہ اللہ! یہ نورانی محفل، یہ اہل محبت کی مجلس، یہ نعت خوانان رسول ﷺ کا حلقہ، یہ زائرانِ حرمین کا زاویہ، جناب جرال، اعلیٰ حضرت کی زبان بن کر حضور کے سراپا کے مناظر بڑے پیارے انداز سے آگے بڑھانے لگے اور مجھ سے داد لینے کے لیے توجہ دلانے لگے۔ آپ نے فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضور نبی کریم ﷺ کے سراپا مبارک کو جب بھی پیش کیا ان کا ماخذ قرآن تھا۔ منبع احادیث نبوی تھا۔ حوالہ ترمذی شریف کے صفحات تھے۔ انہوں نے حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے ''قصیدہ ہمزیہ شریف'' کا ایک شعر پڑھا، جس کا ترجمہ یوں ہے:

لوگوں نے تو آپ کی صرف صورت دیکھی ہے میں نے تو آپ کی صفات کو ان چمکتے ہوئے ستاروں کی روشنیاں بیان کی ہیں جو سمندر کے صاف پانی میں عکاسی کرتے رہتے ہیں۔ جناب نور محمد جرال نے سلام رضا کے حوالے سے حضور کے سراپا کی طرف گفتگو کا رُخ فوراً بدلا اور فرمانے لگے۔

ریش خوش معتدل ، مرہم ریش دل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

میں نے بات بڑھاتے ہوئے سلام رضا کا ایک شعر عرض کیا۔

خط کی گرد دہن وہ دل آراء پھبن
سبزۂ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

حاضرین میں سے ایک سخن فہم نے یہ شعر سن کر فرمایا۔ یہ شعر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پہلو بھی پیش کرتا ہے۔ ریش خوش معتدل اور ریش دل۔ یہ صنعت تجنیس کا اہتمام ہے۔ ریش مبارک چاند کا ہالہ بن کر چہرہ انور پر پھب رہی ہے۔ پھر نہر رحمت کا سبزہ بن کر دلوں کو موہ رہی ہے۔ چہرہ اقدس کو ماہ ندرت کہا ہے ماہ نو، ماہ چاردہ شب، ماہ عید، ماہ کامل، تو شعراء کے کلام میں ملتا ہے مگر ''ماہ ندرت'' تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ہی خوبصورت اصطلاح ہے۔ چاند کے گرد ہالہ دیکھ کر باران رحمت کی امید لگ جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند سے چہرے کے اردگرد باران فضل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی علامت ہے۔ جو دلوں کے خشک صحراو بیابان کو گل وگلزار کا گہوارہ بنا دیتی ہے۔

ابھی محفل نعت میں اہل محبت کی گفتگو جاری تھی کہ رات کے دو بج گئے۔ میزبان گرامی نے سلام پڑھنے کی فرمائش کی۔ تو ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کی دلنوازیاں گونجنے لگیں۔ جناب محمد ثناء اللہ بٹ اور جناب نور محمد جرال صاحبان نے مل کر سلام پڑھا تو ساری محفل فرط عقیدت سے جھوم اُٹھی۔

ایسی محافل کے بعد کھانے کے وسیع دستر خوان بچھتے ہیں اور دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بسنے والے میزبانوں کے دستر خواں تو اتنے وسیع ہوتے ہیں کہ بھوک اور تشنگی دستر خوان کے دامن پر ہی دَم توڑ دیتی ہے مگر یہاں ہم اپنے میزبان گرامی کا انداز میزبانی بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتے جو عرب کے سارے میزبانوں سے جداگانہ ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے مہمانوں کے سامنے دستر خوان بچھاتے ہیں۔ تو بار بار ٹشو پیپر سے صاف کرتے جاتے ہیں ان پر برتن سجاتے جاتے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھوں سے تولیے کا استعمال کرتے ہیں کھانے کے لیے چمکتے ہوئے چمچے جب قطار دَر قطار سامنے آتے ہیں تو مہمانوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ اب خوشبودار بریانی کے طباق سجنے لگتے ہیں پھر ٹشو پیپرز سے کئی بار چمکائی ہوئی پلیٹیں صف دَر صف سامنے آتی ہیں۔ اس سارے عمل کے درمیان مجال ہے کہ میزبان گرامی کسی دوسرے شخص کو کسی چیز پر ہاتھ لگانے دیں، ڈشوں میں سجا ہوا گوشت سامنے آتا ہے، آبِ زم زم کے کٹورے دستر خوان پر سج جاتے ہیں، یہ سارا کام تنہا اتنی مستعدی اور مشاقی سے ہوتا ہے کہ مجال ہے کسی

Marfat.com

مہمان کی زبان پر حرفِ شکایت انتظار آئے۔

اب کھانے والوں کا ذوق چشیدنی اور کھلانے والے کی نگاہ دیدنی ہوتی ہے۔ ایک ایک کے پاس جائیں گے۔ فاروقی صاحب یہ گوشت تو میں نے قصائی کے پاس بیٹھ کر آپ کے لیے ہی کٹایا تھا۔ بٹ صاحب یہ بکرا تو میں نے اپنے سامنے ذبح کرایا تھا۔ قصائی ذبح کرتے وقت احتیاط نہیں کرتے۔ جرال صاحب اس بریانی میں جو زعفران ڈالا ہے وہ مدینہ سے لایا ہوں۔ آپ تو میرے ساتھ ہی تھے۔ رحمانی صاحب مدینہ کے مضافات کا پودینہ تو بے مثال ہے۔ آپ کے لیے تازہ تازہ لایا ہوں۔ شاہ صاحب یہ چانپیں چکھ کر تو دیکھیں۔ ایک ایک مہمان کے پاس جائیں گے اور انہیں کھانا کھانے کی اس انداز سے ترغیب دیں گے کہ مہمان ہاتھ کھینچتے کھینچتے تازہ دم ہو کر پھر کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اب دور سے نگاہ پڑی۔ دوڑے دوڑے آئے فاروقی صاحب آپ غالباً پہلی بار آئے ہیں۔ ہمارے ہاں شام کا کھانا رات کے دو بجے کھایا جاتا ہے۔ مگر کوئی بات نہیں محفل نعت میں بھوک اور پیاس کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ لیکن آپ میرے ہاتھ کی پکی ہوئی جب تک ساری چیزیں نہ چکھ لیں گے میں آپ کے جہاز کی سیٹ **OK** نہیں ہونے دوں گا۔ یہ روسٹ تو چکھیں، میں نے خود بھونا ہے۔ پھر بریانی میں مدینہ کی الائچیاں اور زعفران تو صرف آپ کی خاطر ڈالا تھا۔ واعظوں اور نعت خوانوں کے لیے نہ مرغی پکاتا ہوں۔ یہ بیچاری صرف انڈے دینے کے لیے فارموں میں بند رہتی ہیں۔ نہ میں مچھلی لاتا ہوں یہ جدہ کے وسیع سمندر کے نمکین پانی میں پلتی ہیں۔ بس میں تو بکرے کا گوشت اپنے سامنے ذبح کرا کے لاتا ہوں اور بکرے بھی وہ جو وادیٔ بطحا کی گھاس سے جوان ہوتے ہیں۔

محفل نعت ،نعت خوانانِ رسول کی خوش آوازی سے معمور ہے اعلیٰ حضرت کے کلام میں سراپائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سننے کے بعد اتنی مہمان نوازی بس ہمارے میزبان جناب حکیم نذیر احمد صاحب چشتی کا ہی حصہ ہے۔ یہ بات اس لیے قارئین ''جہانِ رضا'' کی خدمت میں سنا رہا ہوں کہ اگر وہ بارگاہِ رسول میں حاضری دیں تو ہمارے میزبان سے جدہ میں ملاقات کرنا نہ بھولیں۔

جہاں ہم ہیں وہاں کام و دہن کی آزمائش ہے!

''جہانِ رضا''(اپریل 2001ء)

Marfat.com

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بارگاہِ رسول میں

کوچۂ محبوبِ خدا میں جانے کی آرزو اہلِ دل کے لیے ہمیشہ سرمایۂ عشق ومحبت رہی ہے کوئے حبیب ﷺ تک پہنچنے کے لیے عشاق نے جو جتن کیے ہیں ان کے نقوش ہمیں شاعروں کے شعروں، نعت خوانوں کے نغموں اور مدحت سراؤں کے قصائد میں جا بجا نظر آتے ہیں کوچۂ جاناں سے آنے والی نسیم جانفزا عشاق کے لیے دم عیسیٰ سے کم نہیں اور شہرِ حبیب کو جانے والی ہوائیں اہلِ دل کے ہجر وفراق کے پیغام پہنچانے کا بہترین ذریعہ بنتی رہی ہیں۔

نسیما جانب بطحا گزر کن — ز احوالم محمد را خبر کن

کوچۂ جاناں کی حاضری کے لیے دربان کی منت کشی جان گسل بادیہ پیمائی تپتے ہوئے صحراؤں میں آبلہ پائی، خار مغیلاں سے آشنائی، دل کے محبوب ومرغوب مراتب شمار کیے جاتے ہیں۔ عطار، رومی، سعدی، حافظ اور جامی، قدس سرہم جیسے اہلِ دل نے کوئے جاناں کی آرزو میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ اس ذوق سے پوشیدہ نہیں ان بزرگوں کے اظہار تمنا کا انداز اتنا شیریں اور مؤثر ہے کہ دل چاہتا ہے کہ زندگی کی ساری وسعتیں کوچۂ محبوب کی آرزو میں سمٹ جائیں اور کائنات کی ساری رعنائیاں راہِ حبیب کی آبلہ پائیوں پر نثار کردی جائیں اگرچہ ایسے جذبات ہر نعت گو شاعر کے کلام میں چھلکتے نظر آتے ہیں جن سے آستانِ حبیب تک پہنچنے کی نشاندہی ہوتی ہے مگر اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کی گلیوں میں جس انداز میں پہنچتے ہیں وہ عشقِ رسول کی عظمتوں کی تصویر ہے وہ زیرِ آسماں کی اس ''ادب گاہ'' میں جو عرش سے نازک تر ہے جہاں جنید و بایزید اونچی سانس نہیں لیتے اور دم بخود ہو کر آتے ہیں۔ قدم نہیں رکھتے بلکہ سر کے بل جاتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا — ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

کوئے حبیب کے ادب کے پیشِ نظر وہ قدموں کی بجائے سر و چشم بچھاتے چلے جاتے ہیں۔

Marfat.com

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ　　او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک　　حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو　　یہ راہ جانفزا میرے مولیٰ کے در کی ہے

جناب عزت بخاری بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش سے نازک تر بیان کر کے جنید و بایزید کو نفس گم کردہ لاتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت کوچہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں پھرنے والے کتوں کا پاس ادب کرتے ہوئے اپنی آہ وفغاں کو ضبط کرتے ہوئے کہتے ہیں:

خوف ہے سمع خراشی سگ طیبہ کا　　ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ افغاں ہم کو

وہ کوچۂ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر اپنی بے سروسامانی اور تہی دامانی پر افسوس کرتے ہیں۔

پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا　　ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ وا

محبت کے تقاضے بھی عجیب وغریب ہوتے ہیں کوچۂ یار کے کتوں کی خاطر داری مطلوب ہے اور اپنی بے سروسامانی پر حسرت آ رہی ہے اور حسرت کا اظہار یوں ہوتا ہے کاش ہم سگان کوئے حبیب کو پارہ دل ہی تحفے کے طور پر پیش کرسکتے۔

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں　　اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

اعلیٰ حضرت کو سب سے پہلے ۱۲۸۶ھ میں دیارِ حبیب میں حاضری کا شرف نصیب ہوا اس سفرِ حج میں آپ کے والدِ مکرم آپ کے ساتھ تھے دوسری بار آپ دیارِ حبیب میں ۱۲۹۵ھ کو پہنچے اس زمانے میں برِ صغیر سے جانے والے حجاج سمندری راستہ سے بحری جہازوں پر جاتے تھے جدہ پورٹ کی کوئی اہمیت نہ تھی جہاز عدن کی بندگاہ پر لگتے یا یمن کے ساحل پر حاجیوں کو اتارتے۔ اکثر حجاج مدینہ منورہ کا رخ کرتے اور اونٹوں کے قافلے صحرائے عرب میں بادیہ پیمائی کرتے ہوئے سیدھے شہرِ محبت میں پہنچتے۔ یہ سفر عشاقِ رسول کے لیے بڑا پر لطف ہوتا۔ ریگ بیابان عرب قافلہ والوں کے لیے ''زیرِ پائے پرنیاں آید ہمی'' کا لطف دیتی۔ کئی جگہ گل و ریحان عرب کا نظارہ ہوتا پھر خار بیابان عرب اہلِ محبت کی آبلہ پائی کا لطف بڑھا دیتے پھر سرسبز وادیاں نخلستانوں کے گھیروں میں بلبلوں، نیلپروں، کبکوں اور چکوروں کی دلگداز آوازوں سے تھکے ہوئے زائرانِ حرم کے دل خوش ہو جاتے۔

اعلیٰ حضرت دوسری بار دیارِ حبیب کو روانہ ہوئے تو صحرائے عرب کی یادیں مچلنے لگیں۔

پھر اٹھا ولولہ یاد مغیلانِ عرب　　پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابانِ عرب

Marfat.com

باغ فردوس کو جاتے ہیں ہزاران عرب ہائے صحرائے عرب! ہائے بیابانِ عرب

جہاز سے اترے تو ایک قافلہ دیارِ حبیب کو روانہ ہوا عرب کا پھیلا ہوا ریگستان، دیارِ حبیب کا خوبصورت بیابان، وادیٔ بطحا کے ٹھنڈے ٹھنڈے نخلستان سامنے تھے۔

کوچۂ گیسوئے جاناں سے چلی ٹھنڈی نسیم بال و پر افشاں ہوں یارب بلبلانِ سوختہ

بہرِ حق اے بحرِ رحمت اک نگاہ لطف بار تا بکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

اعلیٰ حضرت کے ہاں خاکِ طیبہ، خاکِ صحرائے مدینہ، صبحِ مدینہ، شامِ مدینہ، باغِ طیبہ، ہوائے طیبہ، غرضیکہ سگانِ کوچۂ مدینہ بھی محبوب و مرغوب ہیں وہ ان چیزوں کو جنہیں کوچۂ حبیب سے ذرہ سی بھی نسبت ہے دارا و سکندر کی شہنشاہی اور جام جم کی جہانگیری سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں انہیں مدینہ کی گلیوں میں جھولی پھیلائے پھرنا اور پھر بھیک لینے کے لیے آوازیں لگانا دُنیا کی ساری راحتوں اور عظمتوں سے خوش تر دکھائی دیتا ہے انہیں اس گلی کا گدا ہونا باعثِ صد افتخار ہے اور کیوں نہ ہو وہ کہتے ہیں:

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

یہاں گھر گھر کر رحمت کا بادل برستا ہے یہاں اغنیاء کو پناہ ملتی ہے یہاں نوری فرشتوں کی ٹولیاں آتی جاتی دکھائی دیتی ہیں۔

اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا

مدینہ پاک کی گلیوں میں نور کی خیرات بٹتی ہے جہاں سے چاند اور سورج اپنا اپنا حصہ لے کر ابھرتے ہیں بلکہ خود نور کا ماتھا خاکِ مدینہ پر جھک کر نورانیت حاصل کر رہا ہے۔

صبحِ طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا مہر لکھ دے یاں کے ذروں کو مچلکہ نور کا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

اس نورانی بارگاہ کا جاہ و جلال کسی بیان میں کب آ سکتا ہے وہ الفاظ کہاں سے لائیں جو کوچۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیتوں کو بیان کریں اور وہ بیان کہاں سے ملے جو اس عالی دربار کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لا رکھے جاہ و جلال اور انتظام و انصرام ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر　　لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں
وردیاں بولتے ہیں ہر کارے　　پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں
پھول کیوں دیکھوں میری آنکھوں میں　　دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ پاک کی گلیوں میں کتنی والہیت کے ساتھ پکارتے ہیں اور کس انداز سے گدایانِ کوئے یار کا نقشہ کھینچتے ہیں۔

لب وا ہیں، آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں　　کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی　　دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اور پھر اسی والہانہ انداز میں اس عالی وقار گلی کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شے　　جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے
جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے　　وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو!　　مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر وشر کی ہے

جس بحر سخا کے سامنے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جھولی پھیلائے جاتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ رحمت خداوندی کا پورا کارخانہ چلتا ہے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا　　ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

رحمتِ دو عالم کے گداگر، دارا وجم کی سلطنتوں کی کیا پروا کرتے ہیں۔

تعالیٰ اللہ استغناء ترے در کے گداؤں کا　　کہ ان کو عار فروشوکت صاحبِ قرانی ہے

مدینہ پاک کی گلیاں مایوس انسانیت کی تمناؤں کو برلانے کا مقام ہے یہاں حوادثِ زمانہ کے روندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے انسان ہاتھ پھیلائے پہنچتے ہیں مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان بددل لوگوں اور مایوس انسانوں کو امید بخشش دلا دلا کر بلند حوصلہ بنا دیتے ہیں اور انہیں آمادہ کرتے ہیں کہ تم جس گلی میں آپہنچے ہو وہاں نہ نہیں، ہاں ہی ہے اس لیے ہمت کر کے دامنِ رحمت تھام لو۔

ان کے در پر جیسے ہو مٹ جایئے　　ناتوانو! کچھ تو ہمت کیجیے
ان کے در پر بیٹھیے بن کر فقیر　　بینواؤ! فکر ثروت کیجیے
نیم وا طیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ　　بلبلو! پاس نزاکت کیجیے
سر سے گرتا ہے ابھی بارِ گناہ　　خم ذرا فرق ارادت کیجیے

Marfat.com

مفلسو! سامان دولت کیجیے　　　نعرہ کیجیے یا رسول اللہ کا

گدایانِ کوچۂ حبیب خدا، یا رسول اللہ کے نعروں سے سرشار سامان دولت جمع کرتے جاتے ہیں اور خالی جھولیوں والے دامن مراد بھر بھر کر نکلتے ہیں اور ان کے منہ سے اس پاک شہر کے لیے کس بے تابی سے دعائیں نکلتی ہیں۔

غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے　　　مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے

کعبۃ اللہ کی عظمت و شان سے کس کو انکار ہو سکتا ہے یہ کائنات ارضی کا نقطہ آغاز ہے، یہ انسانیت کا آخری سہارا ہے، یہاں گنہگار بخشے جاتے ہیں اور نیک درجہ کمال کو پہنچتے ہیں۔ یہاں رکنِ شامی شام غربت کی وحشت کو مٹا دیتا ہے۔ آب زم زم پر ہجوم میزاب کی رفعت رحمت خداوندی کی ضامن ہے مگر اعلیٰ حضرت بریلوی کعبۃ اللہ اور مدینہ منورہ کا جس انداز سے موازنہ کرتے ہیں اور وہ آپ کی محبت کا ترجمان ہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو　　　کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
رکنِ شامی سے مٹی وحشت شام غربت　　　اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
آبِ زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں　　　آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
دھو چکا ظلمتِ دل بوسہ سنگ اسود　　　خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا　　　یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

عرشِ اعظم کی عظمت سے کسے انکار ہے مگر جس خطۂ زمین پر آسمان کی بلندیاں اور عرشِ اعظم کی عظمتیں سرنگوں ہونا فخر سمجھیں اس خطہ کی خاک ہمارے اعلیٰ حضرت کے لیے سرمہ چشم کیوں نہ ہو۔

ہے بے تاب جس کے لیے عرشِ اعظم　　　وہ اس راہرو لامکاں کی گلی ہے
تیرے در کا درباں ہے جبرئیلِ اعظم　　　تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

جبرئیل علیہ السلام اس دروازے کے درباں کیوں نہ ہوں؟ اور گدایانِ رحمت کیوں ناز نہ کریں؟

اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں
اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

تیرے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی
زبان بے زبانی ترجمان خستہ جانی ہے

Marfat.com

یہ سر ہو اور وہ خاک در ہو اور یہ سر
'رضا' وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

دریائے رحمت جوش میں ہے۔ سخاوت کے بادل برس رہے ہیں۔ نور کے دھارے بہ رہے ہیں۔ مانگنے والوں کا جھمگٹا ہے۔ انسان تو انسان آفتاب و ماہتاب نور کے کٹورے بھر کر اٹھتے ہیں نہیں نہیں بلکہ خود آسمان کا دامن اسی خاک پاک کے عکسِ جمیل سے درخشاں ہے۔

میرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن گیا جو کاسہ مہ لے کے شب گدائے فلک
رہا جو قانع یک نان سوختہ دن بھر ملی حضور سے کان گہر جزائے فلک

آسمان کو اپنی بلندی پر ناز ہے چاند کو اپنی چاندنی پر فخر ہے، پھولوں کو اپنی تازگی پر غرور ہے، مگر اعلیٰ حضرت ان سب فخر و غرور کرنے والوں کو یاد دلاتے ہیں کہ اگر تم ابدی فخر و ناز کے خواہاں ہو تو آستانِ مصطفیٰ پر جبہ سائی کر لو ورنہ۔

نہ آسمان کو یوں سر کشیدہ ہونا تھا حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا
اگر گلوں کو خزاں نا رسیدہ ہونا تھا کنار خاک مدینہ دمیدہ ہونا تھا
نظارہ خاک مدینہ کا اور تیری آنکھ نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا
کنار خاک مدینہ میں راحتیں ملتیں دل حزیں تجھے، اشک چکیدہ ہونا تھا
نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی کہ صبح گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

خاکِ مدینہ کی عظمت تو اعلیٰ حضرت بریلوی کا جز و ایمان ہے وہ اس خاک راہ کو بہر صورت قبلہ ایمان خیال کرتے ہیں جو پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار چھوئی ہو اس سلسلہ میں نہ کسی حضرت ناصح کی نصیحت کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ کسی فتوی سے ڈرتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا
خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمیں سے سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا
ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

خاکِ مدینہ اعلیٰ حضرت کی آنکھوں کا سرمہ ہے، خاک مدینہ ان کے چہرۂ ایمان کا غازہ ہے خاک مدینہ سے گزر کر جب اعلیٰ حضرت بریلوی ''خارِ مدینہ'' پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کو دشتِ طیبہ کے خار دنیا بھر کے گلزاروں سے ہزار بار خوشتر دکھائی دیتے ہیں۔

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

Marfat.com

وہ خارِ طیبہ کو دل میں یوں رکھنا چاہتے ہیں کہ دیدۂ تر کو بھی خبر نہ ہونے پائے۔

خارِ صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں — وحشتِ دل نہ پھرا بے سر و سامان ہم کو
اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے — یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

وہ خارِ مدینہ کی کسک کو دل سے جدا کرنا گوارا نہیں کرتے؟

خاکِ پائے حضور ﷺ، خارِ دشتِ طیبہ، سگانِ کوچۂ حبیب ﷺ، غرضیکہ مدینہ پاک کا ذرہ ذرہ اعلیٰ حضرت کے لیے قبلہ مراد ہے۔ انہیں کوئے یار کی ہر چیز سے محبت ہے۔ وہ ہر چیز سے عشق رکھتے ہیں۔ وہ مدینہ کی ہر چیز پر دل و جاں فدا کرتے ہیں درِ حضور ﷺ کی فیاضیاں ظاہر بین آنکھوں سے ہمیشہ اوجھل رہیں ظاہر بین آنکھ نیک و بد کے امتیاز میں کھوئی رہی مگر چشمِ بصیرت نے بلکہ دیدۂ محبت نے درِ جاناں کی وہ عظمتیں دیکھیں جو عرشِ اعظم کے ہاں بھی نہیں ملتیں ان گلیوں میں کرم کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں بخشش کے بادل برس رہے ہیں ''رحمت کے چشمے'' ابل رہے ہیں اور سخاوت کے دریا بہ رہے ہیں یہاں ہر ایک اپنا دامن مراد بھرتا جاتا ہے اور کسی کو نہیں کی آواز نہیں آتی، اعلیٰ حضرت اپنے قلم سے اس دربار گہر بار کی بخشش کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا — ''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا — تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا — اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا
آسماں خوان، زمیں خواں، زمانہ مہماں — ''صاحبِ خانہ'' لقب کس کا ہے تیرا تیرا

''جہانِ رضا'' (جولائی 2001ء)

نوازشِ دلِ ما کن کہ دل نواز توئی
میرے دل پر بھی کرم ہو کہ دلوں کو نوازنا آپ کی فطرت ہے
بسازکارِ غریباں کہ کارساز توئی
ہم غریبوں کا کام بھی بنادیں کہ کارسازی آپ ہی فرماتے ہیں

Marfat.com

مدینہ منورہ میں صحابہ رسول کے مکان

رمضان المبارک کا چاند کیا نظر آیا ''شہر محبت'' کی ہوائیں آنے لگیں اور دل کو تڑپانے لگیں۔ اہل محبت کے قافلے روانہ ہوتے دیکھتے تو ہم دل کو دبا کر بیٹھ جاتے دیار حبیب ﷺ کو جانے والے جہاز جب رنگارنگ بتیاں دکھاتے ہوئے میرے مکان کے اوپر سے گزرتے تو دل سے ہوک سی اُٹھتی اور زبان پر آتا۔

سار بانا، مہربانا، راہیا شالا جیویں خیر تھیوے ماہیا!

فضا میں اڑنے والے جہاز بڑے ''اتھرے'' ہوتے ہیں، تیز رفتاری سے گزر جاتے ہیں ہم دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں خدا بھلا کرے کرعزیز خان قادری کا میرے غریب خانہ پر خود چل کر آ گئے اور فرمانے لگے'' یہ لو ویزا اور یہ لو ٹکٹ صبح ہوئی تو ہم نے کاروبارِ دنیا کو چھوڑا اور کوچہ محبوب کی طرف رواں دواں تھے۔

علی الصباح چو مردم بہ کاروبار روند
بلا کشان محبت بکوئے یار روند

ہم دوسری صبح کوئے یار میں تھے، دیار مصطفیٰ ﷺ جگمگ جگمگ کر رہا تھا، لاکھوں عاشقان رسول ﷺ جمع تھے، جدھر دیکھوں خوبصورت چہرے، حدِنگاہ تک اہل محبت کی قطاریں، دور دور تک اہل عقیدت کی صفیں، اللہ اللہ! لب وا ہیں، آنکھیں بند ہیں، پھیلی ہیں جھولیاں، حضور ﷺ کی بارگاہ کا بے مثال نظام اور باکمال اہتمام پھر فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا کلام!

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر — لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں
وردیاں بولتے ہیں ہر کارے — پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں
ہر چراغ مزار پر قدسی — کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں — مانگتے تا جدار پھرتے ہیں!

Marfat.com

حاضری دی۔ سلام عرض کرنے کے لیے قطار میں آ گئے اشک بار آنکھوں کے ساتھ مسجد نبوی میں آ بیٹھے، لو ہمارے ایک دیرینہ دوست مسکراتے ہوئے آ گئے، بغل گیر ہوئے۔ دوستوں کے احوال و حالات دریافت کرنے لگے اپنے حال سنانے لگے وہ سابقہ تیس سال سے مدینہ پاک میں قیام پذیر ہیں۔ مدینہ منورہ کے آثار پر ان کی تحقیقی نگاہ ہے، بڑا وسیع مطالعہ ہے، بڑا مضبوط حافظہ ہے فرمانے لگے، فاروقی صاحب! آؤ۔ آج تمہیں اس یثرب (مدینہ) کے قدیم گلی کوچوں کی سیر کرائیں۔ جسے سرکارِ دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ بنا دیا تھا۔ طیبہ بنا دیا تھا، بطحا قرار دیا تھا۔ حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اپنے پیارے صحابی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کو قیام کا اعزاز بخشا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ سب سے پہلے میزبان رسول تھے۔ یہ مکان مسجد نبوی کے جنوب مشرقی کونے میں تھا۔ آپ کے مکان کی جنوبی دیوار کے ساتھ حضور ﷺ کے ایک اور صحابی حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کا گھر تھا، جو آگے چل کر ''دار الجعفر'' کے نام سے مشہور ہوا۔ شمال میں ایک گلی تھی جسے ''زقاق حبشہ'' کہا جاتا تھا پھر ساتھ ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنا مکان بنایا۔ حضور مدینہ میں اس وقت تک حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں ہی قیام پذیر رہے، جب تک آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے حجرات (مکانات) نہیں بنا لیے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کا مکان جسے بعد میں ''دار الجعفر'' کے نام سے شہرت ملی تھی حضور نبی کریم ﷺ کے مکان کی جنوبی دیوار کے ساتھ تھا، حضرت حارثہ بن نعمان انصاری حضور ﷺ کے بڑے پیارے صحابی تھے، جنگ بدر میں ان کی شمشیر زنی کے جوہر دیدنی تھے بڑے فیاض بڑے بہادر اور حضور ﷺ کی محبت کے بعد آپ کا دل اپنی والدہ کی محبت سے سرشار تھا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور معراج کے موقع پر جنت میں داخل ہوئے تو ایک طرف سے نہایت خوبصورت انداز میں قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ حضرت جبریل سے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ عرض کی حضور ﷺ یہ آپ کے پیارے دوست حضرت حارثہ ہیں حضور بڑے خوش ہوئے فرمایا، حارثہ کو اپنی ماں کی خدمت کا صلہ ملا ہے یہ وہ دریا دل صحابی تھے جنہوں نے مسجد نبوی کے آس پاس کے اپنے سارے مکانات حضور کے سپرد کر دیے تاکہ آپ مہاجرین میں تقسیم کر دیں۔

میرے محترم رفیقِ مدینہ نے بتایا فاروقی صاحب! آیئے آپ کو ''کوچہ حبشہ'' کی سیر

Marfat.com

کراؤں یہ کوچہ سیدنا عثمان غنی اور حضرت ابوایوب انصاری کے مکانات کے بیچوں بیچ جاتا تھا۔ یہ پانچ چھ ہاتھ چوڑی گلی تھی اور اسے زقاق حبشہ بھی کہتے تھے اسی گلی میں حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہ (حضرت علی کے پڑپوتے) کا مکان تھا یہاں قبیلہ بنوغنم کا ایک قلعہ تھا۔ حضرت حسنؓ نے اپنا مکان ساتھ بنالیا تھا۔ اس مکان کے اردگرد چاروں طرف کئی گلیاں تھیں آج سے ڈیڑھ سوسال پہلے اس مکان مین الشیخ الاسلام عارف حکمت نے ایک کتب خانہ تعمیر کیا تھا۔ جوتوسیع مسجد نبوی تک ''مکتب عارف حکمت'' کے نام سے دنیا بھر کے اہل علم کو دعوت مطالعہ دیتا رہا ہے۔

حضرت حسنؓ کے مکان کے سامنے کی گلی کے اس جانب عامر بن عبداللہ زبیر کا مکان تھا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے ساتھ گزرنے والی گلی یہاں سے گزرتی تھی اس کا نام شہابیہ تھا تھوڑا سا آگے جائیں تو حضور ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے۔ حضرت سعد حضور ﷺ کے جان نثار صحابی تھے۔ ''السابقون الاولون'' میں شمار ہوتے تھے۔ اصحاب صفہ عشرہ مبشرہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر امور سلطنت تھے۔ سیدنا عثمان غنی کی انتخابی کمیٹی کے آپ ایک اہم رکن تھے۔ قادسیہ آپ کی کمان میں فتح ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ان کی تیر اندازی کے صحیح نشانہ پر فخر فرمایا کرتے تھے۔ کوچہ شہابیہ سے نکل کر تھوڑا سا آگے آئیں تو مغرب کی جانب ایک گلی دریچہ آل عمر کہلاتی تھی۔ اسی گلی میں آل عمر کے مکان تھے اور یہ گلی شہابیہ کے درمیان سے گزرتی تھی۔ مسجد نبوی کی جنوبی دیوار سے آگے جائیں تو آپ کو حضرت جعفر بن ابی طالب کا گھر ملے گا اس میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی رہتے تھے۔ شاہ نجاشی کے دربار میں مکہ کے مسلمان مہاجرین کے قائد بھی تھے۔ حضور ﷺ مدینہ ہجرت کر کے آئے تو حضرت جعفر حبشہ سے سیدھے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوئے اسی دن خیبر کے قلعہ کو فتح کرنے کی خبر آئی تھی حضور نے فرمایا۔ ''میں کہہ نہیں سکتا کہ آج میں قلعہ خیبر کے فتح ہونے پر اظہار مسرت کروں یا جعفر کی آمد پر اللہ کا شکر ادا کروں''۔ غالباً آپ کی حبشہ سے واپسی پر اس گلی کو کوچہ حبشہ کا نام دیا گیا تھا۔ آپ نے رومی عیسائیوں کے مقابلہ میں جہاد کرتے ہوئے جنگ موتہ میں شہادت پائی تھی دیکھا گیا تو آپ کے جسم پر زخموں کے نناوے نشان تھے شہادت کے بعد جب حضرت جعفر طیار جنت کی طرف فرشتوں کے جلو میں پرواز کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے ان کو جعفر طیار کا خطاب دیا تھا۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی سے قبلہ کی طرف ایک قطعہ اراضی پر نشان لگایا اور اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ حضرت عباس نے جب اس پر اپنا مکان بنوایا تو ایک خوبصورت شعر لکھا جس کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

''میں نے یہ مکان سفید اینٹوں سے بنایا ہے اس پر پتھروں اور لکڑیوں کا استعمال ہوا ہے پھر اس کی چھت پر پرندوں کے آزادانہ اڑنے اور بیٹھنے کا اہتمام کیا ہے''۔

حضور ﷺ نے آپ کے مکان میں پہلی بار قدم رنجہ فرمایا تو فرمایا **اللھم ابرک فی ھذہ الدار** ا، اللہ اس گھر میں رہنے والوں پر اپنی برکات نازل فرما۔ سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں جب مسجد نبوی کی وسعت کا معاملہ آیا تو حضرت عباسؓ نے اپنا مکان بلا معاوضہ دے دیا۔

مسجد نبوی سے قبلہ کی جانب سے تھوڑا مشرق کی طرف آئیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مکان تھا اس مکان پر وہ ستون تھا، جس پر کھڑے ہو کر حضرت بلال اذان دیا کرتے تھے؟ مسجد نبوی کے متصل بہت سے صحابہ کے ایسے مکانات تھے جن کے دروازے مسجد نبوی کی طرف کھلتے تھے مگر عبداللہ بن عمرؓ کے مکان کا دروازہ ''دریچہ آل عمر'' کہلاتا تھا یہ مکان ''دیارِ عشرہ'' کے نام سے بھی مشہور تھا جب یہ مکانات توسیع مسجد کے لیے گرا دیے گئے تو آپ کے مکان کے اردگرد دیوار لگا کر ''دیار آل عمر'' کے نام سے ایک باغیچہ بنا دیا گیا، مواجہہ شریف کے سامنے پھولوں کا یہ قطعہ صدیوں خوشبو کے جھونکے بکھیرتا رہا ہے۔ مسجد نبوی کی توسیع کے کئی مرحلے آئے مگر یہ قطعہ چودہ سو سال تک مہکتا رہا۔ اب توسیع کی زد میں آ گیا ہے۔

جن لوگوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ کی بار ہا زیارت کی ہے وہ آج ہمارے ساتھ چلیں، ہم انھیں مدینہ منورہ کی اس گلی میں لے چلیں گے جو باب جبریل سے نکل کر سیدھی جنت البقیع کو جاتی تھی۔ یہ گلی دس ہاتھ چوڑی تھی اور مدینہ شہر کے مشرقی کونے تک چلی جاتی تھی اس گلی میں حضور کے بعض جلیل القدر صحابہ کے مکان تھے۔ حضرت صدیقؓ اسی گلی میں رہتے تھے، حضرت عثمان غنیؓ کے دو گھر اسی گلی میں تھے، حضرت فاطمۃ الزہراؓ، حضرت علیؓ، حضرت مغیرہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اور دوسرے صحابہ کے مکانات اسی لمبی گلی میں تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

آپ اس گلی میں ننگے پاؤں چلیں، یہ حرم کی سرزمین ہے۔ یہ حضور ﷺ کے عاشق صحابہ کا محلہ ہے آپ کو اگرچہ ان گھروں کے در و دیوار نظر نہیں آئیں گے۔ جہاں صحابہ کرام رہتے تھے مگر ان صحابہ کرام کی روحوں سے تصوراتی طور پر آپ بھی بات کر سکیں گے۔ انھیں دل کی آنکھوں سے

Marfat.com

آتے جاتے دیکھ سکیں گے آپ ان ارواح قدسیہ سے ملاقات کرنا چاہیں تو کر سکیں گے۔ یہاں سے گزر کر حضور ﷺ اپنے دوستوں کو ملنے جاتے تو اسی گلی سے جاتے تھے، اسی راستے کو باب جبریل، باب النبی اور باب آل عثمان کہا جاتا تھا۔

کوچہ حبشہ حضرت عثمان غنی اور حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہما) کے مکانوں کے سامنے سے گزریں تو کوچہ بقیع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ کا ایک بڑا گھر واقع تھا۔ حضرت عثمانؓ کا دوسرا گھر ''دارالکبریٰ'' تھا جس میں آپ کو شہید کیا گیا تھا صدیوں اس مکان پر مقتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ'' کی تختی لگی رہی ہے تھوڑا سا اور مشرق کی جانب جائیں تو آپ کو ''زقاق بقیع'' سے گزرنا ہوگا یہ وہی گلی ہے جہاں سے گزر کر قاتلان عثمان غنی داخل ہوئے تھے۔

مسجد نبوی کی مشرقی دیوار کے ساتھ ساتھ امہات المومنین اور اہل بیت کے مکانات (حجرے) تھے سیدہ عائشہ صدیقہ سیدہ فاطمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہن کے حجرے اسی دیوار کے ساتھ ساتھ تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا گھر بھی اسی طرف تھا۔

اب ہم آپ کو ''کوچہ بقیع'' کی طرف لے چلتے ہیں۔ یہ کوچہ ''باب جبریل'' اور باب النساء کے قریب ہی واقع تھا۔ اسی گلی کو ''زقاق البقیع'' بھی کہا جاتا تھا اس گلی میں حضرت عثمان کا بڑا گھر تھا، حضرت ربطہ بنت ابوالعباس کا گھر تھا۔ تھوڑا سا آگے جائیں تو حضرت عثمان کا ایک چھوٹا گھر اور گلی کے بائیں جانب حضرت صدیق اکبر کا مکان تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا مکان بھی اسی گلی میں تھا۔ (کوچہ بقیع) کی چوڑائی تقریباً آٹھ ہاتھ اور لمبائی جنت البقیع تک تھی۔

مسجد نبوی کے مشرقی دروازہ کے باہر (یہ جگہ ان دنوں مسجد کی توسیع میں آ گئی ہے) فاتح مصر حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ اور ساتھ ہی حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ یہ دونوں فاتح حضور ﷺ کے پیارے صحابی بھی تھے۔ اور فاتح ایران ومصر بھی تھے خالد بن ولید کے مکان کے ساتھ ایک گلی تھی جس کا نام ''زقاق المناصح'' تھا اگر آپ آج ''زقاق المناصح'' سے گزریں تو آپ کو مصر وفارس کے فاتحین کی روحیں پکار پکار کر خواب غفلت سے بیدار کریں گی۔

حضور نبی کریم کے زمانے میں یہی گلی کوچہ مناصح کے نام سے مشہور تھی مدینہ منورہ کے متصل ایک کھلا میدان تھا جو ''مناصح'' کہلاتا تھا اس کے ساتھ گزرنے والی گلی کا نام ''زقاق المناصح'' پڑ گیا تھا۔ یہ میدان دراصل ''جنت البقیع'' کی شمالی دیوار کے ساتھ تھا۔ ہم شہر محبت کی

Marfat.com

کن کن گلیوں کا ذکر کریں آپ کو کن کن کوچوں میں لے چلیں، کن کن حضرات کی زیارت کرائیں کن کن ارواح مقدسہ سے ملائیں ۔ یہ ساری گلیاں ۔ یہ سارے کوچے، یہ سارے بازار، یہ سارے زقاق، یہ سارے راستے حضور کی خوشبو سے معمور ہیں، صدیاں گزر گئیں ۔ زمانے بیت گئے ۔ بہاریں آئیں اور گئیں مگر عاشقان رسول ﷺ ابھی تک ان گلیوں کے توسیعی مقامات پر بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور صبح وشام آتے جاتے ہیں ۔

تیرے کوچے اس بہانے میرا دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

حضور کی بارگاہ کی شمالی دیوار کے باہر ایک گلی تھی جسے ۔ ''زقاق القیاشین'' کہا جاتا تھا ۔ یہ ''قیاشین'' کے محلے کو جانے والی گلی تھی ۔ مسجد نبوی سے نکل کر آپ ''زقاق القیاشین'' کو جائیں تو آپ کو دائیں ہاتھ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا مکان ملے گا اس گلی کے بائیں ہاتھ حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مکان تھا ۔ حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے، حضرت عمر فاروقؓ کی قائم کردہ چھ رکنی کمیٹی کے ممبر تھے ۔ حضور ﷺ آپ کو ''طلحہ البر'' کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے ۔ مدینہ منورہ آئے تو حضرت ابوایوب انصاریؓ نے آپ کو اپنا بھائی بنالیا، جنگ اُحد میں حضرت طلحہ ہی تھے یہ جنہوں نے کفار مکہ کے ریلے کے سامنے حضور ﷺ کو اپنی پیٹھ پر سوار کیا اور پہاڑ کی اونچی گھاٹی پر لے گئے، کفار کے تیروں کی بارش کے سامنے دیوار بن کر ڈٹے رہے چھاتی زخمی ہوگئی ۔ ہاتھ شل ہو گئے مگر حضور ﷺ کے جسم پر ایک زخم تک نہ آنے دیا ۔ ''کوچہ قیاشین '' میں حضرت طلحہ ﷺ کے گھر کے مشرق میں عبداللہ بن جعفر کا گھر تھا مغرب کی طرف زبیر بن عوام کا مکان تھا بعد میں ''زقاق القیاشین'' کا نام ''زقاق الحنابلہ'' رکھ دیا گیا اس محلے میں حنبلی حضرات کی اکثریت تھی ۔ اس کے عقب میں ''خوختہ القواریر'' تھا یعنی عطر فروشوں کا بازار ۔ ابھی ہم عطر فروشوں کے بازار میں پہنچے ہی تھے کہ ''مسجد نبوی'' کی اذان گونجی اور ہم بارگاہ مصطفیٰ میں آگئے ۔

''جہانِ رضا'' (فروری 2002ء)

Marfat.com

پھر دیکھو مجھے ''شہر محبت'' نے بلایا

دلوں کے گلشن مہک رہے ہیں یہ کیف کیوں آج آ رہے ہیں
کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ 'لوگ طیبہ کو جا رہے ہیں'

رمضان کا چاند اوج فلک پر نمودار کیا ہوا۔ اہل محبت کے قافلے قطار در قطار شہر محبت کی طرف پرواز کرنے لگے، ہمارا بھی دل تڑپا۔ اہل و عیال سمیت، بھائی بہنوں سمیت، شہر محبت کو روانہ ہو گئے، ہم ہر سال کسی قافلے کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ مگر اس سال ہمارا اپنا ایک چھوٹا سا قافلہ بن گیا۔ 'سعودیہ ایئر لائنز' نے بیک پرواز لاہور سے اُٹھایا جدہ کے ایئر پورٹ پر پہنچا دیا۔ رات مکہ مکرمہ پہنچے، کعبۃ اللہ کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ دنیا بھر سے آئے ہوئے اہل محبت سے کعبۃ اللہ کی عظیم الشان اور وسیع عمارت زائران حرم کے لیے اپنا دامن کھولے نظر آئی۔ طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور یحلقون رؤسکم و مقصرون کی منزل سے گزر کر احرام کھولا اور یوں ان نازک آداب کی وادی سے گزر کر گھر آ گئے۔ مولد النبی کے بلند بام و در اور جگمگاتی ہوئی روشنیوں پر نظر پڑی تو دل باغ باغ ہو گیا۔

علی الصباح شہر محبت کو جانے والے قافلے رواں دواں تھے۔ ٹیکسی پکڑی، مدینہ منورہ کی گلیوں میں جا پہنچے، بارگاہ نور و سرور کی دہلیز پر جھک کر سلام کیا۔ مسجد نبوی میں داخل ہوئے، نفل پڑھے اور 'ریاض الجنۃ' میں شکرانہ پڑھ کر ابھی 'الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ' لبوں پر آیا ہی تھا یوں محسوس ہوا کہ جیسے حضور نبی رحمت ﷺ تخت رحمت پر جلوہ فرما ہیں۔ اور دنیا بھر سے آئے ہوئے نیازمندوں پر نگاہ لطف و کرم سے جلوہ ریزیاں فرما رہے ہیں...... ترحم یا نبی اللہ ترحم!

حاضری دی، سلام عرض کیا کچھ دیر کے لیے مواجہہ شریف پر دست بستہ کھڑے رہے۔ آنسوؤں کے نذرانے پیش کیے۔ پاکستان سے اپنے احباب کے لائے ہوئے سلام عرض کیے اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کی زبان بن کر عرض کیا...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

Marfat.com

ادیم طائفی نعلین پاکن شراک از رشتہ جانہائے ماکن
زمہجوری برآمد جانِ عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

زائرین روضہ رسول ﷺ کے ہجوم کے ساتھ چلتے چلتے مواجہہ شریف سے مشرق کی طرف باہر آئے تو سامنے وسیع مرمریں سفید میدان پھر دور جنت البقیع کی دیواریں نظر آئیں،لوٹ کر دیکھا تو گنبدِ خضرٰی کے نظارے تھے۔

بارگاہِ نبوی ﷺ کی رونقیں سارے شہر مدینہ کو اپنی آغوش میں لیے رکھتی ہیں۔کوچہ و بازار کیا مدینہ کے صحرا اور بیابان بھی اپنے دامن پھیلائے حضور کے مہمانوں کو ذوق محبت بخشتے ہیں۔آج ہم دربارِ مصطفیٰ کی اندرونی رونقوں سے نکل کر حضور ﷺ کی بارگاہ کی دہلیز کے باہر کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔اور اپنے قارئین کو ان پروانگانِ عشق کے تذکرے سے خوش کام کرنا چاہتے ہیں۔جو شمع شبستانِ مصطفیٰ کے اردگرد دیوانہ وار طواف کرتے ہیں۔یہ رمضان کا آخری عشرہ ہے۔دربارِ رسول کے اردگرد کی رونقیں دیدنی ہیں۔آج دل چاہتا ہے کہ آپ بھی میرے ساتھ تراویح کی نماز گنبدِ خضرا کے زیر سایہ ''بابِ جبریل'' کے باہر پڑھیں۔سبحان اللہ! بابِ جبریل سے لے کر دور جنت البقیع کی مغربی دیواروں تک سفید مرمریں فرش بچھا ہوا ہے۔رنگین قالین بچھے ہوئے ہیں۔نمازی صف بستہ ہیں۔ان کی صفیں دور دور تک چلی جاتیں ہیں۔آپ گردن اٹھا کر ایک نظر دیکھیں تو آپ یقیناً اس نظارے کو دیکھ کر جھوم جائیں گے۔جہاں سیکڑوں نہیں ہزاروں لوگ تراویح پڑھ رہے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو مسجد نبوی سے باہر اس کھلے میدان میں نماز ادا کر رہے ہیں۔جہاں مدینے کی وادیوں سے آئی ہوئی ٹھنڈی ہوا دل کو ٹھنڈک بخشتی ہے۔اگرچہ ان نمازیوں میں عرب وعجم کے لوگ ''محمود وایاز'' کی طرح ایک ہی صف میں کھڑے ہیں مگر ان میں پاکستانی زائرین کی اکثریت ہے۔آپ کو ایسے پرنور چہرے صف بستہ نظر آئیں گے اور آپ کو گمان ہوگا کہ آپ پاکستان میں نماز ادا کر رہے ہیں۔سلام پھیریں تو گنبدِ خضرٰی کی جھلک دل وجان کو راحت بخشتی ہے۔میرے دائیں ہاتھ پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی نوری کھڑے ہیں۔بائیں ہاتھ سانگلہ سے آئے ہوئے ملک عبدالمجید ہیں۔اگلی صفوں میں حاجی انعام ''ساندہ'' لاہور نظر آتے ہیں۔ان کے ساتھ حاجی محمد شفیع کھڑے ہیں۔مشرق میں پچھلی صفوں میں نگاہ ڈالیں تو علامہ محمد مقصود احمد صاحب خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور کھڑے ہیں۔ان کے ساتھ ہی کراچی سے آئے ہوئے عبدالرزاق میمن دکھائی

Marfat.com

دیتے ہیں۔ اسی صف میں پیر نذر حسین شاہ جماعتی علی پوری کھڑے ہیں۔ ان کے بائیں ہاتھ ڈاکٹر جمال الدین ناظم ''رباط جماعت علی پوری'' ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ ان لمبی صفوں پر نظر دوڑاتے جائیں تو دور دور تک آپ کو پاکستان کے اکثر احباب ملیں گے۔ کن کن کا ذکر کریں کن کن کے نام لکھیں۔

ہم لوگ قالینوں سے ہٹ کر سفید اور ٹھنڈے فرش پر نماز ادا کرتے ہیں جب مدینہ کی وادیوں سے آئی ہوئی تازہ ہوا۔ بارگاہِ رسول کی دیواروں کو چھو کر ہم پر بادِ شمیم بن کر کرم فرماتی ہے تو دل و جان وجد کرنے لگتے ہیں۔ ملک مجید صاحب نے ہمارا بازو پکڑا۔ بابِ جبریل کے نزدیک لے گئے۔ تراویح پڑھیں۔ وتر پڑھے تو بابِ جبریل کے متصل ''قدمین شریفین'' کا مختصر احاطہ ہے۔ جس میں ''مخصوص نمازیوں'' کو نماز پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اردگرد پولیس کا پہرا۔ ''مطوون'' کی تیز نگاہیں، وتروں کی نماز سے فارغ ہوئے تو مجید ملک کو خدا خوش رکھے۔ میرا بازو پکڑا کھینچتے کھینچتے ''قدمین شریفین'' میں لے آئے یہ ان کی زبردستی تھی۔ یا شوق زیارت، ہم کھڑے رہے۔ سر جھکائے دعا کرتے رہے۔ جھولیاں پھیلائے اپنے آقا کے قدموں سے التجائیں کرتے رہے۔

کرم اے شہہ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ جن کو عطا کیا تو نے جلالِ سکندری

پولیس حرکت میں آئی۔ سب کو نکال دیا۔ باہر آ کر ہم نے متشکرانہ نگاہوں سے مجید ملک کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا آپ نے کمال کر دیا۔ کہنے لگے یہاں تو ایسا ہی چلتا ہے۔ یہ پابندیاں اس وقت ہوتی ہیں۔ جب ہجوم عاشقاں آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ ورنہ حضور اکثر نظرِ کرم فرماتے ہیں۔ تو ''قدمین شریفین'' میں بیٹھنے کی جگہ عطا فرما دیتے ہیں۔

بارگاہِ رسول کا شمالی دروازہ جسے ''بابِ مجیدی'' (اب بابِ فہد) کہتے ہیں (صدر دروازہ) مین گیٹ ہے۔ ''بابِ مجیدی'' سے ہزاروں نہیں لاکھوں زائرین داخل ہوتے ہیں۔ اگرچہ بارگاہِ رسول کی تینوں سمتوں سے آنے والے قطار در قطار لوگ حاضری دیتے ہیں مگر ''بابِ مجیدی'' کا اپنا شکوہ اور اپنی شان ہے۔ مسجد نبوی کے اندر اڑھائی لاکھ سے زیادہ افراد داخل ہوتے ہیں۔ اور رمضان مبارک کے دوران اندر ہی افطاری کے دسترخوانوں (سفراء) پر افطاری کرتے ہیں۔ مگر دربارِ مصطفیٰ کے باہر روزہ داروں کے لیے جو دسترخوان بچھتے ہیں ان کی

Marfat.com

اپنی شان ہے حضور کے غلام حضور کے مہمانوں کو ان سجے ہوئے دستر خوانوں پر دعوت دیتے ہیں بٹھاتے ہیں اور افطاری کرواتے ہیں۔ پھر رنگا رنگ کے کھانے پکا کر مہمانوں کی منت سماجت کے ساتھ تواضع کرتے ہیں۔ ''باب مجیدی'' کے باہر پانچ سو خواتین کے لیے ایک دستر خوان بچھا ہوا ہے جہاں پلاؤ، زردہ، فروٹ، جوس اور دوسرے ٹھنڈے مشروبات سے دنیا کے گوشے گوشے سے آنے والی مستورات کی تواضع کی جاتی ہے اس طرح مسجد نبوی کی مغربی دیوار کے ساتھ بھی ایک ہزار مستورات کے لیے دستر خوان بچھے ہوتے ہیں۔

مگر آپ میرے ساتھ ذرا مغرب کی جانب آئیں۔ یہ ''ترکوں'' کا دستر خوان ہے۔ ایک ہزار روزہ داروں کے سامنے سفراء بچھا ہوا ہے۔ افطاری سے تھوڑی دیر پہلے روزہ دار مہمانوں کے سامنے ''ترکی پلاؤ'' کے طباق رکھ دیئے جاتے ہیں۔ مشروبات اور فواکہات کے علاوہ پستہ اور بادام پلیٹوں میں سجا دیا جاتا ہے۔ ترکوں کا پلاؤ۔ ''سید الطعام'' کہلاتا ہے ہمارے اکثر احباب افطاری کے وقت شکم و دہن کی تسکین کے لیے ترکوں کے دستر خوان پر تشریف لاتے ہیں اور ترک میز بانوں کو شرف مہمانی بخشتے ہیں۔ ترکوں کے دستر خوان کے شمال کی طرف راولپنڈی اسلام آباد کے چند مخیر حضرات پانچ سو مہمانوں کے دستر خوان بچھاتے ہیں۔ یہاں پاکستانی پلاؤ۔ مرغ کباب اور بھنے ہوئے گوشت کے طباق سجائے جاتے ہیں۔ یہ دستر خوان پاکستانی طرز کا ہوتا ہے اور کھانے والوں کا ذوق اپنا اپنا!

تھوڑا سا آگے بڑھیے یہ بنگلہ دیش کے مخیر حضرات کا دستر خوان ہے۔ بنگالی چاول اور بھت اپنا انداز لے کر دستر خوان کی زینت بنتے ہیں، اس دستر خوان پر بنگلہ دیشی، مشرقی ہندوستان کے زائرین اور کچھ وسطی ہندوستان کے 'چاول خور' حضرات افطاری کرتے ہیں۔ دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغربی دیوار کی طرف بڑھیں تو آپ کو انڈونیشیا، فلپائن اور تھائی لینڈ والوں کے دستر خوان بچھے ہوئے نظر آئیں گے۔ اگرچہ ان دستر خوانوں پر مشرق بعید کی طرز کے کھانے ہوتے ہیں مگر

صلائے عام ہے یارانِ روزہ داروں کو!

آج ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دستر خوانوں کا ذکر کیا ہے جنہیں مختلف ممالک کے مخیر حضرات سجاتے ہیں۔ مگر آپ ذرا 'باب مجیدی' کے باہر گلیوں میں چلے جائیں عربوں کی گاڑیاں کھڑی ہیں۔ ویگنیں کھڑی ہیں۔ لوڈرز کھڑی ہیں۔ آپ کو سبیل سبیل کی آواز کے ساتھ کھجوروں کے ڈبے، جوس کی بوتلیں، پھلوں کے تھیلے، فاسٹ فوڈ کے پیک دودھ (حلیب)

Marfat.com

کے ڈبے 'اشربوا الحلیب وصلوا علی الحبیب' کی دلنواز آوازوں میں پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ عرب میزبان ہیں۔ یہ عربی لوگ ہیں۔ یہ مدنی میزبان ہیں۔ یہ دیارِ محبوب کے رہنے والے ہیں۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
امیروں غریبوں کے ٹھہرانے والے

پلاؤ کھالیا، زردہ اُڑالیا، مرغ مسلم چکھ لیا، پھل کھا لیے، شربت پی لیا، جوس نوش جاں کیا، کھجوریں کھائیں، سیب اور انگور کھا لیے، اب حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح! مسجد نبوی میں آئیں۔ مغرب کی نماز پڑھ لیں، مغرب کی نماز کے بعد عرب بچوں کو بھی نوازنا ہے جو گرم گرم قہوہ (گہوا) لے کر آپ کو دعوت لب سوزی دے رہے ہیں۔ آپ کو گھر جانے میں جلدی ہے مگر ان بچوں کو خوش کرنے کے لیے بارگاہ رسول ﷺ میں کھڑے کھڑے ایک فنجان قہوہ تو پیتے جایئے اور ساتھ ٹھنڈی کھجوریں بھی!

کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

رات تراویح پڑھیں تو آخری عشرہ میں شبینہ کی نورانی رونقیں ایک خاص روحانی لطف دیتی ہیں مگر ابھی تو آپ نے میرے ساتھ سحری کھانی ہے۔ رات کے تین بج گئے ہیں، مدینہ پاک کی رونقیں، مدینہ پاک کی روشنیاں، مدینہ پاک کی جگمگاتی گلیاں، مدینہ پاک کے پرنور بازار پھر سارے شہر میں مسجدِ نبوی کے ضیاء بار میناروں سے تلاوت قرآن کی سحر آفرینیاں کہاں ملیں گی۔

یہ عظمتیں ہیں مقدر کسی کسی کے لیے!

مسجد نبوی کے باہر مشرقی میدان میں پہنچے، وہاں ہمارے مہربان مرحوم محمد سلیم شیخ فیصل آبادی کے صاحبزادے محمد حنیف سحری کا وسیع دستر خوان بچھائے کھڑے ہیں۔ لوگ دستر خوانوں پر قطار در قطار بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے نان گوشت کی پلیٹیں سجائی جا رہی ہیں۔ سحری کا وقت اور تین ہزار مہمانان گرامی قطار در قطار آتے جاتے ہیں اور سحری کرتے جاتے ہیں۔ آپ آگے بڑھیں ہمارے دوست حافظ محمد صدیق فیصل آبادی بیس پلیٹیں بغل میں دبائے مہمانوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں، وہ پلیٹیں کیوں دبائے کھڑے ہیں، حافظ صاحب آپ اکیلے اتنی پلیٹوں میں کھانے کھائیں گے؟ مسکرا کر فرمانے لگے، یہ ایک پلیٹ فاروقی صاحب لیں یہ ایک پلیٹ شاہ صاحب لیں، یہ ایک پلیٹ ذکی صاحب لیں، یہ ایک پلیٹ ملک صاحب لیں، یہ ایک پلیٹ میاں

Marfat.com

صاحب لیں، یہ ایک پلیٹ مولوی صاحب لیں، یہ ایک پلیٹ حافظ صاحب لیں، یہ ایک پلیٹ حاجی صاحب لیں، پھر آواز دی 'اومنڈیو! فاروقی صاحب کے لیے پاوے (بکرے کے پائے) لاؤ روٹیاں ذرا گرم ہوں، نرم ہوں! ماشاءاللہ سحری کیا ہے، دعوتِ سحر گاہی ہے۔

دیکھے ہیں محبت کے انداز بہت ہم نے
بھولیں نہ مدینہ کی دعوات سحر گاہی

میاں حنیف نے ہمیں دور سے دیکھ لیا، آواز دی، فاروقی صاحب اپنے دوستوں کو گلابی رنگ کی سبز چائے بھی پلاتے جائیں، ہم نے چائے کے گلاس اٹھائے، پیتے گئے اور کہتے گئے۔

صلوا علی الحبیب!

گوجرانوالہ کے حافظ عبدالوحید صاحب کی سحری کھلانے کا انداز علیحدہ ہے۔ آپ کے ساتھ کتنے افراد ہوں ان کے لیے کھانا علیحدہ علیحدہ ڈبوں میں پیک کر کے رکھتے ہیں۔ آئیے، اٹھائیے اور گھر لے جائیے۔ باب مجیدی کے باہر ہمارے ساہیوال کے ایک دوست مرغے کی دعوت دے رہے ہیں۔ تھوڑا سا آگے بڑھیں، تو ہمارے حافظ سیالوی صاحب سبزی اور دال کے دیگچے رکھے سحری کرا رہے ہیں۔ اور آگے جائیں تو چائے پلانے والوں کا اپنا انداز ہے اور پینے والوں کا شور نوشا نوش!

آج ہم دربار مصطفیٰ ﷺ کے درودیوار سے باہر باہر رہے ہیں اندر کی بہاریں جداگانہ اب آپ رمضان کے آخری دنوں میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کریں اور ہمارے ساتھ اندر افطاری کریں یا باہر ہمارے ساتھ بکروں کے پائے سے سحری کریں یا مرغوں کے گوشت سے یہ آپ کی اپنی مرضی ہے۔ اگر چہ ہماری آج کی یہ تحریر کئی قارئین پر گراں گزرے گی وہ کہیں گے کہ بھلا یہ کیا بات ہوئی مگر ہم نے حضور ﷺ کے دستر خوانوں پر بڑے بڑے زاہدوں، عابدوں، صوفیوں، روزہ داروں پھر امراء اور فقراء کو بیٹھے پلاؤ، زردہ، مرغے، بکرے کھاتے دیکھا ہے۔ اگر آپ بھی ہمارے ساتھ کچھ چکھ لیں تو زاہدوں کو گراں نہیں گزرنا چاہیے۔

ایں ہم خور آں ہم خور خور خور خور

''جہانِ رضا'' (اکتوبر و نومبر 2002ء)

Marfat.com

پھر دیکھو مجھے ''شہرِ محبت'' نے بلایا

اس سال پھر مجھے شہرِ محبت نے بلالیا۔ مولد النبیؐ پہنچے۔ کعبۃ اللہ دیکھ کر لبیک اللّٰھم لبیک زبان پر آیا، طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی سعادت ملی اور عمرہ کے شرائط مکمل کرنے کے بعد شہرِ محبت کی کشش نے پکارا۔

کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو!

ہمارا قافلہ کعبے کے کعبہ، بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوا۔ یہ قافلہ مکہ مکرمہ کی پہاڑی وادیوں سے گزرتا ہوا مدینہ کی طرف رواں دواں تھا۔ میں ان راہوں کو دیکھ رہا تھا۔ ان وادیوں میں سے گزر رہا تھا۔ جو وادیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے دامن بچھائے پھیلی ہوئی تھیں ۔ یہ خوبصورت وادیاں، یہ نکیلے پتھروں والی وادیاں، یہ خشک پہاڑوں سے گھری ہوئی وادیاں یہ کہساروں اور بیابانوں کی شہزادیاں، ہمارے قافلے کو راستہ دیتی جاتی تھیں ۔ ہماری نگاہیں راستے کے ہر پتھر کو دیکھتیں تو یوں محسوس ہوتا کہ اس پتھر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم چومے ہوں گے۔ ان خاک کے ذرّوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے قدم کو چومنے کی سعادت حاصل کی ہوگی اگرچہ اس بات کو صدیاں گزر گئیں پہاڑ اور جنگلات کٹ کر شاہراہیں بن گئیں ''موٹر وے'' تیار ہو گئے مگر ابھی تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پاک کی شوخی بتارہی تھی۔

ع کہ اس راہ سے گزرے تھے کبھی سرورِ عالم!

ہمیں شاہراہ مکہ سے کوئی سروکار نہیں تھا اس نے تو تین سو میل تک ہمارے کاروان کو لے جانا تھا۔ ہمیں ان تیز رو سیاروں (کاروں) سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ جو پل بھر میں کہیں سے کہیں لے کر نکلے جارہے تھے۔ ہماری نگاہیں تو حضور پاک کے نقشِ پا کی تلاش میں تھیں ۔ ہم مکہ سے نکلے تھے مختلف پہاڑوں کو چیرتے، خوبصورت وادیوں کو طے کرتے جارہے تھے۔ کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد مدینہ کی ٹھنڈی ہوائیں نسیم جان بن کر آنے لگیں ۔ خشک پہاڑیوں کے بجائے سرسبز

Marfat.com

پہاڑیاں دکھائی دینے لگیں۔ خشک وادیوں کے بجائے کھجوروں سے ہرے بھرے باغ دکھائی دینے لگے۔ یہ وادی بطحاء ہے، یہ وادی طیبہ ہے، یہ وادی مدینہ ہے۔

باد رحمت سنک سنک جائے ۔۔۔ وادی جاں مہک مہک جائے
جب چھڑے بات تیرے طیبہ کی ۔۔۔ غنچۂ دل چٹک چٹک جائے

ہمارے خیالات مدینہ کی گلیوں کی سیر کرنے لگے۔ ہمارے خیالات شہر محبت کے کوچوں میں گھومنے لگے۔ راستہ میں ہی دربار مصطفیٰ ﷺ کی رعنائیوں کے تصور سے دل ودماغ معطر ہونے لگے اور دربار مصطفیٰ ﷺ کی رونقوں کا تصور کر کے دماغ پر ایک غنودگی سی چھانے لگی۔ خدا معلوم ہمارے دل میں یہ خیال کیسے آیا کہ اس بار تو حضور کریم ﷺ کو اپنے گھر بلانا ہے زیارت کرنی ہے اگرچہ یہ بہت بڑی جسارت تھی مگر۔

دل کا خدا بھلا کرے یہ نہیں اختیار میں

بار بار دل میں آتا کہ حضور ﷺ ہمارے ''غریب خانے'' میں ضرور تشریف لائیں گے اور ہمارے غریب خانے کو فردوس جناں بنادیں گے، خدا معلوم یہ تمنا، یہ آرزو دل میں کیوں سما گئی، بھلا دو جہان کے شہنشاہ کو ہم اپنی جھونپڑی میں کیسے بلائیں گے؟

آنکھوں کو آج ہجر کے غم سے چھڑاؤں گا ۔۔۔ صحرائے دل کو شہر مدینہ بناؤں گا
خلوت کدہ بناؤں گا اک وسط شہر میں ۔۔۔ گلہائے آرزو سے پھر اس کو سجاؤں گا
پلکوں سے اپنی جھاڑ کر فرش حریم ناز ۔۔۔ اک سمت تخت ختم رسالت بچھاؤں گا
اس تخت نازنین پہ باجاہ و احتشام ۔۔۔ دو جگ کے تاجدار کو لا کر بٹھاؤں گا
پھر ان کے پائے ناز پہ رکھ کر سر نیاز ۔۔۔ سوئے ہوئے نصیب کو اپنے جگاؤں گا
اک نذر پیش کر کے درود و سلام کی ۔۔۔ سلطان دو جہاں کو پھر یہ سناؤں گا

یا رسول اللہ، انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر ہم مغرق، خذ یدی سھل لنا اشقالنا

جب شہر حبیب میں قدم رکھا، ایک مکان لیا، حجرہ سجایا اور خود سج دھج کر بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوا، دیکھا تو شہنشاہ دو جہاں کا دربار سجا ہوا ہے، حضور ﷺ ایک مرصع تخت پر جلوہ افروز ہیں، ایک پہلو پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں، دوسرے پہلو پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایستادہ پا ہیں، حد نگاہ تک عاشقان رسول ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ''لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں، پھیلی

Marfat.com

ہیں جھولیاں''۔ یہ لوگ سابقون ہیں، اوّلون ہیں، ان میں متقدمین ہیں، متاخرین ہیں، گورے ہیں، کالے ہیں، چھوٹے ہیں، بڑے ہیں، عربی ہیں، عجمی ہیں، حدِ نگاہ تک صف بستہ بیٹھے ہیں، میری کیا مجال کہ ''دو جہاں کے تاجدار کو اپنے حجرۂ دل میں لے جا کر بٹھاؤں'' میں نے سارے قدسی مجمع پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ ''جاروکشوں میں نام لکھے ہیں، ملوک کے'' خیال آیا میں کہاں کھڑا ہوں یہاں تو مانگتے تاجدار پھرتے ہیں، میں ڈر گیا، سہم گیا، وہاں ہی دوزانو بیٹھ گیا، ہمت نے بازو پکڑ کر اُٹھایا تو یوں محسوس ہوا کہ ''رحمت کرفت آستینم کہ قم!''

''ریاض الجنتہ'' سے نکل کر مواجہہ شریف کی طرف بڑھا، ہجوم عاشقاں دیکھا تو قدم رُک گئے، تصور کی آنکھ سے دیکھا تو مجمع میں ایک عاشق رسول ﷺ مولانا عبدالرحمان جامی چلے آ رہے ہیں۔ آتش فراق سے دامن تار تار ہے۔ ''از آتشِ فراقت جاں ہا کباب کردہ'' آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں جاری ہے اور زبان پر یہ اشعار رواں ہیں۔

ترحّم یا نبی اللہ ترحّم زمہجوری برآمد جان عالم
نہ آخر رحمتہ للعالمینی زمہجوراں چرا فارغ نشینی

جامی ذرا رُک گئے۔ شاید فرطِ محبت سے ہچکی بندگئی ہو پھر یوں گویا ہوئے، یارسول اللہ ﷺ

ادیم طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتۂ جاں ہائے ما کن

یارسول اللہ ﷺ آپ طائف کے رنگے ہوئے چمڑے کے زرد جوتے زیب پا فرما کر ذرا باہر تشریف لائیں، ہم اپنی جانوں کے ریشوں کے تسمے بنا کر نعلین پاک کے نیچے آنکھیں بچھانا چاہتے ہیں۔

میں حضرت جامی کے اشک آلود چہرے پر نظریں جمائے دیکھتا رہا، یہ وہی جامی ہیں جو خراسان کے قصبہ جام سے پاپیادہ چل کر ننگے پاؤں آتے ہیں تو گورنر مدینہ بذاتِ خود سرحد پر جا کر اس عاشق رسول ﷺ کو روک دیتا ہے اور چالیس دن بعد اس عاشق رسول ﷺ کو حاضری کی اجازت ملتی ہے اس بار اونٹوں کے قافلے کے ساتھ آئے اور قافلہ سالار کو آمادہ کیا کہ وہ سامان قافلہ میں چھپا کر مدینے کی تنگ گلیوں سے ہوتے ہوئے بارگاہِ رسول ﷺ کے سامنے لے جائے ادھر گورنر مدینہ کو حکم ہوا کہ ہمارے جامی کو سرحد پر روک دیا جائے وہ جس والہیت اور تڑپ سے آ رہے ہیں وہ کسی سے دیکھا نہ جائے گا، جامی سامان قافلہ سے برآمد ہوئے تو روک لیے

Marfat.com

گئے گورنر مدینہ نے ادب سے سر جھکا کر کہا آپ کی وجہ سے خواب میں مجھے حضور ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے آپ میرے مہمان عزیز رہیں گے، جامی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولے۔

''سگے، را کاش جامی نام بودے''

تو میں سیدھا کوچہ رسول ﷺ میں پہنچ جاتا۔ جامی میری تصویر کی آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو مجھے ایک سفید ریش شخص بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں کھڑا دکھائی دیا۔ یہ سعدی شیرازی ہیں۔ حضور ﷺ کے پاس کھڑے پنکھا ہلا رہے ہیں اور حضور ﷺ فرما رہے ہیں: ''سعدیا باز بگو آنچہ بدیباچہ گلستان گفتہ'' (سعدی ذرا مجھے وہ شعر تو سناؤ! جو تم نے گلستان کے دیباچہ میں کہے تھے) پھر سعدی کی زبان کھلتی ہے تو یوں گویا ہوتے ہیں:

بلغ العلی بکمالہٖ   کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ   صلوا علیہ و آلہٖ

جب سعدی کی زبان سے صلوا علیہ و آلہ نکلا تو سارے مجمع سے صلوا علیہ و آلہ کی دلنواز آواز گونج اٹھی۔ دربارِ مصطفیٰ ﷺ صلوا علیہ و آلہ سے معمور ہو گیا۔

سعدی ابھی کھڑے ہی تھے کہ مجھے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (رحمۃ اللہ علیہ) مواجہہ شریف پر کھڑے دکھائی دیے۔ حضور ﷺ جلوہ فرما ہیں، اپنے نیاز مندوں پر نگاہ لطف کی بجلیاں برسا رہے ہیں، حضرت گولڑوی آپ کو دیکھ کر پکارتے ہیں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں   جانان کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں   جس شان تو شاناں سب بنیاں

پیر مہر علی شاہ صاحب نعت رسول سناتے گئے غالباً تھک گئے تو کہنے لگے۔

سبحان اللہ ما اجملک   ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا   گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

مجھے پیر مہر علی شاہ پر رشک آنے لگا۔ میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر حد ادب نے روک دیا۔ میرا دل دھڑکنے لگا میری زبان پر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ آیا تو دل کی دھڑکن اور تیز ہو گئی۔

خدا جانے یہ دھڑکن کیوں نہیں رکتی میرے دل کی
یہ آہٹ آپ کی تھی؟ آپ گزرے ہیں میرے دل سے

Marfat.com

مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے آقا ومولی میرے دل سے گزر رہے ہیں۔

کانٹا میرے جگر سے غم روزگار کا ‏ یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کچھ مانگنا چاہتا ہوں مگراب کیا مانگوں۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

اگرچہ میرے ہاتھ اٹھے ہوئے تھے۔مگر روضہ رسول کریم ﷺ کی جالی کے پاس کھڑے ہوئے ایک مطوعے نے غالباً مجھے آہ وزاری کرتے اور ہاتھ پھیلاتے دیکھ لیا تھا۔وہ آگے بڑھ کر کہنے لگا،ممنوع ممنوع،شرک شرک، میں نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں بلال حبشی موجود ہیں وہ اُٹھے اور اس مطوعے کو کان سے پکڑ کر باہر چھوڑ آئے اور فرمانے لگے تم عاشقان رسول ﷺ کے مجمع میں کیا لینے آئے ہو۔اسی وقت میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے حضرت حسان ؓ کو طلب فرمایا ایک تخت پر بٹھایا حضرت حسان بن ثابت ؓ یوں گویا ہوئے۔

خلقت مبرا من کل عیب

کانك قد خلقت ما تشاء

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عیبوں سے پاک پیدا کیا ہے میں محسوس کرتا ہوں جیسے آپ نے چاہا تھا اللہ نے آپ کو ویسا ہی پیدا فرمایا،حضرت حسان بن ثابت ؓ کے کلام پر حضور ﷺ تبسم فرمارہے تھے، داد دے رہے تھے اور دُعا فرما رہے تھے،اے اللہ! حسّان کو روح القدس کی زبان عطا فرما۔حضرت حسّان کی قسمت پر کسے رشک نہ آیا ہوگا۔آپ حضور کی نعت بیان کررہے ہیں اور یوں معلوم ہورہا ہے حضرت جبریل اشعاران کی زبان پر رکھتے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا حضرت حسّان کی قیادت میں حضور کے ثناء خوانوں کا ایک عظیم الشان قافلہ چلا آرہا ہے لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں، اربوں عاشقان رسول ﷺ حضرت حسان کی گرد پا کا غازہ چہروں پر ملتے، بارگاہ رسول ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کررہے ہیں مگر دربار مصطفیٰ ﷺ میں ادب کا یہ عالم ہے کہ جنید و بایزید بھی نفس گم کردہ حاضر ہورہے ہیں۔ضبط کا یہ عالم ہے کہ سب کچھ کہنے کے باوجود ایک سناٹا طاری ہے۔ ہر شخص سب کچھ کہہ رہا ہے مگر خاموشی کا ایک پہرہ ہے۔ ’’جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو‘‘ آنکھوں سے اشک رواں ہیں مگر لبوں پر خاموشی کی مہریں لگی ہوئی ہیں۔

Marfat.com

رکھ رکھاؤ اس آنکھ کا دیکھ

چپ کی چپ اور بات کی بات!

میں ان دلنواز جلوؤں کے درمیان ساری رات کھڑا رہا۔ بارگاہ رسالت ﷺ کی رونقیں دل ودماغ کو روشن کرتی رہیں۔ مسجد نبوی میں تہجد کی اذان گونجی تو چار لاکھ انسان اللہ کی بارگاہ میں صف بستہ ہو کر سربسجود ہو گئے۔

''جہانِ رضا'' (فروری 2003ء)

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں پہلا دارالاسلام......دارِارقم

شہر محبت نے امسال پھر بلالیا، رمضان المبارک آیا، اہل محبت کے قافلے رواں دواں ہوئے تو ہم بھی لاہور سے اُڑتے ہوئے جدہ اور پھر جدہ سے ایک برق رفتار سیارے پر مولد النبی مکہ مکرمہ جا پہنچے۔ مکہ مکرمہ رات بھر اپنی روشنیوں سے جگمگاتا رہتا ہے۔ رات کو دن کا سماں ہوتا ہے۔ اس کے گلی کوچوں میں لوگوں کی آمد ورفت دن کی طرح ہوتی ہے دکانیں کھلی ہیں۔ کاروباری مراکز جگمگا رہے ہیں اور ہوٹل دعوت طعام وخوراک دے رہے ہیں۔ کعبۃ اللہ کے بلندو بالا مینارا اپنے جاہ وجلال کو نمایاں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان پر نظر پڑتے ہی زبان سے لبیک اللھم لبیک نکلا۔ خیال آیا کہ ٹھنڈی رات کی فضاؤں میں طواف کر لیا جائے حجرِ اسود کے بوسے لیے جائیں۔ مقام ابراہیم پر نوافل پڑھ لیے جائیں۔ پھر آبِ زم زم سے دل کی پیاس بجھالی جائے اور باب الصفا سے ہوتے ہوئے سعی کر لی جائے اور سال بھر کی پالی ہوئی مشکبار زلفیں ''نثارِ رہ یارے کردم''۔ کا لطف حاصل کر لیا جائے یہ ساری منزلیں لحہ بہ لحہ طے ہوتی گئیں اور صبح نمودار ہونے تک ہم عمرہ شریف سے فارغ ہو گئے۔ اللہ اللہ! ''بس اک نگاہ میں ہوتا ہے فیصلہ دل کا''۔ مکہ مکرمہ میں ابھی دو دن گزرے تھے کہ صفا ومروہ کے درمیان 'باب ارقم' سے ہمارے ایک دوست نے ہمارا بازو پکڑا اور اصرار کرنے لگے، آج تو ہم بھی 'دار ارقم' جائیں گے اور اس میں بیٹھیں گے۔ ہم نے اسے کہا کہ 'دار ارقم' کو توسیعات کعبۃ اللہ میں آئے صدیاں گزر گئی ہیں آپ آج دار ارقم میں کیسے جا سکتے ہیں وہ کہنے لگے۔

پایم بہ پیش زیں سرکو برنمی رود
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہ کیست؟

ہمیں اپنے دوست کا کہا ہوا شعر بڑا پسند آیا اور ہاتھ پکڑ کر کہا چلو یار! آج دار ارقم میں بیٹھ کر کچھ وقت گزارتے ہیں۔

Marfat.com

یہ دارارقم ہے۔ یہ حضرت ارقم بن ابی الارقم کا گھر ہے۔ یہ کوہ صفا کے دامن میں ان صحابہ کی پہلی درس گاہ ہے ''جو السابقون الاوّلون'' تھے۔ اسے ''دارالاسلام'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے حضرت ارقمؓ کے بیٹے عثمان نے کہا تھا 'انا ابن سبع الاسلام'' (حضرت ارقمؓ کے اسلام لانے سے پہلے صرف سات افراد مسلمان ہوئے تھے) میں اسلام میں آنے والے ساتویں شخص کا بیٹا ہوں۔ اگرچہ'' الاصابہ'' میں آپ کو دسواں یا گیارھواں فرد لکھا گیا ہے مگر حضرت ارقمؓ کا نام اسلام کے اولین صحابہ میں درخشاں نظر آتا ہے یہ وہ دور تھا جب مشرکین مکہ نے کمزور اور ضعیف مسلمانوں کا جینا حرام کررکھا تھا وہ کعبۃ اللہ میں آزادانہ نماز ادا نہیں کر سکتے تھے، تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی سے روک دیا جاتا تھا مسلمان پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں اور گوشوں میں چھپ چھپ کرنماز پڑھتے تو مشرکین مکہ یلغار بول دیتے۔ ان حالات میں حضرت ارقمؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی حضور! آپ ان چند دوستوں کو لے کر میرے گھر تشریف لایا کریں۔ یہ لوگ آپ سے اطمینان سے قرآن سن لیں گے، آپ کے ساتھ نمازیں ادا کرسکیں گے اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے صحابی کی بات کو پسند فرمایا۔ دعا دی اور اب 'دارارقم' 'دارالاسلام' بن گیا۔ غلام، کمزور اور ضعیف مسلمان رات کے اندھیرے میں چھپتے چھپاتے 'دارارقم' میں آتے اور حضور کی صحبت میں آبیٹھتے۔

میرا دل چاہتا ہے آپ بھی رات کے اندھیروں میں چند لمحے میرے ساتھ دارارقم کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو غلام حضرت عمار بن یاسر اور صہیب رومی چھپتے چھپاتے دبے پاؤں ادھر ادھر دیکھتے، دارارقم کے دروازے پر آپہنچے ہیں۔ عمار بن یاسر نے صہیب رومی سے پوچھا آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ آپ نے جواب دیا پہلے مجھے بتائیں آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ حضرت عمار بن یاسرؓ نے کہا ارقم کے گھر میں حضور نبی کریم تشریف لاتے ہیں، میں آپ کی باتیں سننے آگیا ہوں، صہیب کہنے لگا میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے آیا ہوں، دروازہ کھولا، اندر گئے، اسلام قبول کیا اور دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے لگے۔

'دارارقم' مسلمانوں کی پناہ گاہ تھی۔ صحابہ کرام تعلیم و تعلم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر عبادات، ذکر الٰہی اور دعاؤں کی تربیت پاتے تھے۔ آپ نے دارارقم میں ہی اللہ سے خصوصی دعا کی تھی، یا اللہ عمر ابن خطاب یا ابوجہل (عمرو بن ہشام) میں سے کسی ایک کو اسلام

Marfat.com

قبول کرنے کی توفیق دے، یہ دعا حضرت عمر کے دل پر نسیم رحمت کا جھونکا بن کر آئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

'سیرت ابن اسحاق' میں لکھا ہے کہ ایک دن چند مسلمان مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے مشرکین نے انہیں دیکھ لیا، انہیں گھیر لیا، گالیاں دینے لگے، مارنے لگے، نوبت جھگڑے تک آ پہنچی۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے دیکھا تو اونٹ کی ہڈی اُٹھا کر ماری جس سے ایک کافر کا سر پھٹ گیا، خون بہنے لگا، یہ پہلا خون تھا جو مکہ میں اسلام کی حفاظت کے لیے بہایا گیا۔

'دارارقم' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے مشرف ہونے والے ابتدائی صحابہ (سب سے پہلے دامن اسلام میں جگہ پانے والے صحابہ) کے نام 'ابن سعدؒ' نے یوں لکھے ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، زید بن حارثہ، عبیدہ بن حارث، ابوحذیفہ بن عتبہ، عبداللہ بن جحش، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، خباب بن ارت، سعد بن ربیع، واقد بن عبداللہ، عامر بن فہیرہ، ابوسلمہ بن اسد، سعد بن زید، عمار بن ربیعہ، خنیس بن حذافہ، عبداللہ بن مظعون اور حاطب بن عمر (رضی اللہ عنہم اجمعین) اسی طرح ان حضرات کے بعد عمار بن یاسر، صہیب رومی، حضرت حمزہ، مصعب بن عمیر، عمر بن خطاب، عاقل بن ابی بکر، عامر بن ابی بکر، ایاس بن ابی بکر، خالد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے دارارقم میں اسلام قبول کیا تھا۔

مکہ مکرمہ میں 'دارِارقم' دین حق کی تبلیغی سرگرمیوں کا ابتدائی مرکز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف کا سرچشمہ تھا۔ یہاں کے تربیت یافتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے آگے جا کر دنیا بھر کی تقدیریں بدل دی تھیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک محفوظ پناہ گاہ تھی۔ بے مثال تربیت گاہ تھی۔ غربا اور مساکین مسلمانوں کے لیے گوشۂ امن تھا۔ یہ گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام تک ایمان و عرفان کا ایک خفیہ زاویہ تھا۔ دارارقم کم از کم پانچ سال تک مکہ میں مسلمانوں کی مثالی تربیت گاہ بنا رہا۔

یہ دارارقم ہے جہاں حضرت عمر فاروق نے حضور کا دامن پکڑ کر اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ گھر سے تلوار لٹکائے نکلے تھے۔ ان کا ارادہ حضور کو قتل کرنے کا تھا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کے دامن میں دارارقم میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت وہاں چالیس مرد وزن موجود تھے ان سے پہلے مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مسلمانوں کا ایک قافلہ حبشہ کی طرف جا چکا تھا۔ حبشہ جانے والا قافلہ دارارقم میں ہی تیار ہوا تھا۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

فرمان کے مطابق روانہ ہوا تھا۔ عمار بن یاسر بتاتے ہیں کہ جس دن میں نے اسلام قبول کیا حضور ﷺ کی محفل میں پانچ غلام، چند خواتین اور حضرت ابوبکر صدیق موجود تھے۔ میرے جانے کے چند ماہ بعد حضرت حمزہؓ بھی اسلام لے آئے تھے۔ حضرت حمزہؓ دارارقم میں آنے والوں میں دلیر اور بہادر فرد تھے۔ ان کے اسلام لانے کے تھوڑے دنوں بعد حضرت عمر ابن خطابؓ بھی دامن اسلام میں آ گئے تو ہم سارے مکہ میں آ کر سر اُٹھا کر چلنے لگے۔ میرے احباب میری باتیں بڑے غور سے سنتے گئے اور ہم اس سفید فرش پر بیٹھے اپنے آقا کے ابتدائی دور کی باتیں کرتے رہے۔ میرے احباب پڑھے لکھے لوگ تھے مگر ان کی دلچسپی اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ وہ میری گفتگو کے دوران کسی دوسری طرف نگاہ نہ اٹھاتے تھے۔

اسی دوران میرے ایک عزیز نے کہا کاش ہم لوگ بھی دارارقم میں حضور ﷺ کی مجالس پا لیتے، کاش ہم بھی مکہ کی تاریک گلیوں سے ہوتے ہوئے دارارقم کو پہنچتے۔ کاش ہم بھی حضرت حمزہؓ کے پاس کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ کو تیغ بکف آتے دیکھتے۔ کاش حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے پر جب نعرہ تکبیر بلند ہوا تھا تو ہم بھی اللہ اکبر کہتے۔ کاش جب حضرت عمرؓ نے سر جھکا کر اسلام قبول کیا تھا تو ہم بھی نعرۂ رسالت بلند کرتے۔ میرے ایک اور ساتھی نے پوچھا یہ حضرت ارقم کون تھے؟ ہم نے اپنی یادوں کے صفحات پلٹے۔ کتابوں کی روشنی میں اسے بتایا کہ

''حضرت ارقمؓ کا تعلق قبیلہ بنومخزوم سے تھا۔ کنیت ابوعبداللہ اور سلسلہ نسب اس طرح ہے: ارقم ابن (ابی الارقم) عبدمناف بن (ابی جندب) اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، حضرت ارقم کی والدہ کا نام تماضر بنت خدیم تھا جو قبیلہ بنوسہم بن عمرو بن ہصیص سے تعلق رکھتی تھیں حضرت ارقم کا قبیلہ بنومخزوم قریش مکہ کے سرکردہ اور بااثر قبائل میں سرفہرست تھا۔ اس قبیلے کے جدامجد مخزوم بن یقظہ کا سلسلہ نسب تیسری پشت میں رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ نسب سے جاملتا ہے۔ یقظہ، مرہ بن کعب کا بیٹا تھا۔ رسول اللہ کے والد گرامی حضرت سیّدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ فاطمہ (بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ) کا تعلق بھی بنومخزوم ہی سے تھا۔ حضرت ارقم، امیر معاویہ کے عہد حکومت میں ۵۵ھ اور ایک روایت کے مطابق ۵۳ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، اس وقت ان کی عمر چوراسی پچاسی برس تھی۔ آپ کی وصیت کے مطابق سعد بن ابی وقاص نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری کا قول ہے 'وکان الارقم من آخر اھل بدر وفاۃ، حضرت ارقم بدری صحابہ میں

Marfat.com

سے سب سے آخر میں فوت ہوئے"۔

حضرت ارقمؓ نے وقف علی الاولاد کے طور پر اپنے گھر کو فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا۔ حضرت ارقمؓ نے اپنے گھر کو وقف فی سبیل اللہ قرار دینے سے متعلق جو دستاویز تحریر کی تھی، امام حاکم نے وہ عبارت نقل کی ہے وہ عبارت یہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: ھذا ما قضیٰ الارقم فی ربعة ما حاز الصفا انھا صدقة بمکانھا من الحرم، لا تباع، ولا تورث شھد ھشام بن العاص ومولیٰ ھشام بن العاص۔

"یہ وہ فیصلہ ہے جو ارقم نے اپنی حویلی کے متعلق دیا جو کوہ صفا کے ساتھ واقع ہے۔ حرم کے قریب ہونے کے باعث یہ حویلی مثل حرم محترم قرار دی جاتی ہے۔ نہ یہ فروخت ہوگی، نہ وراثت میں دی جائے گی، اس پر ہشام بن عاص اور مولیٰ ہشام بن عاص گواہ ہیں۔

"یہ ارقم بن ابی ارقم وہی ہیں جن کے گھر میں رسول اللہ مکہ مکرمہ میں قریش سے پوشیدہ قیام فرماتے تھے۔ کھل کر سامنے آنے سے قبل اسلام میں آپ یہاں پر لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ حضرت ارقم کا یہ مکان مکہ میں کوہ صفا پر واقع تھا۔ چنانچہ یہاں پر بہت بڑی جماعت نے اسلام قبول کیا"۔

ہم دارارقم میں بیٹھے رہے، باتیں کرتے رہے، کبھی کبھی کعبۃ اللہ پر نظریں پڑتیں تو طواف کرنے والے ہزاروں لوگوں کو دیکھ کر جھوم اُٹھتے، پھر صفاومروہ کے درمیان سعی کرنے والے اہل ایمان کو دیکھ کر دل خوش ہو جاتا۔ بابِ ارقم سے آنے جانے والوں کو دیکھتے تو دل ودماغ روشن ہو جاتے۔ کیونکہ یہ کوچہ میرے آقا کی راہ گزر رہی تھی۔

ہم دارِارقم میں بیٹھے اپنے آپ کو کتنا خوش نصیب محسوس کر رہے تھے۔ کہ یہ جگہ مکہ مکرمہ میں سب سے پہلا گھر ہے جہاں رسول اکرم اپنے چند صحابہ کے درمیان بیٹھ کر قرآن سناتے اور دین کی تربیت دیتے تھے۔

ہم خود مسکین، ضعیف اور مکہ مکرمہ میں مسافر کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے تھے مگر ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں بھی اس مکان 'دارارقم' میں چند لمحے گزارنے کا موقع ملا جہاں ضعیف مسکین اور غلام رات کے اندھیروں میں چھپتے چھپاتے آتے اور دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ پاتے ہم جس جگہ بیٹھے تھے۔ وہ دارارقم تھا دارالاسلام تھا اور دارالشوریٰ تھا۔ قریش مکہ اپنے

Marfat.com

''دارالندوہ'' میں مجالس لگاتے مگر یہاں حضور نبی کریم ﷺ کی مجالس لگتیں۔

ہم کتنے خوش بخت ہیں۔ موقع پا کر ہم اس جگہ بیٹھے تھے جہاں ابتدائے اسلام میں ان لوگوں کو تربیت ملی جو مستقبل میں معلمین زمانہ بنے۔ جنہوں نے چار دانگ عالم میں توحید و رسالت کے علم بلند کیے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت خباب بن ارت، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت مصعب بن عمیر کو تو حضور نے خصوصی مبلّغین اور معلمین کے فرائض عطا کیے تھے۔

ہم جہاں آج بیٹھے ہیں۔ یہ اسلام کی دعوتی سرگرمیوں کا ابتدائی مرکز تھا۔ یہ وہی مکان تھا جس میں حضرت حمزہ اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) جیسے جلیل القدر صحابہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ ہم اس بات پر جتنا فخر کریں کم ہوگا کہ ہمیں اس جگہ بیٹھنے کا موقع ملا۔ جہاں مصیبت زدہ مسلمان جمع ہوتے تھے انہیں اطمینان قلب اور سکون کی دولت ملتی تھی۔ نادار مسلمان، مشرکین مکہ کے ستائے ہوئے، مجبور و مقہور صحابہ پھر بے یار و مددگار غلام آتے تو حضور کی نگاہ شفقت سے سکون پاتے، یہ وہ جگہ تھی جہاں حضرت خباب، حضرت عمار بن یاسر اور صہیب رومی رات کے اندھیروں میں آتے تو شمع رسالت کی کرنوں سے دل و جان میں روشنی پاتے۔

ہم ابھی باتیں ہی کر رہے تھے۔ کہ ہماری مجلس کے ایک ساتھی نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں حضرت عمر کے ایمان لانے کا واقعہ ''حفیظ جالندھری'' کے اشعار میں سنا دوں۔ وہ ساتھی خوش آواز تھے، خوش گلو تھے، انہوں نے بڑی دھیمی مگر میٹھی آواز میں یہ اشعار سنائے۔ ہم اُٹھنے سے پہلے اس واقعہ کو سن کر مسرور ہوئے۔

رسول اللہ تھے اس دم مقیم خانۂ ارقم
حضوری میں جناب حمزہ و بوبکر تھے ہمدم
نحیف و ناتواں کچھ اور اہل اللہ بیٹھے تھے
خدا سے لو لگائے دو جہاں کے شاہ بیٹھے تھے
عمر آئے مسلح، آ کے دروازے پہ دی دستک
اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک
صحابہ پاک نے سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا
چمک تلوار کی آئی نظر روئے عمر دیکھا
صحابہ میں سے اکثر ڈر گئے اس رنگ ظاہر سے
عمر کا دبدبہ کچھ کم نہ تھا اک فوج قاہر سے
حضور سے آ کر عرض کی اک طرفہ ساماں ہے
عمر در پر کھڑے ہیں، ہاتھ میں شمشیر براں ہے
کہا حمزہ نے جاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
اسے اندر بلاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اس کو ہم خلق محمد کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دوں گا

Marfat.com

رسول اللہ سن کر مسکرائے ،اور فرمایا — بلالو دیکھ لیں کس دھن میں ہے ابن خطاب آیا
عمر داخل ہوئے اندر ،تو اُٹھے حضرت والا — ہوا ضوریز سرِ شاخ طوبیٰ پر قد بالا
کہا چادر کا دامن کھینچ کر ،کیوں اے عمر کیا ہے؟ — چلا تھا آج کس نیت سے ،کس نیت سے آیا ہے
عمر کے جسم پر اک کپکپی سی ہو گئی طاری — وہیں سر جھک گیا آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو — خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو
یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدائے مرحبا گونجی — فضا میں ’نعرۂ اللہ اکبر‘ کی صدا گونجی

(''جہانِ رضا'' اپریل، مئی 2003ء)

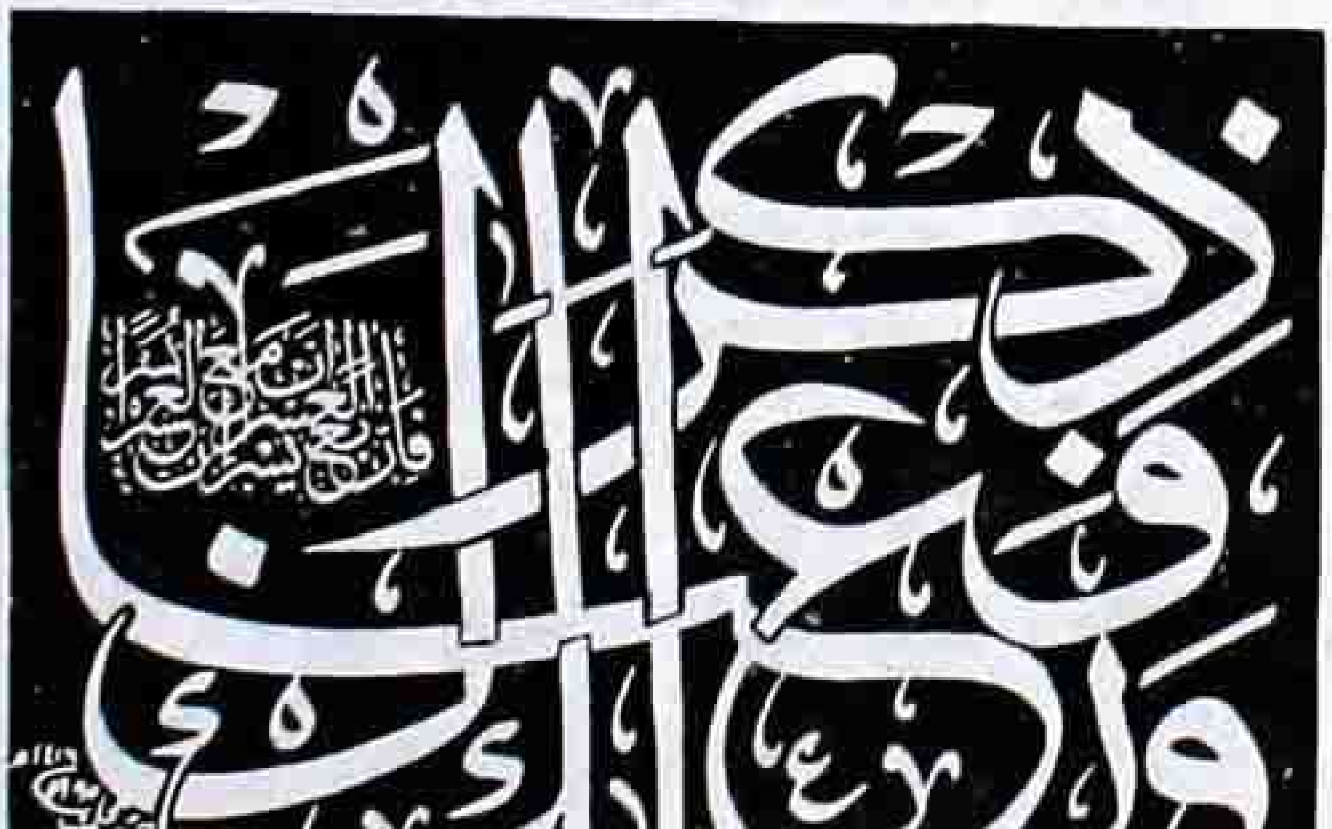

Marfat.com

مدینہ میں امہات المومنین کے حجرے

شہرِ محبت کی کشش اور وہاں کی حاضری دل کی دھڑکنوں میں بسی رہتی ہے۔ اس شہرِ محبوب کی ہر گلی، ہر کوچہ اور ہر گوشہ...... ''کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست''...... کی تصویر نظر آتا ہے۔ آج ہم اپنے قارئین کو ہمراہ لیے اپنے آقا و مولیٰ کے گھر کی دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو کر حاضری کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ حضور کی ازواج مطہرات کے حجروں کا تذکرہ اور حجروں کے بعد بارگاہ مصطفیٰ ﷺ اور مسجد نبوی کی دیواروں کے سایہ میں چند لمحے گزارنا چاہتے ہیں۔

یہ مقالہ ہمارے ایک دوست فیروز الدین احمد فریدی نے تیار کیا اور ہم اسے 'نوائے وقت لاہور کے شکریہ کے ساتھ' ان اوراق کے دامن کی نذر کر رہے ہیں۔

رسول کریم ﷺ آج جہاں آرام فرما ہیں وہاں سوا چودہ صدی پہلے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ آباد تھا۔ اس کی لمبائی تقریباً 16 فٹ اور چوڑائی 12 فٹ تھی جو ہمارے عام کمروں کا سائز ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہمارے مکانوں میں اس طرح کے کمرے ایک سے زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ غسل خانہ، باورچی خانہ اور گھر والوں کے کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، باتیں کرنے اور مہمانوں کو بٹھانے کے لیے الگ جگہیں ہوتی ہیں۔ مگر مدینے کے اس حجرے میں کوئی غسل خانہ تھا نہ باورچی خانہ، کھانے کے لیے کوئی الگ جگہ تھی نہ مہمانوں کے لیے ڈرائنگ روم جو کچھ تھا بس یہ دو سو مربع فٹ کا گھر تھا، ہمارے کمروں کی اونچائی اتنی رکھی جاتی ہے کہ کوئی فرش پر کھڑا ہو اور ہاتھ بلند کرے تو اس کا ہاتھ چھت پر لگے ہوئے پنکھے کے پروں سے نہ ٹکرائے۔ مگر اس قدیم اور مقدس حجرے کے بارے میں حضرت خواجہ حسن بصری لکھتے ہیں کہ میں اپنے لڑکپن میں یہ حجرہ دیکھنے جایا کرتا تھا جب کھڑا ہوتا تو میرا ہاتھ ان کی چھت سے لگ جاتا تھا۔

Marfat.com

واضح رہے کہ حضرت حسن بصری رسول کریم ﷺ کی اہلیہ محترمہ کی کنیز کے بیٹے تھے۔ یہ تھی رسول ﷺ کی ازواج مطہرات کی رہائش گاہوں کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی۔ ان کی دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھتیں کھجور کے درخت کے پتوں کی بنی ہوئی تھیں۔ اللہ جانتا ہے کہ تیز بارش اور سخت گرمی میں یہ چھتیں اپنے مکینوں کی حفاظت کیسے کرتی ہوں گی؟

رسول اللہ کی سب سے چھوٹی اور چہیتی بیٹی سیدہ فاطمہ کا حجرہ آپ کی سب سے چھوٹی اور چہیتی بیوی سیدہ عائشہؓ صدیقہ کے حجرہ کے متصل شمال کی سمت میں تھا۔ واضح رہے کہ مدینہ منورہ میں قبلے کا رُخ جنوب کی طرف ہے۔ ان دونوں حجروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے اور اب یہ دونوں جگہیں گنبدِ خضرا کے سائے میں ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے کے مشرقی جانب اور اس کے بالکل پیچھے اور متصل رسول اللہ ﷺ کی دوسری اہلیہ حضرت سودہؓ کا حجرہ تھا۔ محل وقوع سمجھنے کے لیے یاد رہے کہ مسجد نبوی کے مشرق کی طرف ہٹ کر 'جنت البقیع' تھا اور ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے کے جنوب یعنی قبلے کی سمت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے متصل تو نہیں لیکن اس کے سامنے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا۔ پچھلے چودہ سو برسوں سے اربوں عاشقان رسول ﷺ آپ کی لحد کے سامنے کھڑے ہو کر پرنم آنکھوں سے آپ پر درود وسلام بھیجتے رہے ہیں تو ان میں سے بیشتر کو یہ علم نہیں ہو گا کہ وہ زمین کے اس ٹکڑے پر کھڑے ہیں جو چالیس برس سے زیادہ حضرت حفصہ کی رہائش گاہ رہی ہے۔

ازواج مطہرات کے حجروں کے درمیان ایک انتہائی تنگ گلی تھی جس میں ایک وقت میں ایک آدمی بمشکل گزر سکتا تھا، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ اپنے اپنے حجروں میں بیٹھی ہوئی ایک دوسرے سے باتیں کر لیا کرتی تھیں۔ حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ صدیقہ اور حضرت حفصہ کے علاوہ صرف ایک اور حجرے کا صحیح محل وقوع معلوم ہے۔ اس چوتھے حجرے میں آپ کی چوتھی اہلیہ حضرت زینب بنت خزیمہؓ صرف دو ماہ رہیں۔ رسول کریم ﷺ سے شادی کے دو ماہ بعد جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ نے حضرت ام سلمہؓ سے شادی کی جو اگلے چھپن برس یہاں رہائش پذیر رہیں ازواج مطہرات میں حضرت ام سلمہؓ نے سب سے زیادہ عمر پائی اور سب سے آخر میں وفات پائی ان کا وصال رسول کریم ﷺ کی وفات کے تقریباً نصف صدی بعد ہوا اور کربلا کا سانحہ ان کی زندگی میں پیش آیا گو بعض مورخین اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کربلا کے سانحے سے پہلے ہی وفات پا گئی تھیں۔

Marfat.com

حضرت ام سلمہؓ کے حجرے کے بعد ایک قطار میں شمال کی جانب مزید پانچ حجرے وقتاً فوقتاً بنتے گئے جو رسول اللہ کی پانچ دیگر ازواج مطہرات کی رہائش گاہ تھیں۔ ہر حجرے سے ملحق تقریباً اسی سائز کا ایک چھوٹا عقبی صحن ہوتا تھا جس کے گرد کھجور کی درختوں کی شاخوں سے باؤنڈری بنادی جاتی تھی۔ صحن کے اوپر جانوروں کے بالوں سے بنے ہوئے موٹے جھوٹے کمبل ڈال دیے جاتے تھے تاکہ بے پردگی نہ ہو۔

بالائی سطور سے یہ نقشہ سامنے آتا ہے کہ مسجد نبوی کے احاطے کے مشرقی حصے میں قبلے یعنی جنوب کی سمت سب سے پہلا حجرہ حضرت حفصہؓ کی رہائش گاہ تھا۔ اس کے نیچے شمال کی جانب پہلی قطار میں ایک دوسرے سے متصل دو حجرے تھے ان میں ایک حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تھا جو حضرت حفصہؓ کے حجرے کے بالمقابل تھا اور دوسرا حضرت سودہ کا تھا جو حضرت عائشہؓ کے حجرے سے پیچھے مشرق کی سمت یعنی 'جنت البقیع' کے جانب تھا۔ اس کے بعد کی اگلی قطار میں پھر دو حجرے تھے جن میں سے ایک حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کا گھر تھا جو حضرت عائشہؓ کے حجرے سے متصل اور اس کے شمال مغرب میں تھا اور اس کا دروازہ بھی مسجد نبوی میں کھلتا تھا اور دوسرا حضرت ام سلمہؓ کا تھا جو حضرت سودہ کے حجرہ کے نیچے اور اس کے شمال مشرق میں تھا یعنی 'جنت البقیع' کی جانب۔

زمین کا وہ خوش نصیب ٹکڑا جسے آج گنبد خضرا نے ڈھانپا ہوا ہے سوا چودہ سو برس پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت ام سلمہؓ کے حجرے تھے اور کسی حد تک حضرت حفصہؓ کے حجرے سے نیچے شمال کے رُخ پانچ اور حجرے تھے۔ یہ دو دو سو مربع فٹ کے وہ نو حجرے تھے جن میں اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دس برس گزارے۔ یہ تھیں وہ اقامت گاہیں جن میں آپ سوتے، اُٹھتے، بیٹھتے، محو گفتگو ہوتے عبادت میں مشغول ہوتے جن میں سے بعض میں حضرت جبرئیل آتے رہے۔ آپ پر وحی اُتری اور جن میں سے ایک میں آپ نے وفات پائی اور آج وہیں آرام فرما رہے ہیں۔

اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ جب کوئی زائر مسجد نبوی میں ''ریاض الجنۃ'' کے پاس گنبدِ خضرا کے نیچے سبز جالیوں میں نصب پہلے گول دائرے کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے اور رسول کریم کے درمیان ظاہری طور پر چند گزوں کا فاصلہ ہوتا ہے سبز جالیوں کے اندر سب سے پہلے حضرت حفصہ کے حجرہ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اس کے بعد ڈھائی تین فٹ چوڑی وہ تنگ گلی

Marfat.com

والی جگہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ کے حجروں کے درمیان سے گزرا کرتی تھی اور اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ کا وہ حجرہ ہے جس میں جنوب مغرب یعنی قبلے اور ریاض الجنتہ کی اطراف سے پہلی لحد رسول کریم ﷺ کی ہے اور اس سے ذرا اور نیچے شمال کی جانب پہلے آپ کے سر اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ اور اس سے ذرا نیچے آپ کے دوسرے سر اور خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کی قبریں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے والد اور حضرت عمر حضرت حفصہ کے والد تھے۔ یہ تینوں قبریں تقریباً ایک مربع شکل کی مہر بند چار دیواری میں ہیں جو حضرت سیدہ عائشہؓ کا حجرہ ہوتی تھی اور اس چار دیواری کے گرد ایک 'پانچ دیواری' کھڑی ہے۔ زائر کو جالی کے اندر جو نظر آتا ہے وہ اس 'پانچ دیواری' کا جنوبی یعنی قبلے کے رُخ والا حصہ ہے۔

رسول کریم ﷺ کی وفات کے تقریباً اسی برس بعد اموی خاندان کے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں مدینے کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ نے مسجد نبوی کی توسیع کا حکم دیا، مسجد نبوی کا رقبہ جس میں پہلی توسیع رسول کریم ﷺ، دوسری توسیع خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ اور تیسری توسیع خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ نے کرائی تھی اب اسلامی مملکت کی محیرالعقل توسیع ہو چکی تھی اور مسلمانوں کی آبادی میں نمایاں اضافے کی وجہ سے ایک بار مسجد نبوی کا صحن پھر تنگ پڑ گیا تھا۔ یہ بات 91ھ (مطابق 710ء) کی ہو رہی ہے۔ اس وقت رسول کریم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں چنانچہ خلیفہ کی ہدایت پر حضرت عائشہؓ کا حجرہ چھوڑ کر باقی تمام حجروں کو گرا کر ان کی زمین مسجد نبوی کی توسیع کے لیے استعمال کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ جس روز یہ حجرے گرائے گئے اس دن مدینے میں ہر آنکھ اشک بار تھی لوگ کہہ رہے تھے اور ایک عرصہ بعد تک کہتے رہے کہ یہ حجرے جوں کے توں برقرار رکھنے چاہئیں تھے تاکہ بعد میں آنے والی نسلوں کو معلوم ہوتا کہ ان کے آقا و مولا نے اپنی عمر شریف کے آخری دس برس کس انداز میں گزارے حالانکہ فتح خیبر کے بعد اتنے مکانات، باغات اور محلات آپ کے قبضے میں آئے پھر عرب کی آدھی سرزمین آپ کے قدموں کے نیچے تھی اگر وہ چاہتے تو اپنے اور اپنی بیٹی اور ازواج مطہرات کے لیے پختہ اور آرام دہ محلات بنوا سکتے تھے مگر آپ کا وہی حجرہ قیام گاہ رہا۔

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا   اور چار دن سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا

Marfat.com

تھے دوسروں کے واسطے سیم و زر و گوہر | اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بجھا ہوا
کسریٰ کے تاج روندتے تھے پاؤں کے تلے | اک بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے کو نہ صرف برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا بلکہ بعد میں اس کی تعمیر نو کی اور اس کے گرد ایک اضافی بیرونی دیوار بھی بنوائی لیکن اس تعمیر نو اور توسیع مزید کے عمل کے دوران جب یہ حجرے گرائے گئے تو ایک رات حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے کی مشرقی دیوار خود بخود گر گئی اس بارے میں ایک معاصر عبداللہ بن محمد عقیل بتاتے ہیں۔

'اس رات مدینہ منورہ میں بارش ہو رہی تھی۔ میرا معمول تھا کہ رات کے آخری حصے میں مسجد نبوی میں حاضری دیتا، پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا اور پھر نماز فجر تک مسجد نبوی میں رہتا۔ میں حسب معمول رات کو نکلا ابھی میں مغیرہ بن شعبہ کے مکان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اچانک ایک ایسی خوشبو آئی جو میں نے کبھی نہیں محسوس کی تھی۔ مسجد نبوی پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کی ایک دیوار گری ہوئی ہے میں اندر چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کیا میں ابھی وہیں تھا کہ مدینے کے گورنر عمر بن عبدالعزیز بھی آ گئے۔ ان کے حکم پر کوٹھڑی کو ایک بڑے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا علی الصبح مستری بلایا گیا اور اسے کوٹھڑی کے اندر جانے کو کہا گیا مستری نے کہا کہ اس کے ساتھ کوئی اور شخص بھی ساتھ اندر چلے، گورنر عمر بن عبدالعزیز چلنے کے لیے کھڑے ہو گئے (حضرت ابوبکر کے پوتے) قاسم بن محمد بن ابوبکر اور (حضرت عمر کے پوتے) سالم بن عبداللہ بن عمر بھی تیار ہو گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دیکھا تو کہا کہ ہمیں اس مقدس مقام کے مکینوں کے سکون میں خلل ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ انہوں نے صرف اپنے آزاد کردہ غلام کو اندر جانے کی ہدایت کی جس نے بعد میں بتایا کہ پہلی قبر دوسری قبروں کے مقابلے میں تھوڑی سی نیچی تھی'۔

اس واقعے سے کم از کم ۳۵ برس پہلے حضرت ابوبکر کے یہی پوتے اپنی پھوپھی حضرت عائشہؓ کی زندگی میں ان کی اجازت سے یہ تینوں قبریں دیکھ چکے تھے۔ جب انہوں نے یہ قبریں دیکھیں تو یہ سطح زمین سے نہ بہت بلند تھیں۔ نہ سطح زمین کے ساتھ لگی تھیں۔ تینوں قبروں پر سرخ رنگ کی مٹی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور کے ایک ہم عصر کا بیان ہے کہ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں یہ تینوں قبریں دیکھیں جو سطح زمین سے تقریباً چار انچ اوپر تھیں۔

Marfat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کے گرد جو چار دیواری بنوائی، اس میں ایسے ہی سیاہ پتھر استعمال کیے گئے، جیسے کعبے کی دیواروں میں نصب ہیں۔ اس بات کی تصدیق سیکڑوں برس بعد ان لوگوں نے کی جنہوں نے صدیوں بعد ہونے والی مرمت کے دوران اس مہر بند کمرے کو دیکھا اس چار دیواری کے گرد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جو پانچ پہلوؤں والی بیرونی دیوار کھنچوائی تھی اس میں پانچ پہلو رکھنے کی مصلحت یہ تھی کہ اللہ کے رسول کی آخری آرام گاہ کا طرز تعمیر اللہ کے گھر کے طرز تعمیر سے مختلف رہے جو مستطیل نما یعنی چار پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

پانچ پہلوؤں والی اس بیرونی دیوار کا نقشہ کچھ اس طرح ہے کہ جب آپ اس مقام پر کھڑے ہوں جہاں گول دائرے بنے ہیں اور جس کے سامنے رسول اللہ اور ان کے دو خلفاء آرام کر رہے ہیں تو سبز جالیوں کے بیچ میں جو آپ کو نظر آتا ہے وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بنوائی ہوئی اس بیرونی دیوار کا جنوبی حصہ ہے جو خط مستقیم کی طرح ہے۔ اگر آپ کو سبز جالی میں سے اندر جھانکنے کا خوش قسمتی سے موقع ملا تو آپ کو عربی تحریروں سے مزین سبز کپڑا نظر آئے گا یہ سبز غلاف ہے جو عمر بن عبدالعزیز کی بنوائی ہوئی اس بیرونی دیوار کے جنوبی حصے پر چڑھا ہوا ہے۔

اگر آپ یہاں سے آگے چل کر بائیں طرف مڑیں تو آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بنوائی ہوئی اس بیرونی دیوار کے مشرقی حصے کی طرف آجائیں گے۔ جو 'جنت البقیع' کی جانب ہے۔ مشرق کی سمت یہ بیرونی دیوار جو ظاہر ہے کہ سبز جالی کے اندر ہے خط مستقیم میں نہیں ہے۔ اس طرف دیوار دو حصوں میں ہے جنوب (یعنی قبلے کی جانب) سے شمال کو جاتے ہوئے بیرونی دیوار وتر کا زاویہ بناتی ہوئی شمال مغرب کی طرف مڑ جاتی ہے۔ اگر آپ 'مواجہ شریف' کے آگے جا کر بائیں طرف مڑنے کے بجائے 'مواجہ شریف' کے مغربی سمت مڑیں تو آپ 'ریاض الجنۃ' میں داخل ہو جاتے ہیں اس کے بالمقابل سبز جالیوں کے اندر بیرونی دیوار کا مغربی پہلو ہے۔ یہ پہلو بھی خط مستقیم میں نہیں ہے۔ اس طرف بھی دیوار دو حصوں میں ہے۔ جنوب سے شمال کو جاتے ہوئے آپ کو سبز جالیوں میں تین ستون دکھائی دیں گے جو آدھے سبز جالیوں کے اندر اور آدھے سبز جالیوں کے باہر ہیں۔ ان تین ستونوں کے نام 'السریر، الحرس اور الوفود' ہیں۔ السریر سے الوفود کو جاتے ہوئے دیوار کا ایک حصہ خطِ مستقیم میں ہے لیکن آگے جا کر دیوار پھر وتر کا زاویہ بناتی ہوئی شمال مشرق کی طرف مڑ جاتی ہے اور پھر اپنے بالمقابل مشرق کی سمت سے وتر کے زاویے پر آنے والی دیوار سے شمال میں مل جاتی ہے دوسرے الفاظ میں قبلے

Marfat.com

یعنی جنوب کی جانب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بنائی ہوئی بیرونی دیوار خطِ مستقیم ہے۔ شمال میں کوئی بیرونی دیوار نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مشرق اور مغرب سے آنے والی بیرونی دیواریں وتر کے زاویے بناتے ہوئے آ کر مل جاتی ہیں مشرق اور مغرب کی سمت کی بیرونی دیواریں دو دو حصوں پر مشتمل ہیں اور ایک حصہ خط مستقیم میں اور دوسرا وتر کا زاویہ لیے ہوئے۔ اس طرح جنوب کی سمت ایک دیوار ہے۔ مشرق کی طرف دو دیواریں ہیں مغرب کی طرف دو دیواریں اور اس طرح پانچ دیواریں بن جاتی ہیں۔

گنبد خضرا کے نیچے شمال مشرق یعنی 'ریاض الجنتہ' کی جانب حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کا گھر تھا اور اس کے شمال مغرب میں اس کے بالمقابل حضرت ام سلمہؓ کا حجرہ تھا۔ رسول کریم ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے گھر کے باہر شمال کی سمت تہجد ادا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے یہاں سبز جالی کے پیچھے ایک محراب ہے جو 'محراب تہجد' کہلاتی ہے لیکن باہر سے نظر نہیں آتی اس محراب کے آگے دیوار کے ساتھ آج پیتل کی ایک دیدہ زیب منقش جالی لگی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ قرآن کے سیکڑوں نسخے رکھ دیے گئے ہیں۔ اس منقش جالی کے عین سامنے وہ گزرگاہ ہے جو ایک طرف مشرق کی سمت باب جبریل اور دوسری طرف 'مغرب کی سمت' ریاض الجنتہ کو جاتی ہے اگر آپ 'باب جبریلؑ' سے مسجد نبوی میں داخل ہوں جو ہر زائر کی ترجیح ہوتی ہے یہاں جنوب کی طرف 'قدمین شریفین' کا ایک مختصر سا زاویہ ہے جہاں ہر محبت والے کی تمنا ہوتی ہے کہ چند لمحات کے لیے قدمین شریفین میں بیٹھ کر حضور کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کرے۔

چند گز بعد اس جگہ کے بائیں جانب پیتل کی یہ منقش جالی اور دائیں جانب قالینوں سے ڈھانپا ہوا ایک چبوترہ نظر آئے گا جسے بیشتر زائرین غلطی سے 'اصحاب صفہ' کا چبوترہ سمجھ کر اس پر جگہ حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگ جاتے ہیں۔ اولاً 'صفہ' کا مطلب سائبان ہوتا ہے چبوترہ نہیں دوسرے وہ مقام جہاں دور رسالت مآب میں آپ کے ساتھ ستر اصحاب صفہ بیک وقت قیام کیا کرتے تھے۔ وہ جگہ اس چبوترے سے چند گز آگے ہے اور اس جگہ کی اب کوئی شناختی علامت موجود نہیں ہے۔ موجودہ چبوترہ سلاطین ترکی کے دور میں مسجد نبوی کے محافظوں کے بیٹھنے کے لیے بنایا گیا تھا۔

۸۸۱ھ مطابق ۱۴۷۶ء میں حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے کی چاردیواری اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تعمیر کردہ پانچ پہلوؤں والی دیواروں کو مرمت کی ضرورت پڑ گئی۔ علامہ

Marfat.com

سمہودی نے اس مرمت میں رضا کارانہ طور پر حصہ لیا تھا۔ وہ بتاتے ہیں۔

''چودہ شعبان ۸۸۱ھ کو پانچ پہلوؤں والی بیرونی دیوار کو مکمل طور پر گرانا پڑا اسے گرا چکے تو دیکھا کہ اندرونی چار دیواری میں بھی دراڑیں پڑی ہوئی ہیں۔ چنانچہ اندرونی چار دیواری بھی مکمل طور پر گرانی پڑی۔ اب مقدس حجرہ ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ میں شمال کی جانب قبلے کے مقابل سمت سے اندر داخل ہوا تو خوشبو کی ایک ایسی لپٹ آئی جو زندگی میں کبھی محسوس نہ ہوئی تھی۔ میں نے رسول اللہ اور ان کے دونوں خلفاء کی خدمت میں ادب سے سلام پیش کیا۔ مقدس حجرہ مربع شکل کا تھا۔ اور اس کی چار دیواری کی تعمیر سیاہ رنگ کے پتھروں سے ہوئی تھی جیسے کعبے کی دیواروں میں استعمال ہوئے ہیں اس چار دیواری میں کوئی دروازہ نہ تھا میری پوری توجہ تین قبروں پر مرکوز تھی۔ تینوں قبریں سطح زمین کے قریباً برابر تھیں صرف ایک قبر سطح زمین سے تھوڑی سی بلند تھی۔ یہ غالباً حضرت عمر کی قبر تھی قبروں پر عام مٹی پڑی ہوئی تھی۔ میں کام میں مشغول ہو گیا مرمت میں ہاتھ بٹاتا رہا جو تین ہفتے میں سات شوال کو مکمل ہو گیا''۔

اس بات کو سوا پانچ صدیاں بیت چکی ہیں ان پانچ صدیوں میں اس کے بعد کوئی شخص اس مہر بند چار دیواری میں داخل نہیں ہوا آج کل بعض لوگ رسول کریم کی قبر کے فوٹو دکھاتے ہیں جو ان کے کہنے کے مطابق گزشتہ صدی میں کسی شخص نے کسی طرح لے لیے اس فوٹو میں آپ کی قبر سطح زمین سے کافی اونچی اور چادروں سے ڈھکی ہوئی نظر آتی ہے سرہانے عمامہ نظر آتا ہے ہمیں اپنے قارئین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جس چار دیواری میں پانچ سو برس سے کوئی انسان داخل نہ ہوا ہو اور جہاں جنید و بایزید جیسے اولوالعزم اولیاء اللہ اپنے سانس روک کر زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہوں اور فرشتے سلام کرنے کے لیے جب جھکتے ہیں تو اپنے پر کی آواز تک نہیں آنے دیتے وہاں فوٹو کیسے لیا جا سکتا ہے؟ ان تصاویر کے سوداگر خواہ وہ یہ کام جہالت سے کر رہے ہیں۔ یا مالی منفعت کے لیے اپنی عاقبت کے لیے اچھا سودا نہیں کر رہے اور مصنوعی تصویریں بنا بنا کر لوگوں کی عقیدت سے کھیلتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کی آرام گاہ میں ان دنوں بہت سے سربراہان مملکت جو پرلے درجے کے دین نا آشنا اور اسلام سے بیزار ہیں حاضری دیتے ہیں آج کل کی سعودی حکومت کے زیر سایہ روضہ پاک کی زیارت کے لیے اندر جاتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم حضور کی قبر منور کو دیکھ آئے ہیں۔ یہ سب دھوکا فریب اور غلط بیانی ہے۔ یہ بادشاہان وقت کو خوش کرنے کے

Marfat.com

لیے سعودی حکومت کی ایک ڈپلومیسی ہے ورنہ جہاں فرشتے سر جھکا کر حاضری دیں آج کل کے بدکرداراور اخلاق باختہ سربراہان مملکت کس منہ سے اندر جا کر حاضری دیتے ہیں؟

قارئین 'جہان رضا' آپ فیروز الدین احمد فریدی صاحب کے ساتھ ایسے نورانی لمحات گزار چکے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کے انوار حاصل کر چکے ہیں۔اب آپ اٹھیے اور میرے ساتھ چلیے صلوٰۃ وسلام پڑھیے اور یہ شعر کہتے ہوئے اجازت لیجیے۔

مشرف گرچہ شد 'جامی' زلطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کن

''جہانِ رضا'' (دسمبر 2003ء)

بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم
خاکے شوم و بزیرِ پائے تو زیم
مقصودِ منِ خستہ ز کونین توئی
از بہرِ تو میرم از برائے تو زیم

میری خواہش ہے کہ پوری زندگی ہمیشہ آپ سے وفا اور نام لیوائی میں گزرے
میں خاک بن کر آپ ہی کے قدموں میں زندگی بسر کروں
مجھ تباہ حال کا کونین میں آپ کی ذاتِ عالی کے علاوہ کوئی مقصود نہیں
میں آپ ہی کی یاد میں زندہ رہنا چاہتا ہوں، کاش، مجھے موت بھی آپ ہی کی یاد میں آئے

Marfat.com

سیّدہ حلیمہ سعدیہ کا گھر

حلیمہ گود میں لے کر بڑے پیار سے بولی
''شرف تمہی سے ملا ہے میرے گھرانے کو''

اس سال شدید قحط تھا۔ میری سواری نہایت کمزور اور لاغر تھی۔ جس کا چلنا دُشوار تھا۔ میرے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ جو میرے دودھ کے ساتھ سیر نہ ہوتا تھا اور نہ ہی ہمارے پاس پیٹ بھر کر کھانے کے لیے کوئی چیز تھی۔ بچہ ساری رات روتا رہتا اور ہم ساری رات جاگتے گزار دیتے۔ میں بنی سعد کے خاندان کی خواتین کے ساتھ بچوں کو حاصل کرنے کے لیے مکہ میں آئی اور جب ہم مکہ مکرمہ (اللہ سبحانہ اس کو مشرف و مکرم بنائے) میں داخل ہوئے تو دائیاں اور خواتین مکے کے گلی کوچوں میں گھومنے لگیں تاکہ دودھ پینے والے بچوں کو تلاش کریں۔ ادھر میرے علاوہ سات دائیاں رہ گئیں اور اتفاقاً میری ملاقات سیّدنا عبدالمطلب (حضور کے دادا) سے ہوگئی۔

آپ نے فرمایا میرے پاس ایک چھوٹا بچہ ہے اور اے دودھ پلانے والیو! تم ادھر آؤ اور اس بچے کو دیکھ لو اور جس آیا کی مرضی ہو یا جس کے مقدر میں ہو وہ بچے کو لے جائے۔ چنانچہ ہم سب خواتین حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ چلی آئیں اور ہم سب دودھ پلانے والی خواتین نے جب حضور کو دیکھا تو ہر ایک خاتون کہنے لگی کہ ہم سب اس بچے کو اپنا اپنا دودھ پلائیں گی اور جب یہ عورتیں حضور ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے آگے بڑھیں تو آپ نے میری طرف دیکھا۔ مسکرائے اور میری جانب ہاتھ اُٹھا کر آگے بڑھے۔ چنانچہ میں نے حضور ﷺ کو اپنی گود میں اٹھالیا اور آپ کو دائیں جانب سے دودھ پیش کیا آپ نے دودھ نوش فرمایا اور جب میں نے آپ کو اپنا بایاں دودھ پیش کیا تو حضور ﷺ نے اس سے روگردانی فرمائی چنانچہ آپ سے میری رغبت و محبت اور بڑھ گئی اور میں حضور کو حاصل کرنے میں مزید شوق کا اظہار کرنے لگی۔

''اور جب میں نے دل میں ارادہ کرلیا کہ میں حضور کو حاصل کرلوں تو سیّدنا عبدالمطلب

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حضرت محمد (ﷺ) یتیم ہیں اور آپ کے والد گرامی کا وصال ہو چکا ہے اور دیگر خواتین اس لیے نہیں لے گئیں کہ انہیں معقول معاوضہ ملنے کی امید نہ تھی اگر تو پسند کرتی ہے کہ تیرے بخت جاگیں تو اسے لے جا۔ میں نے حضور کے والد گرامی کے وصال کے متعلق سنا تو حضرت عبدالمطلب سے عرض کیا۔

''مجھے تھوڑی سی مہلت دیجیے تاکہ اس امر کے بارے میں اپنے خاوند حارث سے مشورہ کرسکوں''۔

آپ نے مجھ سے 'پوچھا! تو کون ہے؟'

میں نے عرض کیا...... میرا تعلق بنوسعد سے ہے۔

آپ نے فرمایا! تیرا نام؟

میں نے کہا...... حلیمہ۔

تو وہ مسکرائے اور فرمایا۔

''بس بس سعادت اور حلم کا اجتماع ہے۔ ان میں خیر ہی خیر اور عزت ہی عزت ہے''۔

مجھے تین دن سے خواب میں کہا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کے لیے بنی سعد اور آل ابی ذ ہیب سے دودھ پلانے کا انتظام کرو۔

یہ سن کر میں نے عرض کیا 'مرا باپ ہی ابوذ ہیب ہے''۔

میں نے جا کر اپنے خاوند سے سارا ماجرا عرض کر دیا اور کہا۔

''اللہ کی قسم اب میں خالی نہیں جاؤں گی۔ میں اس یتیم بچے کے ہاں جاتی ہوں اور اسے ساتھ لے آتی ہوں، یہ میرے دل کو بہت اچھا لگا ہے۔''

مجھے تعجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے خاوند کے دل میں اتنی خوشی اور فرحت پیدا فرما دی تھی کہ فوراً کہنے لگے۔ حلیمہ! دیر مناسب نہیں اس خوش بخت بچے کو حاصل کر لے شاید اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرما دے، میں جلدی سے واپس آ گئی۔ حضرت عبدالمطلب میرا انتظار کر رہے تھے جب میں نے بچہ حاصل کرنے کو کہا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا آپ مجھے اس مکان میں لے گئے جہاں حضور تشریف فرما تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ ؓ نے مجھے خوش آمدید کہا۔

جب میں 'مولد النبی' میں داخل ہوئی تو دیکھا آپ دودھ سے بھی سفید اون کے کپڑے

Marfat.com

میں آرام فرما ہیں اور نیچے سبز رنگ کا بچھونا ہے۔ آپ آرام فرما رہے تھے اور آپ کے جسم اطہر سے خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے۔ جب کپڑے کو چہرہ اقدس سے ہٹایا گیا تو میں آپ کے حسن و جمال میں اس طرح گم ہو گئی کہ مجھ کو جگانے کی ہمت نہ رہی پھر بھی میں نے چاہا کہ آپ کو جگا دوں لیکن میں آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی اور تاب نہ لا سکی۔

جب میری حالت کچھ معمول پر آئی تو میں نے آگے بڑھ کر آپ کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا۔ جب آپ نے آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے ایک نور کی کرن نکل رہی ہے۔ جس کی شعاعیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں چنانچہ میں بے اختیار ہو گئی۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان یعنی آپ کی جبین مقدس پر بوسہ دیا اور اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔

حضور ﷺ کو دودھ پلانا شروع کر دیا۔ مکہ میں رات گزارنے کے بعد جب ہم نے صبح واپسی کا ارادہ کیا تو دل میں بیت اللہ شریف کا طواف کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ میں آپ کو گود میں اٹھا کر حرم کعبہ میں لے گئی۔ طواف شروع کرنے سے پہلے میں نے حجر اسود کو بوسہ دینا چاہا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ حجر اسود خود اپنی جگہ سے نکل کر آپ کی طرف بڑھا حتیٰ کہ اس نے چہرۂ اقدس کے ساتھ چمٹ کر بوسے لینا شروع کر دیے۔

آپ کی والدہ محترمہ اور دادا جان کی اجازت اور طواف کعبہ کے بعد میرے خاوند نے (مکہ سے روانگی کے لیے) میرے سامنے سواری کو بٹھایا۔ اس قافلے میں دودھ پلانے والی خواتین کے پاس ستر سواریاں تھیں۔ ان میں سے میری سواری سب سے زیادہ کمزور اور نحیف تھی۔ میں اس کے اوپر سوار ہو گئی اور حضور کو اپنے سامنے آگے بٹھا لیا۔ اچانک میری سواری اس قدر پھرتیلی اور تیز ہو گئی کہ سب سے آگے نکل گئی۔ میری ڈاچی جھوم جھوم کر چلتی اور کبھی کبھی گنگناتی تو یوں لگتا جیسے کہہ رہی ہو۔ اللہ کی قسم آج مجھے اللہ نے عظیم شان عطا کر دی ہے۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی۔ کمزوری کے بعد طاقت دے دی ہے۔ اے بنو سعد کی عورتو! تم غفلت میں رہیں۔ تمہیں پتا ہے میری پشت پر کون سوار ہے۔ میری پشت پر سیّد الانبیاء اور رب العالمین کا محبوب سوار ہے۔

"جہاں جہاں سے آپ کی سواری گزرتی۔ وہاں وہاں سبزہ اُگ آتا۔ پتھر آپ کو سلام عرض کرتے اور درخت اپنی ٹہنیوں سمیت جھک کر استقبال کرتے۔ اللہ کی وسیع زمین میں

Marfat.com

ہماری زمین سے بڑھ کر کوئی سرسبز نہیں ہے۔ میں جب کبھی بھی کسی درخت یا پتھر کے قریب سے گزرتی یا کسی پختہ مکان کے پاس سے میرا گزر ہوتا تو مجھے یہ الفاظ سنائی دیتے ''اے حلیمہ سعدیہ! آپ کو بشارت اور مبارک ہو'' جب میں نے حضور ﷺ کی ذات سے ایسے معجزات کا صدور دیکھا تو میں حیران ہوگئی تاہم میں بہت مسرور ہوئی۔ حضور ﷺ کے نور پاک کے پاس میں سخت اندھیرے میں بھی دیکھنے کی قوت رکھتی تھی لیکن آپ کے انوار و تجلیات میں سفر کرتی ہوئی گھر پہنچی تو اس وقت میرے گھر کے ارد گرد دُور تک روشنی اور نور پھیلا ہوا تھا اور جب خاندان بنو سعد نے ان انوار و تجلیات کو دیکھا تو بے اختیار پکار اُٹھے۔ اے حلیمہ! یہ آب و تاب اور چمک دَمک رکھنے والا نور کیسا ہے، آپ کی برکت سے میرے دوسرے بچے کو بھی سیر ہو کر دودھ پینا نصیب ہوا، میرا خاوند جب اونٹنی کا دودھ دوہنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے تھن بھرے ہوئے ہیں اور اس نے اتنا دودھ دیا کہ ہم تمام نے سیر ہو کر پیا اور آج ہم نے اطمینان کے ساتھ رات بسر کی''۔

جب میں آپ کو دایاں پستان پیش کرتی تو آپ نوش فرماتے پھر بائیں جانب رُخ انور کرتی تو آپ دودھ پینے سے انکار کر دیتے۔ آپ کی برکت سے بنی سعد کے ہر گھر سے کستوری کی طرح خوشبو آتی تھی''۔

''لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت گھر کر چکی تھی کہ اگر ان میں سے کوئی بھی بیمار ہو جاتا تو وہ آ کر آپ کا دست پاک پکڑ کر اپنے جسم سے مس کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے شفا عطا کر دیتا''۔

''ہم پر سے مشقت اور تکلیفیں زائل ہوگئیں ہمارے پاس سارے جہان کی خوشیاں اور فرحتیں آ گئیں۔ ہم نے حضرت محمد کی ذات اقدس کی بدولت بے پناہ آرزوئیں اور تمنائیں حاصل کر لیں''۔

''ایک دن میں اپنے صحن میں آپ کو گود میں لیے بیٹھی تھی کہ اتنے میں میری بکریاں آ گئیں وہ میرے پاس سے گزرتی گئیں۔ لیکن ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے سر اقدس کو چوم لیا اور سجدہ کیا۔ جس دن سے ہم آپ کو اپنے گھر لائے اس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ آپ کے چہرۂ اقدس کا نور چراغ سے زیادہ منور تھا۔ جب کبھی ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی تو ہم آپ کو اٹھا کر وہاں لے جاتے اور آپ کی برکت سے

Marfat.com

تمام جگہ روشن ہو جاتی''۔

''ایک دن مجھ سے میری ہمسائی حضرت خولہ نے پوچھا کہ تم ساری رات گھر میں چراغ جلائے رکھتی ہو جس سے تمہارے گھر میں روشنی رہتی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم چراغ نہیں جلاتی بلکہ یہ روشنی ایک نور مجسم کے نور کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں میں رسول اکرم کو دودھ پلایا کرتی تھی ان دنوں مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی''۔

حضور عام بچوں کی نسبت جلدی نشوونما حاصل کر رہے تھے آپ کا قد اور جسم مبارک تیزی سے تنومند ہو رہا تھا۔ حضور چھ ماہ کے ہوئے تو میں نے ایک دن آپ کے لبوں پر یہ کلمات سنے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، والحمد للہ کثیراً و سبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔

''اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔ اسی کو سب تعریفیں زیبا ہیں صبح و شام اسی کی تعریف اچھی لگتی ہے''۔

میں آپ کے اس نغمے پر حیران تھی۔ آپ چار سال کے ہو گئے میں آپ کی والدہ سے ملانے کے لیے آپ کو مکہ شریف لے آئی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو میں نے تمام برکات وانوار کے وہ واقعات سنائے جو ان چار برسوں کے دوران دیکھنے میں آئے تھے۔ آپ سن سن کر بڑی خوش ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بچے کے متعلق بڑی فکر مند تھی۔ میں نے اپنی محبت اور شوق سے مزید پرورش اور تربیت کا اظہار کیا۔ جس پر حضرت آمنہ نے مجھے دوبارہ پرورش کرنے کی اجازت دے دی میرا دلی مقصد یہ تھا کہ جس بچے کی وجہ سے میرے گھر کے آنگن میں بہاریں آ گئیں اسے کچھ عرصہ مزید اپنے پاس رکھوں''۔

بھلی ساعت میں آئی دولت ایمان ہاتھوں میں!

حضور ﷺ پانچ سال کے ہو گئے ایک دن آپ نے مجھے (سیّدہ حلیمہ سعدیہ) سے پوچھا امی! میں دن کے وقت اپنے بھائیوں کو نہیں دیکھ پاتا وہ کہاں رہتے ہیں......؟ میں نے کہا وہ دن کے وقت بکریاں چرانے باہر چلے جاتے ہیں۔ حضور نے مچل کر کہا کہ اب میں بھی ان کے ساتھ جایا کروں گا۔ دوسرے دن آپ تیار ہوئے میں نے آپ کے گلے میں گھونگا ڈال دیا کہ آپ کو کوئی بری نظر نہ لگ جائے آپ نے ہاتھ میں ایک لاٹھی لے لی اور ایک ننھا سا عیالی بن کر روانہ ہوئے۔ سارا دن باہر رہ کر عشاء کے وقت گھر آئے اسی طرح آپ ہر روز جاتے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ سارا دن گزارتے۔ پھر میرے بچے مجھے بتاتے جب سے ہمارا مکی بھائی

Marfat.com

ہمارے ساتھ جانے لگا ہے۔ جہاں جہاں ہم بکریاں لے جاتے ہیں۔ سرسبز گھاس سامنے آتی جاتی ہے۔ جب ہم کسی درخت یا پتھر کے نزدیک سے گزرتے ہیں تو 'الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی'' کی آوازیں آتی ہیں اگر کہیں خشک وادی میں بیٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی ہری بھری دکھائی دیتی ہے۔ بچوں کی یہ باتیں سن کر میں حضور کو اٹھا لیتی اور آپ کا سر اور منہ چوم لیتی''۔

''ایک دن میں گھر پر تھی میرے دونوں بچے بکریاں چھوڑ کر دوڑے دوڑے گھر آئے اور ایک بچہ ہانپتے کانپتے کہنے لگا'' ہمارے قریشی بھائی کو دو آدمیوں نے پکڑ کر لٹا لیا اور ان کا پیٹ چیر دیا''۔ میں اور میرا خاوند دوڑے دوڑے وادی میں پہنچے، حضور کو کھڑے پایا تو جان میں جان آ گئی۔ میں نے پوچھا تو آپ نے بتایا امی! میرے پاس نورانی لباس میں ملبوس دو شخص آئے تھے انہوں نے مجھے پکڑ کے لٹا لیا۔ پیٹ کو چاک کر دیا۔ ان کے پاس ایک سنہری طشتری تھی جس میں برف رکھی ہوئی تھی۔ میرا سینہ چاک کر کے ایک سیاہ رنگ کا لوتھڑا نکالا اور باہر پھینک دیا۔ میرے زخموں کو دھویا۔ پھر جوڑا اور برف سے مل دیا اب مجھے کوئی درد یا تکلیف نہیں ہے۔ انہوں نے میرے سینے پر ٹھنڈی برف لگا دی جسے میں اب تک محسوس کر رہا ہوں''۔

اس واقعہ کے بعد بنوسعد کے تمام لوگ میرے گھر اکٹھے ہو گئے حضور کو چومتے اور حالات پوچھتے سارے قبیلے نے مجھے مشورہ دیا کہ حضور کو ان کے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس مکہ چھوڑ آنا چاہیے خدانخواستہ کوئی واقعہ رونما ہو جائے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں اس دن کے بعد مجھے حضور ﷺ کے متعلق بڑی فکر رہنے لگی۔ میں آپ کو لے کر مکہ پہنچی۔ حضرت آمنہ حیران تھیں کہ اتنی جلدی کیوں واپس آ گئی ہو، اگرچہ میرا ذوق اور جذبہ تو حضور ﷺ سے جدا ہونے کا نام نہیں لیتا تھا مگر میں کیا کرتی''۔

میں نے سارے واقعات سنا دیے۔ حضرت آمنہ فرمانے لگیں، میرے بچے کو شیطان قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا وہ بے مثل ہے اور منفرد ہے''۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

''جہانِ رضا'' (اپریل، مئی 2005ء)

بشکریہ: ایمز انٹرنیشنل بریڈفورڈ برطانیہ

Marfat.com

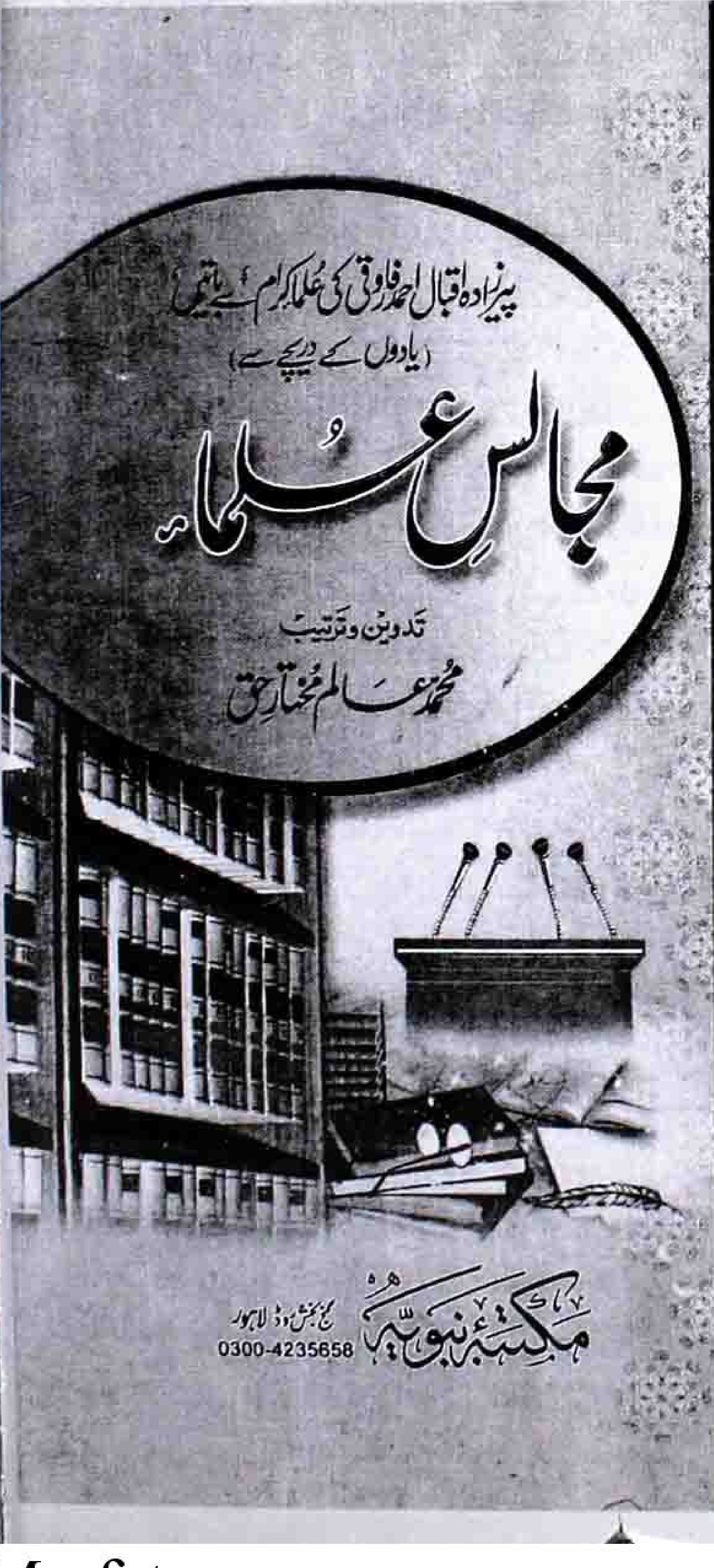

حکیم محمد موسیٰ امرتسری
ڈاکٹر محمد مسعود احمد
پروفیسر شاہ فرید الحق
سید ریاست علی شاہ
علامہ شمس الحسن شمس
محمد فاروق القادری
مولانا محمد صادق
سید وجاہت رسول
علامہ سید شجاعت علی
عبدالحکیم شاہجہانپوری
سید نور محمد قادری
پروفیسر مجید اللہ قادری
پروفیسر محمد ابرار احمد
علامہ محمد احمد مصباحی
عبدالمجتبیٰ رضوی (انڈیا)
سید جمال الدین (دہلی)
مولانا محمد مرید احمد چشتی
جلال الدین احمد رضوی
الشاہ احمد نورانی صدیقی
مولانا محمد حامد رضا قادری
مولانا عبدالسلام جبل پوری
مولانا ظفر الدین رضوی
مولانا محمد امجد علی اعظمی
مولانا نعیم الدین مرادآبادی
مولانا احمد اشرف کچھوچھوی
مولانا سید دیدار علی شاہ الوری
مولانا احمد مختار صدیقی
شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی
مولانا عبدالاحد قادری
مولانا محمد رحیم بخش قادری
مولانا حاجی لعل خاں قادری
محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی
مفتی برہان الحق جبل پوری
مولانا مفتی محمد شفیع قادری
مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

Marfat.com

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یہ دربار مصطفیٰ ﷺ ہے، یہ حرم نبوی ﷺ ہے، یہ ایوانِ مصطفوی ﷺ ہے۔ یہاں اہل محبت کی ہزاروں زبانیں ہیں، مگر خاموش، یہاں ستر ہزار فرشتے سر جھکا کر آتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں، یہاں جبرئیل علیہ السلام جیسے اولوالعزم فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ مگر پر نہیں مارتے۔ آپ نظریں اٹھائیں گے تو سرکار دو عالم ﷺ کا گنبد خضریٰ نظر آئے گا، یہاں میرے آقا اور مولا جلوہ فرما ہیں۔ آپ کے دائیں ہاتھ پر یارِ غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دست بستہ کھڑے ہیں۔ آپ کے عشاق صحابہ کا ایک وسیع حلقہ موجود ہے۔ جس میں سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ وہ دیکھئے آپ کے عم محترم سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ حد نگاہ تک رسول اللہ ﷺ کے عشاق صحابہ صف در صف دکھائی دے رہے ہیں اور محبان رسول کی دور دور تک قطاریں نظر آتی ہیں۔ ہر ایک کی زبان پر

الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یا رسول اللہ ہے

آپ نور بصیرت اور دل کی ایمانی آنکھ سے سب کو پہچانتے جائیے۔ ایک ایک کے چہرہ انور پر نگاہ ڈالیں۔ ایک ایک کے رخ زیبا کو پہچانیئے۔ ایک ایک کی پیشانی پر عشق مصطفیٰ ﷺ کے انوار دیکھئے۔ آپ کی خاموش نظریں گھومتی جائیں گی اور حضور پاک ﷺ کے ایک ایک صحابی کی زیارت کرتی جائیں گی ایک ایک ولی اللہ کو پہچانتی جائیں گی اور ہر ایک کو دل کی گہرائیوں میں سمیٹتی جائیں گی۔ اس محفل کی وسعت پر نظر محبت ڈالیں دور دور تک حضور ﷺ کی اُمت کے بلند قدر افراد اپنے اپنے مراتب اور مناصب کے اعتبار سے اپنے اپنے مقام پر کھڑے نظر آئیں گے، کس کس کا نام لیں، کس کس کی بات کریں، کس کس کی شان بیان کریں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں۔ کروڑوں نہیں، اربوں اور کھربوں اپنی اپنی جگہ موجود ہیں، مگر آپ کی نگاہ شوق کی وسعت کو بھی داد دوں گا، کہ آپ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ان نورانی چہروں کو اپنی محبت اور عقیدت کی نظروں سے پہچان رہے ہیں

اگر آپ جسمانی طور پر دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضر نہیں ہو سکے تو غم نہ کریں اس محفل میں شریک ہونے کے لیے اپنے گھر بیٹھے ہی نظریں اُٹھائیں اور " **نسیم بطحا** " کے صفحات کھولتے جائیں، جنہیں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے دربارِ مصطفیٰ کی حاضری کے بعد "جہانِ رضا" میں قلمبند کیا اور آپکو دعوت مطالعہ دے رہے ہیں

مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور
0300-4235658

Adnan Graphic 0321-4374818 - 0300-4354927
Marfat.com